Surat Ibrahim
Aayat 28-34

20

ہدایات برائے

مطالعہ قرآنِ حکیم از۔ لطف الرحمن خان صاحب

مکرمی! السلام علیکم

مطالعہ قرآنِ حکیم کورس میں ہم آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس کوشش کو قبول فرما کر آپ کو خیر کثیر عطا فرمائے۔ اسباق کے مطالعہ کے دوران براہِ کرم مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھیں۔

1۔ سبق کا مطالعہ شروع کرنے سے پہلے ''عرض مرتب'' کا مطالعہ کرلیں۔ اس کورس کے متعلق چند اصولی باتیں آپ کے ذہن میں واضح ہو جائیں گی۔

2۔ ہر سبق میں سب سے اہم کام الفاظ کے معانی یاد کرنا ہیں۔ لیکن معانی یاد کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مادہ کا ہر باب میں ماضی، مضارع اور مصدر بول کر اس کے معنی یاد کئے جائیں۔ مثلاً سب سے پہلے لکھا ہے ع و ذ (ن) مَعَاذًا = کسی کی پناہ میں آنا، اس کو آپ ''عَاذَ۔ يَعُوْذُ۔ مَعَاذًا معنی کسی کی پناہ میں آنا'' پڑھیں اور یاد کریں۔ اس کے بعد ہے افعال۔ اِعَاذَةً = کسی کو کسی کی پناہ میں دینا۔ اس کو آپ ''اَعَاذَ۔ يُعِيْذُ۔ اِعَاذَةً معنی کسی کو کسی کی پناہ میں دینا'' پڑھیں اور یاد کریں۔ علیٰ هٰذَا القیاس۔

3۔ ان اسباق کے علاوہ، ترجمہ کے ساتھ قرآن مجید کے مطالعہ کو اپنا روزانہ کا معمول بنالیں۔ اس کے دوران الفاظ کی بناوٹ پر غور کریں کہ یہ کس قسم کا اسم یا فعل ہے۔ اس طرح ان شاء اللہ آپ اپنا مقصد جلد حاصل کرلیں گے۔

ہمارے بزرگوں نے جو تراجم کیے ہیں وہ عام لوگوں کے لیے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے یہ فرض کر کے ترجمہ کیا ہے کہ ان کے قاری کو عربی نہیں آتی۔ اس لیے باریکیوں کو نظر انداز کر کے انہوں نے مفہوم سمجھانے پر توجہ دی ہے۔ اب تھوڑی سی عربی پڑھنے کے بعد آپ پر لازم ہے کہ اپنے بزرگوں کے ترجموں پر تنقید سے مکمل پرہیز کریں، ورنہ کوئی نہ کوئی بیماری لاحق ہو جائے گی اور اُلٹا لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا آپ کا حامی و ناصر ہو۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ①

20

عرضِ مرتب

اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اور اسی کی تائید و نصرت کے بھروسے پر مطالعہ قرآن حکیم مرتب کرنے کے کام کا آج آغاز کر رہے ہیں۔ کتاب اصلاً ان طلباء کے لیے مرتب کیا جارہا ہے جنہوں نے ’’آسان عربی گرائمر‘‘ کتاب کے تینوں حصے پڑھ لیے ہیں۔ لیکن اس سے وہ طلبا بھی استفادہ کر سکیں گے جنہیں عربی گرائمر کا ابتدائی علم حاصل ہے۔ مقصد یہ ہے کہ عربی پڑھنے والے طلباء کو یہ استعداد حاصل ہو جائے کہ وہ ترجمہ کے بغیر قرآن کو سمجھ سکیں۔

الفاظ کے معانی دیتے ہوئے یہ کوشش کی جائے گی کہ مختلف ابواب سے قرآن مجید میں ایک مادہ سے جتنے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، ان سب کے معانی ایک جگہ دے دیے جائیں۔ البتہ ثلاثی مجرد میں ہر مادے کے معنی دے دیئے جائیں گے خواہ قرآن میں وہ مادہ ثلاثی مجرد سے استعمال ہوا ہے یا نہیں۔ اس طرح ہر مادہ سے استعمال ہونے والے مختلف الفاظ کے معانی میں ہونے والی تبدیلی کا ربط بہتر انداز میں واضح ہو جائے گا اور انہیں یاد کرنے میں آسانی ہوگی۔

ترکیب یعنی جملہ کے اجزاء کی وضاحت کے ضمن میں علمی مباحث سے گریز کرتے ہوئے صرف اس قدر وضاحت کی جائے گی جو آیت کا مفہوم سمجھنے کے لیے ضروری اور مفید ہے۔ بعض آیات کی ایک سے زیادہ تراکیب ممکن ہیں اور کی بھی گئی ہیں۔ ہم ان میں سے کسی ایک ترکیب کو اختیار کریں گے جو نسبتاً سادہ اور عام فہم ہو۔

آج کل قرآنی آیات کے با محاورہ ترجمہ کا مطالبہ عام ہے اور یہ مطالبہ درست بھی ہے۔ جن لوگوں کو عربی نہیں آتی اور وہ جاننا چاہتے ہیں کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے، ان کے لیے با محاورہ ترجمہ ہی مفید ہے۔ لیکن کتاب عربی جاننے والوں کے لیے مرتب کی جارہی ہے اور ان کے لیے با محاورہ ترجمہ غیر مفید ہوگا۔ اس لیے ہم تحت اللفظ اور با محاورہ ترجمہ کی درمیانی راہ اختیار کریں گے۔ خصوصاً مرکبات ناقصہ کا ترجمہ اُردو محاورہ کے مطابق ہی کیا جائے گا۔ ترجمہ میں کوشش کی جائے گی کہ الفاظ کے اصل مفہوم تک طلباء کے ذہن کی رسائی ہو جائے۔ آیات کی تفاسیر بیان کرنے سے اجتناب کیا جائے گا۔ البتہ ذہن میں الجھن پیدا کرنے والے مقامات کی تشریح نوٹس میں کر دی جائے گی۔

اس کتاب کو مرتب کرنے میں جن چند کتب سے مدد لی جائے گی وہ یہ ہیں: (۱) مفردات القران مرتبہ امام راغب اصفہانیؒ ۔ (۲) المنجد (ڈکشنری)۔ (۳) اَلْمُعْجَمُ الْمُفَهْرَس مرتبہ محمد فواد عبدالباقی صاحب۔ (۴) تفسیر ابن کثیرؒ۔ (۵) تفسیر حقانیؒ ۔ (۶) ترجمہ شیخ الہندؒ۔ (۷) ترجمہ احمد رضا خاں صاحب۔ (۸) تفہیم القرآن۔ (۹) معارف القرآن۔ (۱۰) تدبر قرآن۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ سب سے زیادہ استفادہ پروفیسر حافظ احمد یار صاحب مرحوم کے ترجمہ قرآن کیسٹس سے کیا جائے گا۔ یہ کیسٹس انجمن خدام القرآن، 36۔ کے ماڈل ٹاؤن، لاہور سے دستیاب ہیں۔ ان کی ریکارڈنگ بہت اچھی نہیں ہے۔ کیونکہ کھلے کلاس روم میں ان کے لیکچر ز کو ریکارڈ کیا گیا ہے، لیکن بہر حال بات سمجھ میں آجاتی ہے۔

کوشش بھی ہے اور دعا بھی ہے کہ غلطیوں اور کوتاہیوں سے بچاتے ہوئے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے یہ کام پورا کرادے۔ لیکن بہر حال یہ ایک انسانی کوشش ہے۔ اہل علم سے درخواست ہے کہ غلطیوں اور کوتاہیوں کی نشاندہی کر کے اس کی اصلاح میں مدد دیں۔ اللہ تعالیٰ اس حقیر سی کوشش کو اپنا شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔

لطف الرحمن خاں

20

﴿اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ﴾

ع و ذ

باب	مصدر/اسم	معانی
(ن)	مَعَاذًا	کسی کی پناہ میں آنا۔
افعال	اِعَاذَةً	کسی کو کسی کی پناہ میں دینا۔ ﴿وَ اِنِّیْٓ اُعِیْذُهَا بِكَ﴾ (3/ آل عمران: 36) ''اور میں اس کو تیری پناہ میں دیتی ہوں۔''
تفعیل	تَعْوِیْذًا	خود کسی کو پناہ دینا۔ اس باب سے قرآن میں استعمال نہیں ہوا۔
استفعال	اِسْتِعَاذَةً	کسی کی پناہ طلب کرنا۔ ﴿فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝٩٨﴾ (16/ النحل: 98) ''پس جب تم قرآن پڑھو تو اللہ کی پناہ مانگو مردود شیطان سے۔''

ش ط ن

(ن)	شَطْنًا	کسی سے دور ہونا۔ کسی کی مخالفت کرنا۔
	شَیْطٰنٌ	بہت زیادہ دور ہونے والا۔ بہت زیادہ مخالفت کرنے والا۔

ر ج م

(ن)	رَجْمًا	سنگسار کرنا، دھتکارنا، اٹکل سے بات کرنا۔ ﴿وَ يَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًۢا بِالْغَيْبِ ۚ﴾ (18/ الکھف: 22) ''اور وہ لوگ کہتے ہیں پانچ ہیں اور چھٹا ان کا کتا ہے۔ اندھیرے میں تیر چلاتے ہیں۔''

اَعُوْذُ ثلاثی مجرد سے واحد متکلم کا صیغہ ہے۔

رَجِیْمٌ فَعِیْلٌ کے وزن میں ہمیشگی کا مفہوم ہوتا ہے اور یہ وزن اسم الفاعل اور اسم المفعول دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ رَجِیْمٌ اسم المفعول ہے یعنی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دھتکارا ہوا۔

ترجمہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ	مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں	ہمیشہ کے لئے دھتکارے ہوئے شیطان سے

نوٹ۔1 مذکورہ بالا استعاذہ قرآن مجید کا حصہ نہیں ہے۔ لیکن سورۃ النحل (١٦) کی آیت نمبر ٩٨ میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ جب تم قرآن پڑھو تو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔ اس لئے قرآن پڑھتے وقت بسم اللہ سے پہلے استعاذہ پڑھنا ضروری ہے۔

نوٹ۔2 شیطان ایک صفاتی نام ہے جنوں اور انسانوں میں سے جو بھی حق سے دوری اختیار کرے اور اس کی مخالفت کرے وہ شیطان ہے۔ سب سے پہلے جس نے یہ کام کیا وہ ایک جن ہے اور اس کا نام ابلیس ہے۔

﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ①﴾

20

س م و		

باب	مصدر/اسم	معانی
(ن)	سُمُوًّا	بلند ہونا۔ نمایاں ہونا۔
تفعیل	تَسۡمِیَۃً	کسی کو نمایاں کرنا، کسی کا نام رکھنا۔ ﴿وَ اِنِّیۡ سَمَّیۡتُہَا مَرۡیَمَ﴾ (3/ آل عمران: 36) ''اور میں نے اس کا نام رکھا مریم۔''
	مُسَمًّی	باب تفعیل سے اسم المفعول ہے۔ نام رکھا ہوا، نمایاں کیا ہوا، کوئی معین چیز۔ ﴿وَ سَخَّرَ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ ؕ کُلٌّ یَّجۡرِیۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ﴾ (13/ الرعد: 2) ''اور اس نے سورج اور چاند کو مسخر کیا۔ ہر ایک تیر رہا ہے ایک معین وقت تک کے لئے۔''
	اِسۡمٌ	کسی چیز کی علامت جو اسے نمایاں کرے۔ نام
	سَمِیٌّ	ہم نام۔ ﴿ہَلۡ تَعۡلَمُ لَہٗ سَمِیًّا ﴿۶۵﴾﴾ (19/ مریم: 65) ''کیا تم جانتے ہو اس کا کوئی ہم نام۔''
	سَمَآءٌ	جمع سَمٰوٰتٌ۔ بلندی، آسمان۔

ء ل ہ		

باب	مصدر/اسم	معانی
(ف)	اُلُوۡھَۃً	غلامی کرنا۔ عبادت کرنا
	اِلٰہٌ	جمع اٰلِھَۃٌ۔ عبادت کیا ہوا یعنی جس کی عبادت کی گئی۔

ر ح م		

باب	مصدر/اسم	معانی
(س)	رَحۡمَۃً	مہربانی کرنا، رحم دل ہونا۔
	رَحِمٌ	جمع اَرۡحَامٌ۔ بچہ دانی، رشتہ داری۔ ﴿وَ یَعۡلَمُ مَا فِی الۡاَرۡحَامِ ؕ﴾ (31/ لقمان: 34) ''اور وہ جانتا ہے جو بچہ دانیوں میں ہے۔'' ﴿اَنۡ تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ وَ تُقَطِّعُوۡۤا اَرۡحَامَکُمۡ ﴿۲۲﴾﴾ (47/ محمد: 22) ''اور اگر تم لوگوں کو اقتدار ملے تو تم لوگ حقوق و فرائض کا توازن بگاڑ و زمین میں اور تم لوگ کاٹ دو اپنی رشتہ داریوں کو۔''

بِسۡمِ اللّٰہِ

اِسۡمٌ کا مادہ س۔ م۔ و ہے اور اس کے شروع میں ہمزۃ الوصل ہے۔ اس لئے قاعدہ کے لحاظ سے اس کا املا بِاسۡمِ اللّٰہِ ہونا چاہئے تھا لیکن صرف بِسۡمِ اللّٰہِ کا یہ مخصوص املا ہے کہ اس میں ہمزۃ الوصل لکھا بھی نہیں جاتا۔ باقی ہر جگہ قاعدہ کے مطابق لکھا جاتا ہے۔ البتہ پڑھا نہیں جاتا مثلاً ﴿وَ اذۡکُرُوا اسۡمَ اللّٰہِ عَلَیۡہِ ۪﴾ (5/ المائدہ: 4) ''اور اس پر اللہ کا نام لو۔''

اَللّٰہُ

لفظ اِلٰہٌ پر لام تعریف داخل کرنے سے قاعدے کے مطابق لفظ اَلۡاِلٰہُ بنتا ہے، لیکن خلاف قاعدہ مادہ کا ہمزہ گرا کر اَلۡ لٰہُ بولتے ہیں اور اس طرح لکھتے ہیں۔ اَللّٰہُ۔

اِلٰہٌ

فِعَالٌ کا وزن اسم المفعول کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے کِتَابٌ یعنی لکھا ہوا یا جس پر لکھا گیا۔ اسی طرح اِلٰہٌ میں مفعول کا مفہوم ہے۔ جس کی عبادت کی گئی۔

رَحۡمٰنُ

فَعۡلَانُ مبالغہ کا وزن ہے اور اس میں انتہائی شدت کا مفہوم پایا جاتا ہے جیسے عَطۡشَانُ یعنی انتہائی پیاسا۔ اسی طرح رَحۡمٰنُ کا مطلب ہے انتہائی رحمت والا۔

ترجمہ

الرَّحِيۡمِ 20	الرَّحۡمٰنِ	بِسۡمِ اللّٰهِ
جو ہمیشہ رحمت کرنے والا ہے	جو انتہائی رحمت والا ہے	اللہ کے نام سے

نوٹ۔1

الرَّحۡمٰن اور الرَّحِيۡم کو اگر اللہ کا بدل مانا جائے تو ترجمہ اس طرح ہوگا جو اوپر دیا ہوا ہے، لیکن اگر انہیں صفت مانا جائے تو ترجمہ ہوگا ''رحمن اور رحیم اللہ کے نام سے'' دونوں ترجمے درست مانیں جائیں گے۔

نوٹ۔2

یہ پورا فقرہ مرکب جاری ہے جملہ نہیں ہے۔ اس لئے اس سے قبل کچھ محذوف ماننا ضروری ہے۔ اگر اسے جملہ اسمیہ مانا جائے تو اس سے قبل کوئی مبتداء محذوف مانا جائے گا جیسے اِبۡتِدَائِیۡ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ''میری ابتداء اللہ کے نام سے ہے جو رحمن ہے رحیم ہے۔'' اگر جملہ فعلیہ مانیں تو اس سے قبل کوئی فعل محذوف مانا جائے گا جیسے اَبۡتَدِءُ ''میں ابتداء کرتا ہوں۔'' ایک رائے یہ ہے کہ جو کام کر رہے ہوں اس کا فعل محذوف مانیں جیسے اَكۡتُبُ ''میں لکھتا ہوں۔'' اَرۡكَبُ ''میں سوار ہوتا ہوں۔''

نوٹ۔3

اِلٰهٌ کا لفظ عام ہے۔ یہ معبود برحق اور معبود باطل دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے لیکن لفظ اللہ ہمیشہ سے صرف ذات باری تعالیٰ کے لئے مخصوص رہا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے بھی اہل عرب نے کبھی اس لفظ کو کسی معبود باطل کے لئے استعمال نہیں کیا۔ اسی لئے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے سوال کیا ہے کہ کیا تم اس کے کسی ہمنام کو جانتے ہو۔

20

سورہ الفاتحہ (۱)

(آیت نمبر: 1، 2)

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ ﴾

ح	م	د

(باب)	مصدر/اسم	معانی
(س)	حَمْدًا	محسن کی تعریف کرنا۔
	حَامِدٌ	اسم الفاعل۔ حمد کرنے والا۔ ﴿ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ ﴾ (9/التوبۃ: 112) ''توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے۔''
	مَحْمُوْدٌ	اسم المفعول۔ حمد کیا ہوا۔ ﴿ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝ ﴾ (17/بنی اسرائیل: 79) ''قریب ہے کہ آپ ﷺ کو پہنچادے، آپ ﷺ کا رب، حمد کئے ہوئے مقام پر۔''
(تفعیل)	تَحْمِيْدًا	محسن کی کثرت سے حمد کرنا۔
	مُحَمَّدٌ	اسم المفعول۔ کثرت سے حمد کیا ہوا۔ حضور ﷺ کا نام۔
	اَحْمَدُ	افعل تفضیل۔ دوسروں سے یا سب سے زیادہ حمد کرنے والا۔ ﴿ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ﴾ (61/الصف: 6) ''اور بشارت دینے والا ایک رسول کی، وہ آئیں گے میرے بعد، ان کا نام احمد ہوگا۔''
	حَمِيْدٌ	فعیل کا وزن اسم المفعول کے معنی میں۔ ہمیشہ ہمیشہ سے حمد کیا ہوا۔ ﴿ اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ ﴾ (2/البقرۃ: 267) ''بیشک اللہ تعالیٰ غنی ہے حمید ہے۔''

حَمْدٌ

حمد دراصل ایسی تعریف کو کہتے ہیں جو شکر کے جذبے کے ساتھ ہو۔ کوئی کام یا کوئی چیز جتنی زیادہ نقص اور عیب سے پاک ہوگی اتنی ہی زیادہ اس کی تعریف ہوگی۔ اس کے ساتھ اگر یہ احساس ہوجائے کہ وہ کام یا چیز ہمارے فائدے کے لئے ہے تو اب دل کی گہرائی سے ابلنے والا شکر کا جذبہ اس تعریف کے ساتھ شامل ہوجائے گا۔ یہ حمد ہے۔ اس کا پورا مفہوم ادا کرنے کے لئے اردو میں کوئی مناسب لفظ نہیں ہے۔ اس لئے اس کا مفہوم سمجھنے کے بعد لفظ حمد ہی استعمال کیا جائے اور اس کا ترجمہ کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔

اَلْحَمْدُ

اس پر لام تعریف نہیں بلکہ لام جنس لگا ہوا ہے۔ تمام جنس حمد یعنی حمد کی جتنی بھی صورتیں ممکن ہیں وہ سب اس لفظ میں شامل ہیں اس لئے الحمد کا ترجمہ ہوگا تمام حمد۔

ترکیب

اَلْحَمْدُ مبتداء ہے اس کی خبر ثَابِتٌ (ثابت ہے) یا وَاجِبٌ (واجب ہے) محذوف ہے۔ لِلّٰهِ مرکب جاری ہے اور قائم مقام خبر ہے۔

ترجمہ

اَلْحَمْدُ	لِلّٰهِ
تمام حمد	اللہ کے لئے ہے

نوٹ۔1

قرآن مجید میں سورتوں کے نام مرکب اضافی کی ترکیب میں لکھے ہیں۔ چنانچہ سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ بھی مرکب اضافی ہے۔ فَتَحَ سے اسم الفاعل مونث فَاتِحَةٌ بنتا ہے۔ اس لئے اس کا لفظی ترجمہ ہوگا ''کھولنے والی کی سورة''، لیکن اردو محاورہ کے لحاظ سے ہم کہیں گے ''کھولنے والی سورة۔''

نوٹ۔2

عربی میں ال بطور لام تعریف اور لام جنس دونوں طرح استعمال ہوتا ہے انہیں پہچاننے یعنی ان کے درمیان فرق کرنے کا کوئی قاعدہ نہیں ہے۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ جملہ پر غور کرنے سے ان کا فرق از خود واضح ہوجاتا ہے اور ان کو پہچاننے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ پر لام تعریف مان کر ترجمہ کریں تو مطلب ہوگا کہ ایک مخصوص حمد اللہ کے لئے ہے تو باقی حمد کس کے لئے ہے؟ جملہ بے معنی ہوجاتا ہے۔ اسی طرح اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ میں انسان پر لام تعریف مانیں تو مطلب ہوگا کہ ایک مخصوص انسان خسارے میں ہے۔ ایسی صورت میں آگے اِلَّا الَّذِيْنَ جمع کا صیغہ بے معنی ہوجاتا ہے۔ معلوم ہوگیا کہ یہ بھی لام جنس ہے۔

نوٹ۔3

اوپر بات ہوئی ہے کہ اَلْحَمْدُ کی خبر محذوف ہے۔ اس ضمن میں بات سمجھ لیں کہ ہر زبان میں کسی جملے میں سے کچھ الفاظ حذف کردینے کا رواج ہے مثلاً ہم کہتے ہیں ''کون ہے؟''۔ یہاں لفظ ''آیا'' محذوف ہے۔ پورا جملہ ہے ''کون آیا ہے؟'' کسی کو دیکھ کر ہم کہتے ہیں کہاں؟ اس میں الفاظ ''جا رہے ہو'' محذوف ہے۔ اسی طرح عربی میں بھی اور قرآن مجید میں بھی محذوفات ملیں گے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جہاں جی چاہے اور جو جی چاہے محذوف مان لیا جائے۔ محذوفات کا فیصلہ زبان کے محاورہ اور جملہ کے سیاق وسباق کے پیش نظر کیا جاتا ہے۔ مثلاً کون ہے؟ میں اگر لفظ ''گیا'' محذوف مان کر مطلب نکالیں کہ کون گیا تو یہ اردو محاورے کے خلاف ہوگا۔

نوٹ۔4

عربی میں مرکب جاری اور ظرف جملہ اسمیہ میں متعلق خبر بن کر آتے ہیں یعنی خبر کی وضاحت اور تشریح کرتے ہیں لیکن خود خبر نہیں بنتے۔ جملہ میں خبر اگر محذوف ہو تو پھر یہ قائم مقام خبر کہلاتے ہیں۔ مثلاً اَلرَّجُلُ مَوْجُوْدٌ فِي الْبَيْتِ میں فِي الْبَيْتِ متعلق خبر ہے۔ اور اَلرَّجُلُ فِي الْبَيْتِ میں فِي الْبَيْتِ قائم مقام خبر ہے۔

ر ب ب

(ن)

رَبًّا	تربیت کرنا، پرورش کرنا، مالک ہونا۔
رَبٌّ	جمع اَرْبَابٌ تربیت کرنے والا۔ (یہ مصدر ہے لیکن بطور اسم الفاعل بھی استعمال ہوتا ہے)
رَبَّانِيٌّ	جمع رَبَّانِيُّوْنَ رب والا۔ اللہ والا۔ ﴿لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ﴾ (5/ المائدہ: 63) ''کیوں نہیں منع کرتے ان کو اللہ والے لوگ۔''
رَبِيْبَةٌ	جمع رَبَائِبُ زیر تربیت سوتیلی بیٹی۔ ﴿وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ﴾ (4/ النساء: 23) ''اور تمہاری سوتیلی بیٹیاں جو تمہاری گودوں میں ہیں۔''
رُبَمَا	یہ حرف ہے اور کسی چیز کی کثرت یا قلت ظاہر کرنے کے لئے آتا ہے۔ ﴿رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝﴾ (15/ الحجر: 2) ''بہت زیادہ آرزو کریں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا کہ کاش وہ مسلمان ہوتے۔''

ع ل م

20

(ن۔ض) عَلَمًا نشان لگانا۔ پہچان بنانا۔

عَلَمٌ جمع اَعْلَامٌ نشان، جھنڈا، اونچا پہاڑ، ﴿ وَ مِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴾ (42/الشوریٰ:32) ’’اور اس کی نشانیوں میں سے جہاز ہیں سمندر میں اونچے پہاڑوں کی مانند۔‘‘

عَلَامَةٌ جمع عَلَامَاتٌ۔ نشان۔ علامت، ﴿ وَ عَلٰمٰتٍ وَ بِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴾ (16/النحل:16) ’’اور علامتوں اور ستاروں سے وہ لوگ راہ پاتے ہیں۔‘‘

عَالَمٌ جمع عَالَمُوْنَ۔ فَاعَلٌ اسم الآلہ کا ایک وزن ہے۔ پہچاننے کا ذریعہ۔

(س) عِلْمًا حقیقت کو پہچان لینا، جاننا۔

تفعیل تَعْلِيْمًا علم دینا، سکھانا، ﴿ اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ ﴾ (55/الرحمٰن:1۔2) ’’رحمن نے قرآن کا علم دیا۔‘‘

تفعل تَعَلُّمًا علم حاصل کرنا، سیکھنا، ﴿ وَ يَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ ﴾ (2/البقرہ:102) ’’اور وہ لوگ سیکھتے ہیں جو ان کو نقصان دیتا ہے اور نفع نہیں دیتا۔‘‘

عَلَّامٌ فَعَّالٌ مبالغہ کا وزن ہے۔ بہت زیادہ جاننے والا۔ ﴿ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝ ﴾ (5/المائدہ:109) ’’بیشک تو غیب کا بہت زیادہ جاننے والا ہے۔‘‘

رَبٌّ

تربیت کرنے اور پرورش کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ کسی چیز کو درجہ بدرجہ نشوونما دے کر درجہ کمال تک پہنچانا۔ جو کسی چیز کی پرورش کرتا ہے اسی کو حق پہنچتا ہے کہ وہ اس کا مالک ہو۔ اس طرح لفظ رب میں مالک ہونے کا مفہوم پیدا ہوتا ہے۔

عَالَمٌ

یہ کائنات اپنے خالق کی کاریگری کی علامت ہے جس کے ذریعہ ہم اس کا عرفان حاصل کرتے ہیں۔ اس لئے اسے عَالَمٌ کہتے ہیں۔ لیکن قرآن میں واحد کا صیغہ عَالَمٌ نہیں آیا ہے بلکہ جمع کا صیغہ عَالَمِيْنَ آیا ہے۔

ترکیب

رَبِّ الْعَالَمِيْنَ مرکب اضافی ہے اور اس کے مضاف رَبِّ کی جر بتا رہی ہے کہ یہ اَللّٰهِ کی صفت یا بدل ہے۔ بدل ماننے سے ترجمہ میں آسانی ہوگی۔ اسی طرح اَلرَّحْمٰنِ اور الرَّحِيْمِ کی جر بتا رہی ہے کہ یہ بھی اَللّٰهِ کی صفت یا بدل ہیں۔

ترجمہ

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ	الرَّحْمٰنِ	الرَّحِيْمِ
جو تمام جہانوں کا پرورش کرنے والا ہے	جو رحمن ہے	جو رحیم ہے

نوٹ۔1

یہاں عالمین جمع کے صیغے میں آنے کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عالم کا بھی رب ہے جسے ہم جانتے ہیں اور ان تمام عالموں کا بھی رب ہے جنہیں ہم نہیں جانتے۔ آج سائنسی تحقیقات نے فلکیات کے متعلق جو معلومات بہم پہنچائی ہیں ان کی بنیاد پر ہم جانتے ہیں کہ ہمارے عالم کے علاوہ اور پتہ نہیں کتنے عالم فضا میں موجود ہیں۔

20

(آیت نمبر: 3)

﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۳﴾

م ل ک

(ض)

مِلْكًا مالک ہونا، غالب ہونا۔ اختیار رکھنا۔ ﴿قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا﴾ (7/ الاعراف: 188) ''آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ میں اختیار نہیں رکھتا اپنے نفس کے لئے کسی نفع کا اور نہ ہی کسی نقصان کا۔''

مُلْكٌ ملکیت۔ جس پر اختیار واقتدار حاصل ہو۔ ﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۫﴾ (3/ آل عمران: 26) ''آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ اے اللہ ملک کے مالک تو ملک دیتا ہے۔ جس کو تو چاہتا ہے اور تو ملک چھین لیتا ہے جس سے تو چاہتا ہے۔''

مَلِكٌ جمع مُلُوْكٌ۔ بادشاہ۔ ﴿وَ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ﴾ (12/ یوسف: 54) ''اور بادشاہ نے کہا کہ اسے لے آؤ میرے پاس۔'' ﴿اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا﴾ (27/ النمل: 34) ''بیشک بادشاہ جب داخل ہوتے ہیں کسی بستی میں تو اس میں بگاڑ پیدا کرتے ہیں۔''

مَلَكٌ جمع مَلَائِكَةٌ۔ فرشتہ۔ ﴿قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَ لَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَ لَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ﴾ (6/ الانعام: 50) ''آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ میں نہیں کہتا تم سے کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور میں نہیں جانتا غیب کو اور میں نہیں کہتا تم سے کہ میں فرشتہ ہوں۔''

مَلَكُوْتٌ بادشاہت (یہ لفظ صرف اللہ تعالیٰ کی بادشاہت کے لئے مخصوص ہے) ﴿اَوَ لَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ﴾ (7/ الاعراف: 185) ''تو کیا یہ لوگ نظر نہیں کرتے زمین اور آسمانوں کی بادشاہت میں۔''

د ی ن

(ض)

دَيْنًا قرض دینا۔

دَيْنٌ قرض۔ (دَيْنٌ مصدر ہے۔ عربی میں اکثر مصدر بطور اسم الذات بھی استعمال ہوتے ہیں) ﴿مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ﴾ (4/ النساء: 11) ''وصیت کے بعد جو اس نے وصیت کی یا قرضہ کے بعد۔''

دِيْنٌ بدلہ۔ ضابطہ ﴿وَ مَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ﴾ (4/ النساء: 125) ''اور اس سے زیادہ اچھا کون ہے، ضابطہ کے لحاظ سے، جس نے جھکا دیا اپنا چہرہ اللہ کے لئے اور وہ احسان کرنے والا ہے۔''

اَلدِّيْنُ اسلام کا ضابطہ حیات، ﴿اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۫﴾ (3/ آل عمران: 19) ''بیشک اصل ضابطہ اللہ کے نزدیک اسلام ہے۔''

مَدِيْنٌ مقروض۔ جس سے حساب لیا جانا ہے۔ ﴿ءَاِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ۝۵۳﴾ (37/ الصافات: 53) ''کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم حساب لئے جانے والے ہوں گے۔''

تفاعل	تَدَايَنْتُمْ	باہم ادھار پر لین دین کرنا۔﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ﴾ (2/البقرۃ:282)''جب تم لوگ قرض کا لین دین کرو ایک مقررہ مدت کے لئے تو اسے لکھ لو۔''

دِیْنٌ

قرضہ میں واپسی کا مفہوم از خود شامل ہے۔ہر عمل کی جزا عمل کرنے والے کے لئے قرض ہوتی ہے جو اس کو واپس ملنی ہے۔اس طرح اس میں بدلہ کا مفہوم شامل ہوا لیکن بدلہ کے لئے دَیْنٌ کے بجائے کے لئے دِیْنٌ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔پھر بدلہ کا مفہوم تقاضا کرتا ہے کہ کوئی ضابطہ یا قانون ہو جس کے مطابق بدلہ ملے۔اس طرح دِیْنٌ کا لفظ ضابطہ کے معنی بھی دیتا ہے۔

ترکیب

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ مرکب اضافی ہے۔اس کے مضاف مٰلِكِ کی جر بتا رہی ہے کہ یہ پورا مرکب اللہ کی صفت یا بدل ہے۔

ترجمہ

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ﴿۳﴾
جو بدلے کے دن کا مالک ہے

نوٹ۔1

انسان جب اپنے ماحول پر غور کرتا ہے تو زمین کی ایک گردش کی وجہ سے وہ چاند اور سورج کو نکلتے ڈوبتے اور چاند کو گھٹتے بڑھتے دیکھتا ہے۔زمین کی دوسری گردش کی وجہ سے موسم کو تبدیل ہوتے دیکھتا ہے۔ہوا، بادل اور بارش کا نظام دیکھتا ہے۔پودوں کے اگنے، بڑھنے اور پھولنے پھلنے کا نظام دیکھتا اور ہر ایک نظام اپنی جگہ اتنا بے عیب اور پرفیکٹ نظر آتا ہے کہ وہ تعریف کئے بغیر رہ نہیں سکتا۔پھر جب وہ ان کی تخلیق کے مقصد پر غور کرتا ہے تو اسے نظر آتا ہے کہ یہ پورا نظام شمسی اس کی زندگی کی بقا، اس کی ضروریات کی بہم رسانی اور اس کی خدمت کے لئے تخلیق کیا گیا ہے تو اس کے دل کی گہرائیوں سے شکر کا جذبہ ابلتا ہے اور وہ بے ساختہ پکار اٹھتا ہے کہ تمام حمد اللہ کے لئے ہے جو تمام عالموں کا پرورش کرنے والا ہے۔اس پہلو سے پوری سورۃ الفاتحہ دراصل انسان کی فطرت کی پکار ہے۔

نوٹ۔2

ان آیات سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ انسان اگر اپنے ماحول کا مشاہدہ کرے اور غور و فکر سے کام لے تو اللہ تعالیٰ کے وجود، اس کی صفات کمال اور آخرت کے تصور تک اس کی عقل از خود رسائی حاصل کر سکتی ہے۔اس کے لئے وہ کسی مدد کی محتاج نہیں ہے۔

(آیت نمبر: 4)

﴿ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ؕ﴿۴﴾ ﴾

ع ب د

(ن)	عِبَادَةً	احسان مندی کے احساس کے ساتھ محسن کی مکمل اطاعت کرنا۔غلامی کرنا۔بندگی کرنا
	عَبْدٌ	جمع عِبَادٌ اور عَبِیْدٌ۔جس کی کوئی چیز اپنی نہ ہو۔جس کی زندگی۔خواہش۔غرضیکہ ہر چیز اس کے آقا کی ملکیت ہو۔غلام۔بندہ۔

عِبَادَةٌ — غلامی۔ بندگی۔ ﴿وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾﴾ (18/ الکہف: 110) ''اور اسے چاہیے کہ وہ 20
شریک نہ کرے اپنے رب کی غلامی میں کسی ایک کو بھی۔''

ع و ن

(ن) عَوْنًا — پشت پناہ ہونا۔ درمیان میں ہونا۔

افعال اِعَانَةً — پشت پناہی کرنا۔ مدد کرنا۔ ﴿فَاَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ﴾ (18/ الکہف: 95) ''پس میری مدد کرو قوت سے۔''

تفاعل تَعَاوُنًا — ایک دوسرے کی مدد کرنا۔ ﴿وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى﴾ (5/ المآئدہ: 2) ''باہم مدد کرو نیکی اور تقویٰ پر۔''

استفعال اِسْتِعَانَةً — مدد مانگنا۔ مدد چاہنا۔

مُسْتَعَانٌ — اسم المفعول ہے۔ جس کی مدد چاہی جائے۔ ﴿وَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾﴾ (12/ یوسف: 18) ''اور اللہ ہی مدد چاہے جانے والا ہے اس پر جو تم لوگ بتاتے ہو۔''

عَوَانٌ — درمیان۔ ادھیڑ عمر۔ ﴿اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّ لَا بِكْرٌ ؕ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ؕ﴾ (2/ البقرہ: 68) ''بیشک وہ ایک گائے ہے نہ بوڑھی ہے اور نہ کنواری ہے۔ ادھیڑ عمر ہے ان کے مابین۔''

اِیَّا

یہ کلمہ ضمائر منصوبہ متصلہ یعنی ضمیر مفعولی کو منفصل لکھنے کے لئے استعمال ہوتا ہے اور بالعموم حصر کا مفہوم پیدا کرتا ہے مثلاً ضَرَبْتُهٗ۔ اس میں ضمیر مفعولی فعل کے ساتھ ملا کر یعنی متصل لکھی ہے اور اس کے معنی ہیں۔ ''میں نے اس کو مارا'' اس میں کسی اور کو مارنے کی نفی نہیں ہے۔ اب اگر ہم کہیں ضَرَبْتُ اِيَّاهُ تو اس کے معنی ہیں ''میں نے اس کو ہی مارا'' اس میں کسی اور کو مارنے کی نفی شامل ہے۔ اس کو حصر کا مفہوم کہتے ہیں۔ اب اگر ہم کہیں اِيَّاهُ ضَرَبْتُ تو معنی وہی رہیں گے البتہ حصر میں مزید زور اور تاکید پیدا ہو جائے گا۔ جیسے He Must Come میں جب مزید زور پیدا کرنا ہو تو ہم کہتے ہیں Come He Must۔

اب یہ نوٹ کر لیں کہ بات سمجھانے کی غرض سے ہم نے ضَرَبْتُ اِيَّاهُ استعمال کیا ہے ورنہ عربی میں اس کا رواج نہیں ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ ضمیر مفعولی جب اِیَّا کے ذریعہ منفصل کی جائے گی تو وہ فعل سے پہلے آئے گی۔ یعنی اِيَّاهُ ضَرَبْتُ کہا جائے گا۔ مثلاً ﴿وَّ اشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾﴾ (16/ النحل: 114) ''اور تم لوگ شکر کرو اللہ کی نعمت کا اگر تم لوگ صرف اور صرف اس کی ہی عبادت کرتے ہو'' اس قاعدہ کے دو استثناء ہیں۔

پہلا استثناء یہ ہے کہ کسی فعل کے بعد اگر اِلَّا آئے تو اِیَّا اور ضمیر مفعولی فعل کے بعد آسکتی ہے جیسے ﴿وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ﴾ (17/ بنی اسرائیل: 23) ''اور فیصلہ کر دیا تیرے رب نے کہ تم لوگ عبادت مت کرو مگر صرف اس کی ہی۔'' نوٹ کر لیں کہ ایسی صورت میں حصر کا مفہوم اِیَّا کی وجہ سے نہیں بلکہ جملہ کی ساخت کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔

دوسرا استثناء یہ ہے کہ کسی فعل کے بعد اگر دو ضمیر مفعولی لانا ہوں تو ان کے درمیان اِیَّا لگاتے ہیں۔ یعنی ضَرَبْتُ هُمْ وَكُمْ کہنا درست نہیں ہے۔ بلکہ ضَرَبْتُهُمْ وَاِيَّاكُمْ کہا جائیگا۔ جیسے ﴿نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ ؕ﴾ (17/ بنی اسرائیل: 31) ''ہم رزق دیتے ہیں ان کو اور تم کو بھی۔'' ایسی صورت میں بھی اِیَّا میں حصر کا مفہوم باقی نہیں رہتا۔

عبادت

عبادت میں بنیادی مفہوم اطاعت کا ہے۔ لیکن اطاعت کبھی جزوی بھی ہوتی ہے اور کبھی بادلِ ناخواستہ بھی ہوتی ہے۔ ایسی

اطاعت، عبادت نہیں کہلائے گی۔ جب کسی کے احسانات کو تسلیم کرتے ہوئے اس کی محبت میں ڈوب کر اطاعت کی جائے اور زندگی 20 کے ہر معاملہ اور ہر لمحہ میں کی جائے تو ایسی اطاعت، عبادت کہلاتی ہے۔

ترجمہ

اِيَّاكَ	نَعْبُدُ	وَاِيَّاكَ	نَسْتَعِيْنُ
صرف تیری ہی	ہم عبادت کرتے ہیں	اور صرف تجھ سے ہی	ہم مدد مانگتے ہیں

نوٹ۔1

یہ ہم پڑھ چکے ہیں کہ اس آیت میں حصر کا مفہوم ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی عبادت کی نفی شامل ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ والدین، اساتذہ، افسران، حکام وغیرہ کی اطاعت نہیں ہوگی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ باقی تمام اطاعتیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے دائرہ کے اندر اندر ہوں گے۔

نوٹ۔2

اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے اسباب وعلل (Cause and Effect) کا جو نظام تخلیق کیا ہے اس کے تحت ایک دوسرے کی مدد کرنا اور ایک دوسرے سے مدد مانگنا مطلوب بھی ہے اور محمود بھی۔ البتہ اس نظام کے باہر غیب میں مدد اللہ کے علاوہ کسی اور سے نہیں مانگی جائے گی۔

(آیت نمبر: 5)

﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ۝۵﴾

ھ د ی

(ض)	هُدًى	راہنمائی کرنا۔ (1) راستہ سمجھا دینا۔ ﴿وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۝۱۰﴾ (90/البلد: 10) ''اور ہم نے اس کو سمجھا دیئے دونوں راستے۔'' (2) راستہ پر دل کو کھول دینا۔ توفیق دینا۔ ﴿مَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ۭ﴾ (64/التغابن: 11) ''جو ایمان لاتا ہے اللہ پر تو وہ توفیق دیتا ہے اس کے دل کو۔'' (3) منزل تک پہنچا دینا۔ ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۣ﴾ (7/الاعراف: 43) ''تمام حمد اللہ کے لئے ہے جس نے پہنچا دیا ہم کو یہاں تک۔''
	هَادٍ	اسم الفاعل ہے۔ راہنمائی کرنے والا۔ ﴿وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝۷﴾ (13/الرعد: 7) ''اور ہر قوم کے لئے ایک ہدایت دینے والا ہے۔''
تفعیل	تَهْدِيَةً	کسی چیز کو کسی تک پہنچا دینا۔ تحفہ دینا۔ هَدِيَّةٌ تحفہ۔ ﴿وَاِنِّىْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ﴾ (27/النمل: 35) ''اور میں بھیجنے والی ہوں انؐ کی طرف ایک تحفہ۔''
	هَدْيٌ	وہ جانور جو خانہ کعبہ قربانی کے لئے بھیجا جائے۔ ﴿فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ﴾ (2/البقرہ: 196) ''تو جو قربانی میسر ہو۔''
افتعال	اِهْتِدَاءً	ہدایت پانا۔ ﴿فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ﴾ (3/آل عمران: 20) ''پس اگر یہ لوگ اسلام لے آئیں تو یہ لوگ یقیناً ہدایت پائیں گے۔''
	مُهْتَدٍ	اسم الفاعل ہے۔ ہدایت پانے والا۔ ﴿فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝۲۶﴾ (57/الحدید: 26) ''اور ان میں کوئی ہدایت پانے والا ہے اور ان میں اکثر فاسق ہیں۔''

س ر ط

20

(ن-س) سَرَطًا۔ سَرَطَانًا نگلنا۔
سِرَاطٌ آسان راستہ۔ صاف کھلا راستہ (جو چلنے والے کو نگلتا جاتا ہے)

ق و م

(ن) قِيَامًا کھڑا ہونا۔ ٹھہرنا۔ نگرانی یا حفاظت کرنا
قِيَامَةٌ قبر سے اٹھ کھڑا ہونا۔
قَائِمٌ اسم الفاعل۔ کھڑا ہونے والا۔ نگرانی کرنے والا۔ ﴿اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ﴾ (13/الرعد:33) ''تو کیا وہ جو نگرانی کرنے والا ہے ہر نفس (کے عمل) کی جو اس نے کمایا۔''
قَوَّامٌ فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بہت زیادہ حفاظت کرنے والا۔ ذمہ دار۔ کفیل۔ ﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ﴾ (4/النساء:34) ''مرد حفاظت کرنے والے ذمہ دار ہیں عورتوں پر۔''
قَيُّوْمٌ فَيْعُوْلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ وہ ذات جس کی ابتداء نہ ہو اور از خود قائم ہو۔ وہ ذات جو ہر شے کی ہر لحہ نگران، محافظ اور کفیل ہو۔ ﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ﴾ (2/البقرہ:255)
قَيِّمٌ صفت ہے۔ قائم یا ثابت چیز۔ سیدھی چیز۔ ﴿ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ﴾ (9/التوبۃ:36)
مَقَامٌ اسم الظرف ہے مَفْعَلٌ کے وزن پر۔ کھڑے ہونے کی جگہ۔ ٹھہرنے کی جگہ۔ ﴿وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ﴾ (2/البقرہ:125) ''اور تم لوگ بنالو ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ میں سے نماز کی جگہ۔'' یہ بطور مصدر بھی استعمال ہوتا ہے۔ ﴿اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَ تَذْكِيْرِيْ﴾ (10/یونس:71) ''اگر تم لوگوں پر بھاری ہے میرا کھڑا ہونا اور میری نصیحت۔''
قَوْمٌ کسی جگہ یا کسی صفت پر قائم رہنے والے افراد کا گروہ۔ ﴿قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿١١٨﴾﴾ (2/البقرہ:118) ''ہم واضح کر چکے ہیں نشانیوں کو یقین رکھنے والے گروہ کیلئے۔''
افعال اِقَامَةٌ کھڑا کرنا۔ کسی چیز کو قائم و دائم رکھنا۔ ﴿الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ﴾ (5/المآئدہ:55) ''جو لوگ نماز کو قائم رکھتے ہیں۔''
مُقِيْمٌ اسم الفاعل ہے۔ قائم رکھنے والا ﴿وَ الْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ﴾ (4/النساء:162) ''اور نماز کو قائم رکھنے والے۔''
مُقَامٌ اسم المفعول جو بطور اسم الظرف بھی استعمال ہوتا ہے۔ کھڑا کیا ہوا۔ کھڑے کئے جانے کی جگہ۔ ٹھہرائے جانے کی جگہ۔ ﴿لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ﴾ (33/الاحزاب:13) ''تمہیں ٹھہرائے جانے کی کوئی جگہ نہیں ہے پس واپس چلو۔''
تفعیل تَقْوِيْمًا ٹیڑھے پن کو سیدھا کرنا۔ تعدیل کرنا۔ ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ﴿٤﴾﴾ (95/التین:4) ''یقینا ہم نے پیدا کیا انسان کو سب سے اچھے تناسب و تعدیل میں۔''
استفعال اِسْتِقَامَةٌ اس طرح سیدھا کھڑا ہونا کہ کوئی کجی یا کسی طرف جھکاؤ نہ ہو۔ سیدھا ہونا۔
مُسْتَقِيْمٌ اسم الفاعل ہے۔ ہر کجی اور جھکاؤ سے پاک ہو کر سیدھا ہونے والا۔ بطور صفت بھی استعمال ہوتا ہے۔ یعنی ہر کجی اور جھکاؤ سے پاک، سیدھا۔

صِرَاطٌ	اس کا مادہ س ر ط ہے۔ لیکن یہ قرآن مجید کا مخصوص املا ہے کہ اسے سِرَاطٌ کے بجائے صِرَاطٌ لکھا جاتا ہے۔ 20

ترکیب

اِهْدِ ثلاثی مجرد سے فعل امر ہے اور نَا اس کی ضمیر مفعولی ہے۔ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ مرکب توصیفی ہے اور اِهْدِ کا مفعول ثانی ہے۔

ترجمہ

اِهْدِ	نَا	الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ﴿۵﴾
تو ہدایت دے	ہم کو	سیدھے راستے کی

نوٹ۔1

اِهْدِ یہاں پر ہدایت کے جامع مفہوم میں ہے۔ یعنی تو سیدھا راستہ ہمیں سمجھادے۔ اس پر چلنے کی توفیق عطا فرما اور اس پر چلا کر ہمیں منزل تک پہنچادے۔ علماء کرام اور بزرگان دین جب نماز میں یہ آیت پڑھتے ہیں تو ان کی دعا دراصل توفیق اور منزل تک پہنچنے کے لئے ہوتی ہے۔ تفصیل کے لئے معارف القرآن دیکھیں۔

(آیت نمبر: 6)

﴿صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ﴾

ن ع م

(ف۔ ن) نَعْمَةً: خوشحال ہونا۔ نعمت پانا۔

(س) نَعَمًا: سرسبز ہونا۔ تروتازہ ہونا۔

نَعْمَةٌ اور نِعْمَةٌ: نعمت۔ ﴿وَ ذَرْنِيْ وَ الْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ﴾ (73/المزمل: 11) ''اور تو چھوڑ دے مجھ کو اور جھٹلانے والوں کو جو نعمت والے ہیں۔'' ﴿وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ﴾ (2/البقرہ: 231) ''اور تم لوگ یاد کرو اللہ کی نعمت کو۔''

نَعْمَاءُ: ج اَنْعُمٌ۔ آرام۔ آسودگی۔ ﴿وَ لَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ﴾ (11/ھود: 10) ''اور اگر ہم چکھائیں اس کو آرام تکلیف کے بعد۔'' ﴿فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ﴾ (16/النحل: 112) ''تو اس نے ناشکری کی اللہ کی (دی ہوئی) آسودگیوں کی۔''

نَعِيْمٌ: ہمیشہ خوش حال۔ ہمیشہ تروتازہ۔ ﴿اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿۱۳﴾﴾ (82/الانفطار: 13) ''بیشک نیکوکار ہمیشگی کی خوشحالی میں ہوں گے۔'' ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ۙ﴿۸﴾﴾ (31/لقمان: 8) ''بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے ان کے لئے ہمیشہ سرسبز رہنے والے باغات ہیں۔''

نَاعِمٌ: خوش حال ہونے والا۔ تروتازہ ہونے والا۔ ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۙ﴿۸﴾﴾ (88/الغاشیہ: 8) ''کچھ چہرے اس دن تروتازہ ہونے والے ہیں۔''

نَعَمٌ: ج اَنْعَامٌ۔ مویشی۔ چوپائے (یہ اللہ کی نعمت ہیں)۔ ﴿فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ﴾ (5/المائدہ: 95) ''تو بدلہ ہے ویسا ہی جو اس نے قتل کیا مویشی میں سے۔''

نِعْمَ وَنِعِمَّا — مدح یعنی تعریف کے الفاظ ہیں۔ کیسا اچھا۔ کتنا عمدہ۔ ﴿فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ؕ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ ۝﴾ (8/الانفال:40) ''پس تم لوگ جان لو کہ اللہ تمہارا مولا ہے تو کیسا اچھا مولیٰ ہے اور کیسا اچھا مددگار ہے۔'' ﴿اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ ۚ﴾ (2/البقرۃ:271) ''اگر تم لوگ علانیہ صدقہ دو تو کیسا اچھا ہے یہ۔''

نَعَمْ — ہاں۔ ﴿قُلْ نَعَمْ وَ اَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ۝ۚ﴾ (37/الصافات:18) ''آپ ﷺ کہیے ہاں اور تم لوگ ذلیل ہو گے۔''

افعال — اِنْعَامًا — خوش حال کرنا۔ نعمت دینا۔ ﴿اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۙ﴾ (1/الفاتحہ:6) ''تو نے نعمت دی جن کو۔''

اَلَّذِیْنَ

اَلَّذِیْ واحد اور اَلَّذِیْنَ جمع ہے۔ یہ دونوں مبنی ہیں۔ لیکن اس کا تثنیہ قاعدہ کے مطابق اَللَّذَانِ اَللَّذَیْنِ آتا ہے۔ یہ بھی نوٹ کر لیں کہ اَلَّذِیْ اور اَلَّذِیْنَ ایک لام کے ساتھ لکھا جاتا ہے جبکہ اس کا تثنیہ عموماً دو لام کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ البتہ قرآن مجید کے املا پر غور کرنا ضروری ہے۔ اس لئے کہ سورۃ النساء کی آیت نمبر 16 میں اَلَّذٰنِ ایک لام کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔

ترکیب

صِرَاطَ الَّذِیْنَ میں صِرَاطَ مضاف ہے اور الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کا بدل ہونے کی وجہ سے نصب میں ہے۔ اَلَّذِیْنَ مضاف الیہ ہے اس لیے محلاً حالتِ جرّ میں ہے۔ اس بات کو نوٹ کر لیں اگلی آیت میں اس کی ضرورت پڑے گی۔

ترجمہ

صِرَاطَ الَّذِیْنَ	اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ
ان لوگوں کا راستہ	جن پر تو نے انعام کیا

نوٹ۔1

سورۃ النساء کی آیت نمبر 69 میں اللہ تعالیٰ نے اپنے انعام یافتہ افراد کی فہرست دے دی ہے اور یہ انبیاء کرام، صدیقین، شہداء کرام اور صالحین پر مشتمل ہے۔ جبکہ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے مال و دولت کو فتنہ (کسوٹی۔ آزمائش) قرار دیا ہے۔ اس لئے مالدار افراد کو انعام یافتہ لوگوں کی فہرست میں شامل کرنا ایک خطرناک بھول ہے۔

(آیت نمبر: 7)

﴿غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ ۝۷﴾

غ ض ب

(س) غَضَبًا — غضبناک ہونا۔ غصہ میں ہونا۔ (لازم ہے) غَضِبَ عَلَیْهِ۔ کسی پر غضب کرنا۔ کسی پر غصہ کرنا (متعدی ہے)۔

غَضْبَانُ — فَعْلَانُ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بہت زیادہ غضبناک ﴿وَ لَمَّا رَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ﴾ (7/الاعراف:150) ''اور جب واپس ہوئے موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کی طرف بہت غضبناک حالت میں جھنجلائے ہوئے۔''

مَغْضُوْبٌ عَلٰی — اسم المفعول ہے۔ غضب کیا ہوا۔ غصہ کیا ہوا۔

ض	ل	ل

20

(ض) ضَلَالًا وَضَلَالَةً گمراہ ہونا۔ راستہ کی تلاش میں سرگرداں ہونا۔ کسی چیز کا ضائع ہونا۔

ضَالٌّ ج ضَالُّوْنَ۔ اسم الفاعل ہے۔ گمراہ ہونے والا۔ راستہ کی تلاش میں سرگرداں ہونے والا۔ ﴿وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ﴿٩٠﴾﴾ (3/آل عمران: 90) ''اور وہ لوگ ہی گمراہ ہونے والے ہیں۔'' ﴿وَ وَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ﴿٧﴾﴾ (93/الضحیٰ: 7) ''اور اس نے پایا آپ ﷺ کو حق کی تلاش میں سرگرداں تو ہدایت دی۔''

افعال اِضْلَالًا گمراہ کرنا۔ ضائع کرنا۔ ﴿وَ مَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ﴾ (4/النساء: 113) ''اور وہ لوگ گمراہ نہیں کرتے مگر خود اپنے آپ کو۔'' ﴿فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ﴿٤﴾ سَيَهْدِيْهِمْ﴾ (47/محمد: 4۔5) ''(تو وہ ہرگز ضائع نہیں کرے گا) ان کے اعمال کو (بلکہ) وہ ان کو ہدایت دے گا۔''

مُضِلٌّ اسم الفاعل ہے۔ گمراہ کرنے والا۔ ﴿وَ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ﴾ (39/الزمر: 37) ''اور جس کو اللہ ہدایت دے تو اس کو گمراہ کرنے والا کوئی نہیں ہے۔''

تفعیل تَضْلِيْلًا ضائع کردینا۔ برباد کردینا۔ ﴿اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ﴿٢﴾﴾ (105/الفیل: 2) ''کیا اس نے نہیں کردیا ان کی خفیہ تدبیر کو برباد۔''

ترکیب

غَيْرِ کی جر بتا رہی ہے۔ کہ یہ اَلَّذِيْنَ پر عطف ہے جو محلاً حالت جر میں ہے۔ اس لئے ترجمہ ہوگا ''جن پر غضب نہیں کیا گیا'' اگر یہ غَيْرَ ہوتا تب یہ صِرَاطَ پر عطف ہوتا۔ پھر یہ ترجمہ ممکن ہوتا ''نہ راستہ ان لوگوں کا''۔ لیکن غَيْرِ کی جر کی وجہ سے یہ ترجمہ ممکن نہیں ہے۔ الضَّآلِّيْنَ کی حالت جر بھی غَيْرِ پر عطف ہونے کی وجہ سے ہے۔

ترجمہ

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ	وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿٧﴾
جن پر غضب نہیں کیا گیا	اور جو گمراہ ہونے والے نہیں ہیں

نوٹ۔1

مذکورہ ترجمہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جو بھی اللہ کے غضب اور گمراہی سے بچ گیا وہ انعام یافتہ لوگوں یعنی صالحین میں شامل ہو گیا اس کے بعد درجات (Status) کی بلندی کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔ ہر کس بقدر ہمت اوست۔

نوٹ۔2

سورۃ الفاتحہ کے مطالعہ سے دعا مانگنے کا سلیقہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مانگنے سے پہلے اسکی حمد و ثناء کرنی چاہیے۔ متعدد احادیث میں حضور ﷺ کی تعلیم یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرو۔ پھر درود شریف پڑھو اس کے بعد دعا مانگو۔

نوٹ۔3

آمین غیر عربی لفظ ہے۔ اکثریت کی رائے ہے کہ یہ عبرانی لفظ ہے جس کے معنی ہیں ''تو قبول کر''۔ یہ لفظ قرآن مجید میں کہیں استعمال نہیں ہوا لیکن اس کا پڑھنا سنت سے ثابت ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

سورۃ البقرہ (۲)

آیت نمبر (2/البقرۃ: 1 تا 2)

﴿الٓمّٓ ۚ﴿۱﴾ ذٰلِكَ الۡكِتٰبُ لَا رَيۡبَ ۛۚ فِيۡهِ ۛۚ هُدًى لِّلۡمُتَّقِيۡنَۙ ﴿۲﴾﴾

ر ی ب

(باب)	مصدر/اسم	معانی
(ض)	رَيۡبًا	کسی کا کسی کو شک میں ڈالنا۔
	رَيۡبٌ	شک۔شبہہ (یہ مصدر ہے لیکن بطور اسم ذات بھی استعمال ہوتا ہے)۔
	رِيۡبَةٌ	شک۔شبہہ۔﴿لَا يَزَالُ بُنۡيَانُهُمُ الَّذِىۡ بَنَوۡا رِيۡبَةً فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ﴾ (9/التوبۃ:110)''ہمیشہ رہے گا، ان کی عمارت سے جو انہوں نے بنائی، شبہہ ان کے دلوں میں''
(افعال)	اِرَابَةً	کسی کا کسی کو شک میں ڈالنا۔
	مُرِيۡبٌ	اسم الفاعل ہے۔شک میں ڈالنے والا۔﴿مَّنَّاعٍ لِّلۡخَيۡرِ مُعۡتَدٍ مُّرِيۡبِ ۙ﴿۲۵﴾﴾ (50/ق:25)''بھلائی سے روکنے والا، حد سے بڑھنے والا، شبہہ ڈالنے والا۔''
(افتعال)	اِرۡتِيَابًا	شک کرنا۔شبہہ میں پڑنا۔﴿وَلٰكِنَّكُمۡ فَتَنۡتُمۡ اَنۡفُسَكُمۡ وَتَرَبَّصۡتُمۡ وَارۡتَبۡتُمۡ﴾ (57/الحدید:14) ''لیکن تم لوگوں نے خود کو فتنہ میں مبتلا کیا، گومگوں میں رہے اور شبہہ میں پڑے۔''
	مُرۡتَابٌ	اسم الفاعل ہے۔شک کرنے والا۔﴿كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنۡ هُوَ مُسۡرِفٌ مُّرۡتَابُ ۚۖ ﴿۳۴﴾﴾ (40/المؤمن:34)''اس طرح اللہ گمراہ کرتا ہے اس کو جو ہے اسراف کرنیوالا شک کرنے والا۔''

و ق ی

(باب)	مصدر/اسم	معانی
(ض)	وِقَايَةً	کسی کو تکلیف یا نقصان سے بچانا۔﴿وَوَقٰهُمۡ رَبُّهُمۡ عَذَابَ الۡجَحِيۡمِ ﴿۱۸﴾﴾ (52/الطور:18) ''اور ان کو بچایا ان کے رب نے دوزخ کے عذاب سے۔''
	تَقِ	یہ واحد مذکر مخاطب میں مضارع تَقِيۡ تھا۔مجزوم ہونے کی وجہ سے ''ی'' گر گئی۔﴿وَمَنۡ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوۡمَئِذٍ فَقَدۡ رَحِمۡتَهٗ ؕ﴾ (40/المؤمن:9)''اور جس کو تو نے بچایا برائیوں سے اس دن تو یقینا تو نے رحمت کی اس پر۔''
	قِ	فعل امر ہے۔تو بچا۔﴿وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾﴾ (2/البقرہ:201)''اور تو بچا ہم کو آگ کے عذاب سے۔''
	وَاقٍ	اسم الفاعل ہے۔بچانے والا۔﴿وَمَا لَهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ مِنۡ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾﴾ (13/الرعد:34)''اور نہیں ہے ان کے لئے اللہ سے کوئی بھی بچانے والا۔''
(افتعال)	اِتِّقَاءً	نقصان یا تکلیف سے بچنا۔اصطلاحاً ہر اس چیز سے بچنا جو اللہ کی ناراضگی کا باعث ہو۔﴿وَالۡاٰخِرَةُ خَيۡرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۟﴾ (4/النساء:77)''اور آخرت بہتر ہے اس کے لئے جو اللہ کی ناراضگی سے بچا۔''

يَتَّقِ	مضارع مجزوم ہے شرط ہونے کی وجہ سے ۔ ﴿وَ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا﴾ (65/ الطلاق:2) ''اور جو بچتا ہے اللہ کی ناراضگی سے تو وہ یعنی اللہ پیدا کرتا ہے اس کے لئے نکلنے کی ایک جگہ یعنی راستہ۔''
اِتَّقِ	فعل امر ہے۔ تو بچ۔ ﴿وَ اِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ﴾ (2/ البقرہ:206) ''اور جب کہا جائے اس سے کہ تو بچ اللہ کی ناراضگی سے۔''
مُتَّقُوْنَ	اسم الفاعل جمع کا صیغہ ہے۔ بچنے والے۔ ﴿وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ﴾ (2/ البقرہ:177) ''اور وہ لوگ ہی بچنے والے ہیں اللہ کی ناراضگی سے۔''
اَتْقٰی	افعل التفضیل ہے۔ ﴿وَ سَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى﴾ (92/ اللیل:17) ''اور دور کیا جائے گا اس سے یعنی آگ سے زیادہ پرہیز گار کو۔''
اَلتَّقْوٰی	مصدر ہے ۔ اللہ کی ناراضگی سے بچنا۔ پرہیز گار ہونا۔ ﴿وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى﴾ (5/ المائدہ:2) ''اور باہم تعاون کرو نیکی پر اور پرہیز گار ہونے پر۔''
تُقَاةٌ	اسم ذات ہے۔ پرہیز گاری۔ ﴿اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ﴾ (3/ آل عمران:102) ''تم لوگ اللہ کی ناراضگی سے بچو جیسا کہ حق ہے اس کی ناراضگی سے بچنے کا۔''
تَقِيٌّ	باب افتعال میں فاکلمہ کی ''و'' کو ''ت'' میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ اس لئے فَعِيْلٌ کے وزن پر وَقِيٌّ کے بجائے تَقِيٌّ اسم الفاعل کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ ﴿تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا﴾ (19/ مریم:63) ''یہ وہ جنت ہے جس کا ہم وارث بنائیں گے اپنے بندوں میں سے اس کو جو تھا تقویٰ پر دوام کرنے والا۔''

لَا رَيْبَ

سورۃ الفاتحہ میں آپ لفظ اَلْحَمْدُ میں لام جنس پڑھ چکے ہیں، جو مذکورہ چیز کی تمام جنس اور ہر شکل وصورت کو اپنے اندر سمیٹ لیتا ہے۔ اب نوٹ کریں کہ رَيْبَ کے ساتھ جو لَا ہے یہ لائے نفی جنس ہے، جو مذکورہ چیز کی تمام جنس اور شکل وصورت کی نفی کرتا ہے۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ اپنے اسم کو نصب دیتا ہے اور اس کی تنوین کو ختم کرتا ہے۔ اس لئے لَا رَيْبَ میں ہر قسم کے شک کی نفی شامل ہے۔

هُدًى

یہ مصدر دراصل هُدَیٌ تھا جو قاعدے کے مطابق هُدًى بنا۔ یہ مبنی کی طرح استعمال ہوتا ہے یعنی تینوں اعرابی حالت میں هُدًى ہی رہتا ہے۔ اس پر لام تعریف داخل ہو تو تینوں اعرابی حالت میں اَلْهُدٰى استعمال ہوتا ہے۔

ترکیب

آیت نمبر 2 کی ایک سے زیادہ ترکیبیں ممکن ہیں اور کی بھی گئی ہیں۔ اس کی ایک سادہ اور عام فہم ترکیب یہ ہے کہ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ مرکب اشاری اور مبتداء ہے۔ هُدًى اس کی خبر ہے۔ لِلْمُتَّقِيْنَ متعلق خبر ہے۔ لَا رَيْبَ فِيْهِ خبر ثانی ہے جسے خبر اول سے پہلے لانے کی وجہ سے لائے نفی جنس میں مزید تاکید پیدا ہوگئی ہے۔

ترجمہ

لِلْمُتَّقِيْنَ	هُدًى	لَا رَيْبَ فِيْهِ	ذٰلِكَ الْكِتٰبُ	الٓمّٓ
تقویٰ کرنے والوں کیلئے	ہدایت ہے	کوئی شک نہیں ہے اس میں	یہ کتاب	الف لام میم

نوٹ۔1

ذٰلِكَ اشارہ بعید ہے۔ اس لحاظ سے ذٰلِكَ الْكِتٰبُ کا ترجمہ ''وہ کتاب'' ہونا چاہیے۔ لیکن عام طور پر اس کا ترجمہ

یہ ''کتاب'' کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ سمجھ لیں کہ ایک فاصلہ Horizontal ہوتا ہے جس سے عام طور پر کسی کے دور یا نزدیک ہونے کا تصور کرتے ہیں لیکن ایک Vertical فاصلہ بھی ہوتا ہے جس میں کسی کے مقام و رُتبہ کی بلندی کا تصور ہوتا ہے۔ اب نوٹ کرلیں کہ عربی میں مقام و رُتبہ کی بلندی کے اظہار کے لئے بھی اشارہ بعید استعمال ہوتا ہے جبکہ اُردو میں یہ اسلوب نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے موقع پر اُردو میں ترجمہ اشارہ قریب سے کرنا پڑتا ہے۔

رُتبہ کی بلندی ظاہر کرنے کے لئے اشارہ بعید کے استعمال کی قرآن مجید میں ذٰلِكَ الْكِتٰبُ کے علاوہ اور بھی متعدد مثالیں ہیں۔ جیسے ﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا﴾ (2/ البقرہ: 187) ﴿تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ﴾ (2/ البقرہ: 252) ﴿وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ﴾ (29/ العنکبوت: 43) لیکن سورۃ یوسف کی آیات (31-32) میں اس کا فوری تقابل سامنے آتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق عزیزِ مصر کی بیوی کے رویہ کی جب شہرت ہوئی اور شہر کی خواتین نے اس پر ملامت کی، تو اس نے خواتین کو بلایا اور یوسف علیہ السلام کو ان کے سامنے کیا۔ ان کی شکل و صورت کی خوبی کی تعریف میں انہوں نے کہا یہ کوئی بشر نہیں ہے۔ لیکن چونکہ وہ یوسف علیہ السلام کے کردار کی بلندی سے واقف نہ تھیں، اس لئے ان کے قول میں اشارہ قریب استعمال ہوا۔ مَا هٰذَا بَشَرًا۔ عزیزِ مصر کی بیوی نے جواب میں کہا کہ یہ ہے جس کے متعلق تم مجھے ملامت کرتی ہو۔ چونکہ اسے یوسف علیہ السلام کی عظمت کا تجربہ تھا، اس لیے اس کے قول میں اشارہ بعید آیا۔ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ۔

نوٹ۔2

قرآن کو ﴿هُدًى لِّلنَّاسِ﴾ (2/ البقرہ: 185) کہا گیا ہے یعنی قرآن تمام انسانوں کے لئے ہدایت ہے۔ لیکن یہاں اسے هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ کہا گیا ہے۔ یعنی قرآن صرف متقی لوگوں کیلئے ہدایت ہے۔ اس وجہ سے کچھ لوگوں کے ذہن میں الجھن پیدا ہوتی ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ قرآن میں بالقوہ (Potentially) ہدایت موجود ہے جو ہر شخص کیلئے ہے۔ لیکن اس سے ہدایت صرف وہ لوگ حاصل کرتے ہیں جن کے دل میں اللہ کی ناراضگی سے بچنے کا جذبہ ہوتا ہے۔ یہ بات ایسے ہی ہے جیسے پنجاب یونیورسٹی کے دروازے ہر شخص کیلئے کھلے ہوئے ہیں لیکن اس میں داخلہ کے لئے بی۔ اے ہونا ضروری ہے۔ پھر داخلہ ملنے کے بعد بھی یہاں سے علم صرف وہ حاصل کرتا ہے جو فیس ادا کرے اور نظم کی پابندی کرے، ورنہ داخلہ ملنے کے بعد بھی محروم رہتا ہے۔

(آیت نمبر: 3)

﴿الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۳﴾

ء م ن

(س) اَمْنًا۔ اَمَنًا

(1) مطمئن ہونا۔ امن میں ہونا۔ ﴿فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ﴾ (2/ البقرہ: 196) ''پس جب تم لوگ اطمینان سے ہو تو جس نے فائدہ اُٹھایا عمرہ کا حج تک تو (اس پر واجب ہے) جو میسر ہو قربانی کے جانور میں سے۔''

(2) کسی معاملہ میں کسی پر بھروسہ کرنا۔ ﴿وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ﴾ (3/ آل عمران: 75) ''اور اہلِ کتاب میں وہ بھی ہے کہ اگر تو بھروسہ کرے اس پر ڈھیروں (چیز یا امانت) کے بارے میں تو وہ ادا کرے گا اس کو تیری طرف۔''

(3) کسی کی بات کا اعتبار کرنا۔ ﴿قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ؕ﴾ (12/یوسف:64) ''اس نے یعنی یعقوب علیہ السلام نے کہا کیا میں اعتبار کروں تم لوگوں کا اس کے بارے میں سوائے اس کے کہ جیسے میں نے اعتبار کیا تم لوگوں کا اس کے بھائی کے بارے میں اس سے پہلے۔''

اٰمِنٌ اسم الفاعل ہے۔امن میں ہونے والا۔ ﴿وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا﴾ (2/البقرہ:126) ''اور جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے اے میرے رب! تو بنادے اس کو امن میں ہونے والا شہر۔''

مَاْمَنٌ اسم الظرف ہے۔امن کی جگہ۔ ﴿ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ؕ﴾ (9/التوبۃ:6) ''پھر تم پہنچادو اس کو،اس کے امن کی جگہ۔''

(ک) **اَمَانَةً** امانت دار ہونا۔

اَمَانَةٌ ج اَمَانَاتٌ امانت ۔ ﴿اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ﴾ (33/الاحزاب:72) ''بیشک ہم نے پیش کیا اس امانت کو آسمانوں پر اور زمین پر اور پہاڑوں پر۔'' ﴿وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ عَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ﴾ (23/المؤمنون:8) ''اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں کی اور اپنے عہد کی رعایت کرنے والے ہیں۔''

اَمِيْنٌ فعیل کے وزن پر صفت ہے۔امانتدار۔ ﴿اِنِّىْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۙ﴾ (26/الشعراء:107) ''بیشک میں تم لوگوں کے لئے امانتدار رسول ہوں۔''

(افعال) **اِيْمَانًا** امن دینا۔کسی کی بات کی تصدیق کرنا۔ایمان لانا (تصدیق کرنے سے اختلاف ختم ہو جاتا ہے اور امن ہوجاتا ہے) ﴿مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ (2/البقرہ:62) ''جو ایمان لایا اللہ پر اور آخرت پر۔''

اِيْمَانٌ اسم ذات ہے۔ایمان۔قلبی تصدیق۔ ﴿اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ﴾ (9/التوبۃ:23) ''اگر وہ لوگ پسند کریں کفر کو ایمان پر۔''

اٰمِنْ ج اٰمِنُوْا۔فعل امر ہے۔تو ایمان لا۔ ﴿وَيْلَكَ اٰمِنْ ۖ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ﴾ (46/الاحقاف:17) ''تیرے لئے تباہی ہے۔تو ایمان لا۔یقینا اللہ کا وعدہ حق ہے۔'' ﴿وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ﴾ (2/البقرہ:13) ''اور جب کہا جاتا ہے ان سے کہ تم لوگ ایمان لاؤ جیسے لوگ ایمان لائے۔''

مُؤْمِنٌ اسم الفاعل ہے۔امن دینے والا۔ایمان لانے والا۔ ﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ﴾ (59/الحشر:23) ''کوئی الہ نہیں سوائے اسکے جو بادشاہ ہے۔پاک ہے،سلامتی ہے،امن دینے والا ہے۔'' ﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّ مِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ؕ﴾ (64/التغابن:2) ''وہ ہے جس نے تم لوگوں کو پیدا کیا تو تم میں سے کوئی کفر کرنے والا ہے اور تم میں سے کوئی ایمان لانے والا ہے۔''

غ ی ب

20

(ض)	غَیْبًا	پوشیدہ ہونا۔دور ہونا۔
	غَیْبٌ	ج غُیُوْبٌ۔ اسم ذات ہے۔حواس سے پوشیدہ چیز یا بات۔﴿ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۝ ﴾ (5/المآئدہ:116)''بیشک تو ہی تمام غیبوں کا خوب جاننے والا ہے۔''
	غَآئِبٌ	اسم الفاعل ہے۔غائب ہونے والا۔﴿ وَ مَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِی السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝ ﴾ (27/النمل:75)''اور نہیں ہے کوئی بھی غائب ہونے والی چیز آسمانوں میں اور زمین میں مگر وہ ایک واضح کتاب میں ہے۔''
	غَیَابَةٌ	اسم ذات ہے۔پستی۔گہرائی۔﴿ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا یُوْسُفَ وَ اَلْقُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ ﴾ (12/یوسف:10)''کہا ان میں سے ایک کہنے والے نے قتل مت کرو یوسف علیہ السلام کو اور اس کو ڈال دو کنویں کی گہرائی میں۔''
(افتعال)	اِغْتِیَابًا	پوشیدگی میں یعنی پیٹھ پیچھے کسی کا عیب بیان کرنا۔غیبت کرنا۔
	لَا یَغْتَبْ	فعل نہی ہے۔﴿ وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ﴾ (49/الحجرات:12)''تم میں سے کوئی غیبت نہ کرے کسی کی۔''

ص ل و

(ن)	صَلْوًا	پیٹھ کے درمیان میں مارنا۔نرم ہونا (ثلاثی مجرد سے قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا)۔
(تفعیل)	صَلَاةً	(اس کا مصدر خلافِ قاعدہ صَلَاةً استعمال ہوتا ہے) دعا دینا۔نشوونما دینا۔نماز پڑھنا۔(نماز کی اصل دُعا ہی ہے۔اور اللہ تعالیٰ کی نماز نشوونما دینے کے معنی میں ہے) ﴿ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ﴾ (33/الاحزاب:56)''بیشک اللہ نشوونما دیتا ہے اور اس کے فرشتے دعا کرتے ہیں ان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے۔''
	صَلَاةٌ	اسم ذات ہے (قرآنی املا صَلٰوةٌ ج صَلَوَاتٌ) نماز۔شفقت و رحمت۔﴿ حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی ﴾ (2/البقرہ:238)''تم لوگ حفاظت کرو نمازوں کی اور درمیانی نماز کی۔'' ﴿ اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ ﴾ (2/البقرہ:157)''یہ لوگ ہیں جن پر شفقتیں ہیں ان کے رب کی جانب سے اور رحمت ہے۔''
	صَلِّ	ج صَلُّوْا۔فعل امر ہے۔تو دعا کر۔نماز پڑھ۔﴿ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَ انْحَرْ ۝ ﴾ (108/الکوثر:2)''پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھیں اپنے رب کے لئے اور قربانی دیں۔'' ﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ ﴾ (33/الاحزاب:56)''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم لوگ دعا کرو ان کے لئے یعنی درود بھیجو۔''
	مُصَلِّیْنَ	اسم الفاعل جمع کا صیغہ ہے۔واحد مُصَلٍّ۔نماز پڑھنے والا۔﴿ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ۝ ﴾ (74/المدثر:43)''ان لوگوں نے کہا ہم نہیں تھے نماز ادا کرنے والوں میں سے۔''
	مُصَلًّی	اسم المفعول ہے جو بطور اسم الظرف استعمال ہوتا ہے۔نماز کی جگہ۔﴿ وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّی ﴾ (2/البقرہ:125)''اور تم لوگ بنا لو ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ میں سے نماز ادا کرنے کی جگہ۔''

20

ر ز ق

(ن) **رَزْقًا** معاوضہ کے بغیر کوئی چیز دینا پھر دیتے رہنا۔عطیہ جاریہ دینا۔عطا کرنا۔﴿ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ ﴾(30/الروم:40)''اللہ ہے جس نے تم لوگوں کو پیدا کیا پھر اس نے تم لوگوں کو عطا کیا یعنی صلاحیتیں اور اشیاء پھر وہ تم لوگوں کو موت دے گا پھر وہ تم لوگوں کو زندہ کرے گا۔''

رِزْقٌ اسم ذات ہے۔وہ چیز جو عطیہ جاریہ کے طور پر دی جائے۔جو چیز ایک مرتبہ دی جائے اسے رِزْقَةٌ کہتے ہیں۔﴿ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَ رَزَقَنِیْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ﴾(11/ھود:88)''اے میری قوم کیا تم نے غور کیا اگر میں ہوں ایک واضح دلیل پر اپنے رب کی جانب سے اور اس نے مجھے عطا کیا اپنے پاس سے ایک بہترین عطیہ جاریہ۔''اس آیت میں رِزْقًا حَسَنًا سے مراد علم وحی ہے۔

اُرْزُقْ فعل امر ہے۔تو عطا کر۔﴿ وَ ارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ ﴾(14/ابراہیم:37)''اور تو انہیں عطا کر پھلوں میں سے شائد کہ وہ لوگ شکر ادا کریں۔''

رَازِقٌ اسم الفاعل ہے۔عطا کرنے والا۔﴿ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ﴾(22/الحج:58)''اور یقینا اللہ ہی سب سے بہتر عطا کرنے والا ہے۔''

رَزَّاقٌ فَعَّالٌ کے وزن پر اسم مبالغہ ہے۔﴿ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ﴾(51/الذّٰریٰت:58)''یقینا اللہ ہی بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے۔''

ن ف ق

(ن۔س) **نَفَقًا** خرچ ہو جانا۔ختم ہو جانا۔دومنہ والا ہونا۔(قرآن مجید میں ثلاثی مجرد سے فعل استعمال نہیں ہوا)

نَفَقَةٌ ج نَفَقَاتٌ۔اسم ذات ہے۔خرچہ۔خرچ ہونے والی چیز۔﴿ وَ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُهٗ ﴾(2/البقرہ:270)''اور جو تم لوگ خرچ کرو کسی خرچہ میں سے یا منت مانگو کسی منت میں سے تو یقینا اللہ اس کو جانتا ہے۔''

نَفَقٌ سرنگ۔﴿ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِیَ نَفَقًا فِی الْاَرْضِ ﴾(6/الانعام:35)''تو اگر آپ ﷺ میں استطاعت ہے کہ آپ ﷺ تلاش کر لیں کوئی سرنگ زمین میں۔''

(افعال) **اِنْفَاقًا** خرچ کرنا۔﴿ لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ﴾(57/الحدید:10)برابر نہیں ہے تم میں سے وہ جس نے خرچ کیا الفتح سے پہلے یعنی فتح مکہ سے پہلے اور قتال کیا۔''

اَنْفِقْ ج اَنْفِقُوْا۔فعل امر ہے۔تو خرچ کر۔﴿ وَ اَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ ﴾(63/المنافقون:10)اور تم لوگ خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے تم کو عطا کیا اس سے پہلے کہ آئے تم میں سے کسی ایک کو موت۔''

مُنْفِقٌ: اسم الفاعل ہے۔خرچ کرنیوالا۔﴿ وَ الْمُنْفِقِيْنَ وَ الْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴾(3/آل عمران:17)''اور خرچ کرنے والے اور مغفرت مانگنے والے راتوں کے پچھلے پہر میں۔''

(مفاعلہ) **مُنَافَقَةً وَ نِفَاقًا**: دورُخا ہونا۔دوغلا ہونا۔﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ﴾(59/الحشر:11)''کیا آپ ﷺ نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جو دورُخے ہوئے، وہ لوگ کہتے ہیں اپنے بھائیوں سے جنہوں نے کفر کیا۔''

مُنَافِقٌ: اسم الفاعل ہے۔دورُخا ہونے والا۔﴿ يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ﴾(9/التوبۃ:64)''ڈرتے ہیں دورُخا پن اختیار کرنے والے کہ نازل کردی جائے ان کے بارے میں کوئی سورت جو جتلا دے ان کو وہ، جو ان کے دلوں میں ہے۔''

صَلٰوةٌ

اصل لفظ ''صَلَوَةٌ'' ہے جو قاعدہ کے مطابق تبدیل ہو کہ صَلَاةٌ بنتا ہے اور عربی میں یہ آج اسی طرح لکھا جاتا ہے۔یہ قرآن مجید کا مخصوص املا ہے جہاں یہ لفظ صَلٰوةٌ لکھا جاتا ہے۔البتہ قرآن مجید میں بھی جب یہ مضاف بن کر آتا ہے تو اس کی واو گر جاتی ہے اور الف کے ساتھ ہی لکھا جاتا ہے۔جیسے صَلَاتُهُمْ ۔یہ نوٹ کرلیں کہ اصطلاحاً صَلٰوةٌ اس مخصوص عبادت کا نام ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات اور ہدایات کے مطابق ادا کی جاتی ہے۔شائد اسی لیے قرآن مجید میں اس کا املا بھی مخصوص رکھا گیا ہے۔واللہ اعلم۔

ترکیب

اس آیت میں تین جملے ہیں۔(1) اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ۔(2) وَ(الَّذِيْنَ) يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ (3) وَ(الَّذِيْنَ) يُنْفِقُوْنَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۔تیسرے جملے میں مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ کو اصل فعل يُنْفِقُوْنَ سے پہلے لاکر اس حقیقت میں تاکید اور زور پیدا کیا گیا ہے۔کہ انسان کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے۔یہ تینوں جملے گزشتہ آیت کے لفظ اَلْمُتَّقِيْنَ کا بدل ہیں۔

ترجمہ

اَلَّذِيْنَ	يُؤْمِنُوْنَ	بِالْغَيْبِ	وَ يُقِيْمُوْنَ	الصَّلٰوةَ
وہ لوگ جو	ایمان لاتے ہیں	غیب پر	اور جو لوگ قائم رکھتے ہیں	نماز کو

وَ مِمَّا	رَزَقْنٰهُمْ	يُنْفِقُوْنَ ۝
اور اس میں سے جو	ہم نے عطا کیا ان کو	وہ لوگ انفاق کرتے ہیں

نوٹ۔1

سب سے پہلے وضاحت ضروری ہے کہ ڈکشنری المنجد کے مطابق مادہ ''ء م ن'' اگر باب سمع سے آئے تو معنی ہوتے ہیں مطمئن ہونا۔اور اگر باب ضرب سے آئے تو معنی ہوتے ہیں بھروسہ کرنا۔اعتبار کرنا۔لیکن قرآن مجید میں یہ مادہ تینوں معانی میں باب سمع سے آیا ہے۔جیسا کہ معانی کی وضاحت میں دی گئی آیات نمبر (3/آل عمران:175) اور (12/یوسف:64) سے ظاہر ہے۔اس لئے ہم نے تینوں معانی باب سمع کے تحت دیئے ہیں۔

نوٹ۔3

قرآن مجید میں صلٰوۃ کے ساتھ اکثر وبیشتر اقامۃ کا لفظ آیا ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کردہ نماز کو اس کے ظاہری نظام اور باطنی روح کے ساتھ ادا کرنے کی تاکید ہے۔جبکہ آیت فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰی (نہ اس نے تصدیق کی اور نہ اس نے نماز پڑھی) آیت نمبر (75/القیامۃ:31) میں وَلَا صَلّٰی سے مراد ہے کہ اس نے رسمی نماز بھی نہیں پڑھی۔اس سے معلوم ہوا کہ رسمی نماز پڑھنا بھی فائدہ سے خالی نہیں ہے۔ایک روایت میں ہے اِنَّ الْمُصَلِّیْنَ کَثِیْرٌ وَالْمُقِیْمِیْنَ لَھَا قَلِیْلٌ (نماز پڑھنے والے بہت ہیں جبکہ اس کو قائم کرنے والے کم ہیں)

نوٹ۔4

قرآن مجید میں انفاق سے مراد انفاق فی سبیل اللہ ہی ہوتا ہے خواہ فی سبیل اللہ کے الفاظ ساتھ نہ بھی لکھے ہوں۔جس طرح صرف ایمان کا ذکر ہو تب بھی اس سے مراد وہ ایمان ہوتا ہے جو قرآن وسنت کے مطابق ہو۔

(آیت نمبر: 4)

﴿وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ ؕ﴾

ن ز ل

20

(ض) **نُزُوۡلًا** اُترنا۔﴿ وَ مَا نَزَلَ مِنَ الۡحَقِّ ﴾(57/الحدید:16)''اور جو اُترا حق میں سے۔''﴿ وَ مَا یَنۡزِلُ مِنَ السَّمَآءِ ﴾(57/الحدید:4)''اور جو اُترتا ہے آسمانوں سے۔''

مُنۡزِلٌ ج مَنَازِلُ۔اسم الظرف ہے۔اُترنے کی جگہ۔ٹھہرنے کی جگہ۔﴿ هُوَ الَّذِیۡ جَعَلَ الشَّمۡسَ ضِیَآءً وَّ الۡقَمَرَ نُوۡرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ ﴾(10/یونس:5)''وہ ہے جس نے بنایا سورج کو روشن اور چاند کو نور اور اس کے لئے طے کر دیں منزلیں۔''

نُزُلٌ اسم ذات ہے۔وہ چیز جو مہمان کے سواری سے اُترتے ہی یعنی آتے ہی اصل دعوت سے پہلے پیش کی جائے۔ابتدائی مہمان نوازی۔﴿ اِنَّاۤ اَعۡتَدۡنَا جَهَنَّمَ لِلۡکٰفِرِیۡنَ نُزُلًا ﴾(18/الکھف:102)''یقیناً ہم نے تیار کیا جہنم کو کافروں کے لئے ابتدائی مہمان نوازی کے طور پر۔''

(افعال) **اِنۡزَالًا** اُتارنا۔﴿ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡتُمُوۡنَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ الۡکِتٰبِ ﴾(2/البقرہ:174)''بیشک وہ لوگ چھپاتے ہیں اس کو جو اُتارا اللہ نے الکتاب میں سے۔''

مُنۡزِلٌ اسم الفاعل ہے۔اُتارنے والا۔﴿ اَلَا تَرَوۡنَ اَنِّیۡۤ اُوۡفِی الۡکَیۡلَ وَ اَنَا خَیۡرُ الۡمُنۡزِلِیۡنَ ﴾(12/یوسف:59)''کیا تم لوگ دیکھتے نہیں کہ میں پورا ناپتا ہوں پیمانے کو اور میں سب سے بہتر ہوں اُتارنے والوں میں یعنی بہترین مہمان نواز ہوں۔''

مُنۡزَلٌ اسم المفعول ہے۔اُتارا ہوا۔﴿ اَنۡ یُّمِدَّکُمۡ رَبُّکُمۡ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِکَةِ مُنۡزَلِیۡنَ ﴾(3/آل عمران:124)''کہ تم لوگوں کی مدد کرے تمہارا رب تین ہزار فرشتوں سے جو اُتارے گئے۔''

تفعیل **تَنۡزِیۡلًا** کسی چیز کو بتدریج اُتارنا۔﴿ ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ ﴾(2/البقرہ:176)''یہ اس لئے کہ اللہ نے بتدریج اُتارا الکتاب کو حق کے ساتھ۔''﴿ وَ نُنَزِّلُ مِنَ الۡقُرۡاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحۡمَةٌ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴾(17/بنی اسرائیل:82)''اور ہم بتدریج اُتارتے ہیں قرآن میں سے جو شفاء ہے اور رحمت ہے مومنوں کیلئے۔''

مُنَزِّلٌ اسم الفاعل ہے۔بتدریج اُتارنے والا۔﴿ قَالَ اللّٰهُ اِنِّیۡ مُنَزِّلُهَا عَلَیۡکُمۡ ﴾(5/المآئدہ:115)''کہا اللہ نے کہ میں بتدریج اُتارنے والا ہوں اس کو تم لوگوں پر۔''

مُنَزَّلٌ اسم المفعول ہے۔بتدریج اُتارا ہوا۔﴿ وَ الَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰهُمُ الۡکِتٰبَ یَعۡلَمُوۡنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنۡ رَّبِّکَ بِالۡحَقِّ ﴾(6/الانعام:114)''اور جن لوگوں کو ہم نے دی الکتاب وہ لوگ جانتے ہیں کہ وہ یعنی قرآن بتدریج اُتارا ہوا ہے آپ ﷺ کے رب کی جانب سے حق کے ساتھ۔''

(تفعّل) **تَنَزُّلًا** ٹھہر ٹھہر کر اُترنا۔اُترتے رہنا۔﴿ اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡهِمُ الۡمَلٰٓئِکَةُ ﴾(41/حٰمٓ السجدہ:30)''بیشک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ لوگ ڈٹے رہے یعنی اپنے قول پر، تو اُترتے رہتے ہیں ان لوگوں پر فرشتے۔''

ء خ ر

(x) x ثلاثی مجرد سے فعل استعمال نہیں ہوتا۔

(تفعیل) **تَاۡخِیۡرًا** پیچھے کرنا۔﴿ یُنَبَّؤُا الۡاِنۡسَانُ یَوۡمَئِذٍۭ بِمَا قَدَّمَ وَ اَخَّرَ ﴾(75/القیامۃ:13)''جتلا دیا جائے گا اس دن انسان کو جو اس نے آگے کیا اور جو اس نے پیچھے کیا۔''﴿ وَ لَنۡ یُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفۡسًا اِذَا جَآءَ

اَجَلُهَا ۭ﴾(63/ المنافقون:11) ''ور اللہ ہرگز پیچھے نہیں کرے گا یعنی ہرگز مہلت نہیں دے گا کسی نفس کو 20 جب آجائے گی اس کی اجل۔''

(تفعّل) **تَاَخُّرًا**: پیچھے رہنا۔﴿ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ۙ لِمَنْ شَاۗءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ ۭ﴾(74/ المدثر:36۔37) ''وارننگ ہے ہر اس شخص کے لئے جو چاہے تم میں سے کہ وہ آگے رہے یا پیچھے رہے۔''

(استفعال) **اِسْتِئْخَارًا**: پیچھے ہونا۔﴿ فَاِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴾(7/ الاعراف:34) ''تو جب آجائے گی ان لوگوں کی اجل تو نہ وہ لوگ پیچھے ہوں گے ایک گھڑی اور نہ آگے ہوں گے۔''

آخِرٌ: فاعل کا وزن ہے۔ آخری ﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴾(2/ البقرہ:8) ''اور لوگوں میں سے وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور آخری دن پر حالانکہ وہ لوگ مومن نہیں ہیں۔''

آخَرُ: اَفْعَلُ کا وزن ہے۔ دوسرا۔﴿ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ ۚ﴾(15/ الحجر:96) ''وہ لوگ جو بناتے ہیں اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا الٰہ۔''

اُخْرٰی: فُعْلٰی کے وزن پر اٰخَرُ کا مونث ہے۔ اس کی جمع فُعَلٌ کے وزن پر اُخَرٌ آنی چاہیے تھی لیکن خلافِ قاعدہ اُخَرُ (غیر منصرف) آتی ہے۔﴿ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ۭ﴾(61/ الصف:13) ''اور دوسری تم لوگ پسند کرتے ہو جس کو۔'' ﴿ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ﴾(2/ البقرہ:184) ''تو گنتی ہے دوسرے دنوں میں۔''

ی ق ن

(س) **یَقَنًا**: روشن و ثابت ہونا۔ قرآن مجید میں ثلاثی مجرد سے فعل استعمال نہیں ہوا۔

یَقِیْنٌ: فَعِیْلٌ کا وزن ہے۔ کسی چیز کا ثبوت کے ساتھ ہمیشہ کے لئے سمجھ میں آجانا۔ یقین آنا۔﴿ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۙ حَتّٰٓي اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ۭ﴾(74/ المدثر:46۔47) ''اور ہم جھٹلایا کرتے تھے بدلے کے دن کو یہاں تک کہ آیا ہم کو یقین۔''

(افعال) **اِیْقَانًا**: یقین کرنا۔﴿ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴾(2/ البقرہ:118) ''ہم واضح کر چکے ہیں نشانیوں کو ایسی قوم کے لئے جو یقین کرتے ہیں۔''

مُوْقِنٌ: اسم الفاعل ہے۔ یقین کرنے والا۔﴿ وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ﴾(6/ الانعام:75) ''اور اس طرح ہم دکھاتے ہیں ابراہیم علیہ السلام کو زمین اور آسمانوں کی بادشاہت اور اس لئے کہ وہ ہو جائے یقین کرنے والوں میں سے۔''

(استفعال) **اِسْتِیْقَانًا**: یقین حاصل کرنا۔﴿ وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ﴾(74/ المدثر:31) ''اور ہم نے نہیں بنایا ان کی گنتی کو مگر آزمائش ان لوگوں کے لئے جنہوں نے کفر کیا، تاکہ یقین حاصل کریں وہ لوگ جنہیں دی گئی الکتاب۔''

مُسْتَیْقِنٌ: اسم الفاعل ہے۔ یقین حاصل کرنے والا۔﴿ قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ ۙ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ﴾(45/ الجاثیہ:32) ''تم لوگوں نے کہا ہم نہیں جانتے قیامت کیا ہے، ہم گمان نہیں کرتے مگر ایک گمان یعنی کچھ گمان سا ہوتا ہے اور ہم یقین حاصل کرنے والے نہیں ہیں۔''

ترکیب

یہ پوری آیت بھی آیت نمبر ۲ کے لفظ اَلْمُتَّقِيْنَ کا بدل ہے۔ وَبِالْاٰخِرَةِ صفت ہے۔ اس کا موصوف محذوف[20] ہے۔ اَلْاٰخِرَةِ مونث ہے اس لئے اس کا موصوف مذکر نہیں ہو سکتا لازماً مونث ہو گا جیسے وَبِالسَّاعَةِ الْاٰخِرَةِ۔

ترجمہ

وَالَّذِيْنَ	يُؤْمِنُوْنَ	بِمَآ	اُنْزِلَ	اِلَيْكَ	وَمَآ	اُنْزِلَ
اور وہ لوگ جو	ایمان لائے ہیں	اس پر جو	اُتارا گیا	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف	اور جو	اُتارا گیا

مِنْ قَبْلِكَ	وَبِالْاٰخِرَةِ	هُمْ	يُوْقِنُوْنَ ۴
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے	اور آخرت پر	وہ لوگ	یقین کرتے ہیں

نوٹ۔1

اِنْزَالٌ اور تَنْزِيْلٌ، دونوں کے معنی ہیں اُتارنا۔ جبکہ ان میں فرق یہ ہے کہ اِنْزَالٌ میں زیادہ تر کسی چیز کو ایک دفعہ اُتارنے کا مفہوم ہوتا ہے۔ اور تَنْزِيْلٌ میں کسی چیز کو رفتہ رفتہ اُتارنے کے معنی ہوتے ہیں۔ نزولِ قرآن کے لئے اِنْزَالٌ اور تَنْزِيْلٌ دونوں کے مختلف صیغے استعمال ہوئے ہیں۔ اس کو سمجھنے میں ایک حدیث سے مدد ملتی ہے جس میں ہے کہ قرآن پاک ایک ہی دفعہ آسمانِ دنیا پر نازل ہوا پھر رفتہ رفتہ نازل ہوتا رہا۔

نوٹ۔2

اس آیت میں وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ کے الفاظ سے واضح ہوجاتا ہے کہ قرآن مجید سے پہلے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتابوں پر ایمان لانا ہمارے ایمان کا لازمی جز ہے۔ لیکن اس وقت صورتحال یہ ہے کہ صحف ابراہیم علیہ السلام کا آج دنیا میں وجود نہیں ہے۔ تورات، زبور، انجیل سریانی اور عبرانی زبانوں میں نازل ہوئی تھیں۔ ان زبانوں میں ان کے نسخے اب دستیاب نہیں ہیں۔ مختلف زبانوں میں ان کے ترجمے موجود ہیں۔ جن کے متعلق خود ان کتابوں کے علماء تسلیم کرتے ہیں کہ ان میں کلام اللہ کے ساتھ انسانی کلام بھی شامل ہے۔ ان حالات میں آیت زیرِ مطالعہ کے تقاضے کو پورا کرنے کے لئے اتنا ایمان کافی ہے کہ قرآن مجید سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ نے کتابیں نازل کی تھیں جن کا اب وجود نہیں ہے۔ لیکن آج کے دور میں قرآن مجید کے علاوہ کسی دوسری کتاب کو کلام اللہ تسلیم کرنا درست نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کتابوں کے کچھ اجزاء کلام اللہ کی ترجمانی پر مشتمل ہو سکتے ہیں۔

20

آیت نمبر: 5

﴿أُولَٰٓئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝٥﴾

ف ل ح

(ن) فَلْحًا — پھاڑنا۔ زمین میں ہل چلانا۔ ثلاثی مجرد سے فعل یا اسم قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا۔

(افعال) فَلَاحًا — اس کا مصدر اِفْلَاحٌ کے بجائے فَلَاحٌ استعمال ہوتا ہے۔ مشکلات اور رکاوٹوں کو پھاڑ کے یعنی عبور کرکے اپنا مطلوب حاصل کرلینا۔ مراد پالینا (فعل لازم ہے) ﴿وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝٧٧﴾ (22/الحج: 77) ”تم لوگ بندگی کرو اپنے رب کی اور بھلے کام کرو شائد کہ تم لوگ مراد پاؤ۔“

مُفْلِحٌ — اسم الفاعل ہے۔ مراد پانے والا۔

ترکیب

اُولٰٓئِكَ کا اشارہ گذشتہ آیت نمبر 2 میں اَلْمُتَّقِيْنَ کی طرف ہے۔ نیز اس آیت میں اُولٰٓئِكَ مبتداء ہے اور اس کی خبر محذوف ہے۔ عَلٰى هُدًى قائم مقام خبر ہے۔ مِنْ رَّبِّهِمْ متعلق خبر کہلائے گا۔ خبر محذوف اگر قَآئِمُوْنَ مانیں تو جملہ ہوگا اُولٰٓئِكَ قَآئِمُوْنَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ۔

ترجمہ

اُولٰٓئِكَ	عَلٰى هُدًى	مِّنْ رَّبِّهِمْ ۖ	وَاُولٰٓئِكَ	هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝٥
یہی لوگ	ہدایت پر ہیں	اپنے رب کی جانب سے	اور یہ لوگ	ہی مراد پانے والے ہیں

نوٹ۔1

نجات پانے اور مراد پانے کا فرق سمجھ لیں۔ نجات پانے میں مفہوم یہ ہے کہ دوزخ میں جانے سے بچ گیا۔ جس طرح 33 فیصد نمبر حاصل کرنے والا اور سو فیصد نمبر حاصل کرنے والا، دونوں طالب علم فیل ہونے سے بچ جاتے ہیں اور پاس ہو جاتے ہیں۔ جبکہ مراد پانے میں مفہوم یہ ہے کہ اپنی محنت اور توقع کے مطابق یا اس سے زیادہ نمبر لے کر پاس ہونا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ البقرۃ (۲)

آیت نمبر :6

﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا سَوَآءٌ عَلَیۡہِمۡ ءَاَنۡذَرۡتَہُمۡ اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡہُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ؀۶﴾

ک ف ر

(ن) (۱) کُفۡرًا کسی چیز کو دبا دینا، چھپا دینا۔ پھر اس بنیادی مفہوم کے ساتھ دو معانی میں استعمال ہوتا ہے۔

(۲) کُفُوۡرًا ناشکری کرنا یا ناقدری کرنا اور ایمان لانے سے انکار کرنا۔ دراصل اللہ تعالیٰ کی معرفت،

(۳) کُفۡرَانًا اسکی وحدانیت، نیکی بدی کا شعور، جذبہ شکر وغیرہ انسان کی فطرت میں ڈال کر اسے دنیا کی امتحان گاہ میں بھیجا جاتا ہے۔ یہ چیزیں جب اس کے اندر سے ابھر کر شعور کی سطح پر آنا چاہتی ہیں تو کچھ لوگ اسے دبا دیتے ہیں یا چھپا لیتے ہیں۔ اسکے بعد ہی وہ اس قابل ہوتے ہیں کہ ناشکری کریں یا انکار کریں۔

﴿وَمَنۡ یَّشۡکُرۡ فَاِنَّمَا یَشۡکُرُ لِنَفۡسِہٖ ۚ وَمَنۡ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیۡدٌ ؀۱۲﴾ (31/لقمان:12)

''اور جو شکر کرے تو کچھ نہیں سوائے اسکے کہ وہ شکر کرتا ہے اپنے ہی لئے اور جس نے ناشکری کی تو بیشک اللہ بے نیاز، حمد کیا ہوا ہے۔''

(1) ﴿اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ بَدَّلُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ کُفۡرًا﴾ (14/ابراہیم:28) ''کیا تو نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جنہوں نے بدل دیا اللہ کی نعمت کو ناشکری سے۔''

(۲) ﴿وَ لَقَدۡ صَرَّفۡنَا لِلنَّاسِ فِیۡ ہٰذَا الۡقُرۡاٰنِ مِنۡ کُلِّ مَثَلٍ ۫ فَاَبٰۤی اَکۡثَرُ النَّاسِ اِلَّا کُفُوۡرًا ؀۸۹﴾ (17/بنی اسرائیل:89) ''ہم نے مختلف پیرایوں میں بیان کی ہے لوگوں کیلئے اس قرآن میں ہر طرح کی مثال، تو نہ مانا لوگوں کی اکثریت نے مگر ناشکری کرتے ہوئے۔''

(۳) ﴿فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَ ہُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَا کُفۡرَانَ لِسَعۡیِہٖ ۚ﴾ (21/الانبیاء:94)

''تو جو عمل کرے نیکیوں میں سے اس حال میں کہ وہ مومن رہے تو کسی قسم کی کوئی ناقدری نہیں ہے اسکی کوشش کے لئے۔''

اُکۡفُرۡ فعل امر ہے۔ تو کفر کر۔ ﴿کَمَثَلِ الشَّیۡطٰنِ اِذۡ قَالَ لِلۡاِنۡسَانِ اکۡفُرۡ ۚ﴾ (59/الحشر:16) ''شیطان کی مثال کی مانند جب اس نے کہا انسان سے کہ تو ناشکری کر یا انکار کر۔''

کَافِرٌ ج کَافِرُوۡنَ اور کُفَّارٌ۔ اسم الفاعل ہے۔ کفر کرنے والا۔ ﴿وَ یَقُوۡلُ الۡکٰفِرُ یٰلَیۡتَنِیۡ کُنۡتُ تُرٰبًا ؀۴۰﴾ (78/النبا:40) ''اور کہے گا انکار کرنے والا اے کاش میں مٹی ہوتا۔''

﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ مَاتُوۡا وَ ہُمۡ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ عَلَیۡہِمۡ لَعۡنَۃُ اللّٰہِ﴾ (2/البقرہ:161) ''بیشک جن لوگوں نے انکار کیا اور وہ لوگ مر گئے اس حال میں کہ وہ لوگ انکار کرنے والے ہی رہے، ان لوگوں پر اللہ کی لعنت ہے۔''۔ کسان کو بھی کَافِرٌ کہتے ہیں کیونکہ وہ بیج کو زمین میں دبانے اور چھپانے والا ہوتا ہے۔ ﴿کَمَثَلِ غَیۡثٍ اَعۡجَبَ الۡکُفَّارَ﴾ (57/الحدید:20) بارش کی مثال کی مانند جو بھلی لگی کسانوں کو۔''

كَفَّارٌ فَعَّالٌ کے وزن پر اسم مبالغہ ہے۔ بہت ناشکرا، انکار کرنے والا۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِىۡ مَنۡ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝۳﴾ (39/الزمر: 3) ''یقیناً اللہ ہدایت نہیں دیتا اس کو جو بہت زیادہ انکار کرنے والا جھوٹا ہے۔''

كَفُوْرٌ فَعُوْلٌ کے وزن پر اسم مبالغہ ہے۔ دل کھول کر ناشکری کرنے والا، انکار کرنے والا، ﴿اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَكَفُوۡرٌ ۝۶۶﴾ (22/الحج: 66) ''بیشک انسان دل کھول کر ناشکری کرنے والا ہے۔''

(تفعیل) **تَكْفِيْرًا** کسی کی ناپسندیدہ چیز کو اس سے دور کرنا، دبا کر یا چھپا کر۔ غلطی کا جرمانہ ادا کر کے اس کی سزا کو دور کرنا۔ کفارہ ادا کرنا، ﴿كَفَّرَ عَنۡهُمۡ سَيِّاٰتِهِمۡ وَ اَصۡلَحَ بَالَهُمۡ ۝۲﴾ (47/محمد: 2) ''اس نے یعنی اللہ نے دور کیا ان کی برائیوں کو ان سے اور اس نے اصلاح کی ان کی حالتوں کی۔''

كَفِّرْ فعل امر ہے۔ تو دور کر۔ ﴿رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَ كَفِّرۡ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ ۝۱۹۳﴾ (3/آل عمران: 193) ''اے ہمارے رب تو بخش دے ہمارے لئے ہمارے گناہوں کو اور تو دور کر دے ہم سے ہماری برائیوں کو اور تو موت دے ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ)۔''

كَفَّارَةٌ اسم ذات ہے۔ وہ چیز جو بطور جرمانہ ادا کی جائے۔ ﴿ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيۡمَانِكُمۡ﴾ (5/المائدہ: 89) ''تمہاری قسموں کا کفارہ ہے۔ جب تم حلف اٹھاؤ۔''

س و ی

(س) **سَوِيَ و سَوَاءً** ہموار ہونا۔ طول وعرض یا قدر و قیمت میں برابر ہونا۔ درمیان میں ہونا۔ قرآن مجید میں ثلاثی مجرد سے فعل استعمال نہیں ہوا۔ البتہ اس کا مصدر سَوَاءٌ آیت زیر مطالعہ میں استعمال ہوا ہے۔

سَوَاءٌ مصدر کے علاوہ اسم ذات بھی ہے۔ کسی چیز کا درمیان یا وسط۔ ﴿وَ مَنۡ يَّتَبَدَّلِ الۡكُفۡرَ بِالۡاِيۡمَانِ فَقَدۡ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيۡلِ ۝۱۰۸﴾ (2/البقرہ: 108) ''اور جو تبدیل کرتا ہے کفر کو ایمان کے بدلے تو وہ بھٹک گیا ہے راستہ کے درمیان سے یعنی سیدھے راستے سے۔'' ﴿فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِىۡ سَوَآءِ الۡجَحِيۡمِ ۝۵۵﴾ (37/الصافات: 55) ''پس اس نے جھانکا تو اس نے دیکھا اس کو بھڑکتی آگ کے وسط میں۔''

سَوِيٌّ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ہر لحاظ سے کمی یا زیادتی سے پاک۔ کامل۔ درمیانی۔ ﴿قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝۱۰﴾ (19/مریم: 10) ''اس نے یعنی اللہ تعالیٰ نے کہا تیری نشانی ہے کہ تو کلام نہیں کرے گا لوگوں سے تین کامل راتیں یعنی تین رات اور دن۔''

تفعیل **تَسْوِيَةً** کسی چیز کو کمی یا زیادتی سے پاک کرنا۔ ہر لحاظ سے مناسب وموزوں بنانا یعنی نوک پلک درست کرنا۔ ہموار یا برابر کرنا۔ ﴿الَّذِىۡ خَلَقَ فَسَوّٰى ۝۲﴾ (87/الاعلیٰ: 2) ''جس نے پیدا کیا پھر نوک پلک درست کی۔'' ﴿رَفَعَ سَمۡكَهَا فَسَوّٰٮهَا ۝۲۸﴾ (79/النٰزعٰت: 28) ''اس نے بلند کیا اس کی یعنی آسمان کی چھت کو پھر اسے ہموار کیا۔''

مفاعلہ **مُسَاوَاةً** دو یا زیادہ چیزوں کو برابر کرنا۔ ﴿حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى بَيۡنَ الصَّدَفَيۡنِ قَالَ انْفُخُوۡا﴾ (18/الکھف: 96) ''یہاں تک کہ جب اس نے برابر کر دیا پہاڑوں کے دونوں کناروں کے درمیان

کو، تو اس نے کہا تم لوگ پھونکو۔"

20

افتعال — **اِسْتِوَاءً**

(1) برابر ہونا۔ ﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ﴾ (13/الرعد:16) "آپ ﷺ کہیے کیا برابر ہوتے ہیں۔ اندھا اور بصیرت والا یا کیا برابر ہوتے ہیں اندھیرے اور نور۔"

(2) اِسْتَوٰى اِلٰى۔ ارادہ کرنا۔ متوجہ ہونا۔ ﴿ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَاۗءِ وَهِيَ دُخَانٌ﴾ (41/حٰمٓ السجدہ:11) "پھر وہ متوجہ ہوا آسمان کی طرف اس حال میں کہ وہ دھواں تھا۔"

(3) اِسْتَوٰى عَلٰى۔ غالب آنا۔ متمکن ہونا۔ ﴿اۨلَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ﴾ (25/الفرقان:59) "جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے، چھ دنوں میں پھر وہ متمکن ہوا عرش پر۔"

ن	ذ	ر

(ض۔ن) — **نَذْرًا** — کسی غیر واجب چیز کو اپنے اوپر واجب کر لینا، منت ماننا۔ ﴿اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا﴾ (19/مریم:26) "میں نے منت مانی رحمٰن کے لئے ایک روزے کی۔"

نَذْرٌ — ج نُذُوْرٌ۔ اسم ذات ہے۔ منت۔ نذر۔ ﴿وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ۭ﴾ (2/البقرہ:270) "اور جو تم لوگ انفاق کرو کسی خرچے میں سے یا جو تم لوگ منت مانو کسی منت میں سے تو یقیناً اللہ اس کو جانتا ہے۔" ﴿ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝۲۹﴾ (22/الحج:29) "پھر ان لوگوں کو چاہیے کہ اتاریں اپنے میل کچیل اور پوری کریں اپنی منتیں اور طواف کریں قدیم گھر کا یعنی خانہ کعبہ کا۔"

(س) — **نَذْرًا** — کسی متوقع خطرہ سے خبردار ہونا۔ چوکنا ہونا۔ باب سمع سے فعل قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا۔

نَذِيْرٌ — ج۔ نُذُرٌ۔ فَعِيْلٌ کا وزن ہے اسم الفاعل کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ لیکن اس کے معنی خبردار ہونے والا کے بجائے خبردار کرنے والا ہیں۔ ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَاۗفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا﴾ (34/سبا:28) "اور ہم نے نہیں بھیجا آپ ﷺ کو مگر تمام انسانوں کے لئے خوشخبری دینے والا اور خبردار کرنے والا ہوتے ہوئے۔" ﴿وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖٓ﴾ (46/الاحقاف:21) "اور گزر چکے ہیں خبردار کرنے والے ان کے سامنے اور ان کے پیچھے۔"

افعال — **اِنْذَارٌ** — کسی متوقع خطرے سے خبردار کرنا۔ وارننگ دینا۔ ﴿وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ۭ﴾ (6/الانعام:19) "اور وحی کیا گیا میری طرف یہ قرآن تاکہ میں خبردار کروں تم لوگوں کو اس کے ذریعہ سے اور اس کو جس کو وہ پہنچے۔"

اَنْذِرْ — فعل امر ہے۔ تو خبردار کر۔ ﴿وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ﴾ (14/ابراہیم:44) "اور خبردار کیجئے لوگوں کو اس دن سے جب آئے گا ان کے پاس عذاب۔"

مُنۡذِرٌ	اسم الفاعل ہے۔ خبردار کرنے والا۔ ﴿اِنَّمَآ اَنۡتَ مُنۡذِرٌ وَّ لِکُلِّ قَوۡمٍ ہَادٍ ﴾ (13/ الرعد: 7) 20 ”کچھ نہیں سوائے اسکے کہ آپ ﷺ ایک خبردار کرنے والے ہیں اور ہر ایک قوم کیلئے ایک ہدایت دینے والا ہے۔“
مُنۡذَرٌ	اسم المفعول ہے۔ خبردار کیا ہوا۔ ﴿وَ اَغۡرَقۡنَا الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا ۚ فَانۡظُرۡ کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الۡمُنۡذَرِیۡنَ ﴾ (10/ یونس: 73) ”اور ہم نے ڈبو یا ان لوگوں کو جنہوں نے جھٹلایا ہماری نشانیوں کو، تو دیکھ کیسا تھا خبردار کئے جانے والوں کا انجام۔“

ترکیب

اَلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا۔ یہ پورا جملہ اِنَّ کا اسم یعنی مبتداء ہے اور سَوَاءٌ اس کی خبر ہے۔ اس سے آگے کا جملہ سَوَاءٌ کی وضاحت کر رہا ہے۔

ترجمہ

اِنَّ	الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا	سَوَآءٌ عَلَیۡہِمۡ	ءَاَنۡذَرۡتَہُمۡ
یقیناً	جن لوگوں نے انکار کیا	برابر ہے ان پر	خواہ آپ خبردار کریں ان کو

اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡہُمۡ	لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۶﴾
یا آپ ﷺ خبردار نہ کریں ان کو	وہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے

نوٹ۔1

کسی جملہ میں ءَ کے بعد اگر اَمۡ لانا ہو تو (1) زیادہ تر ءَ کے بعد فعل ماضی لاتے ہیں اور اَمۡ کے بعد فعل مضارع لاتے ہیں۔ پھر مضارع میں ماضی کا مفہوم پیدا کرنے کے لئے اس پر لَمۡ داخل کرتے ہیں۔ (2) ایسی صورت میں ءَ کے معنی ”کیا“ نہیں ہوتے بلکہ ”خواہ“ یا ”چاہے“ ہوتے ہیں۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ چاہے یہ کرو یا نہ کرو۔

نوٹ۔2

اس آیت سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ کافروں میں سے کوئی بھی ایمان نہیں لائے گا۔ لیکن اگلی آیت سے یہ خیال رد ہو جاتا ہے اور بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہاں پر بات دراصل کافروں کے ایک مخصوص گروہ کی ہو رہی ہے جو کفر میں Point of No Return پر پہنچ چکے ہیں۔ اس سے کم تر درجہ کے کافروں میں ایمان لانے کی صلاحیت باقی رہتی ہے جن میں سے بہت سے لوگ ایمان لائے ہیں اور ان شاء اللہ لاتے رہیں گے۔

آیت نمبر :7

20

﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ؗ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۧ﴾

خ ت م

(ض) **خَتْمًا** (1) سیل (Seal) لگانا تاکہ اندر کی چیز باہر اور باہر کی چیز اندر نہ جا سکے ﴿اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۶۵﴾﴾ (36/یٰسین:65) ’’اس دن ہم سیل لگا دیں گے ان کے مونہوں پر اور ہم سے کلام کریں گے ان کے ہاتھ اور گواہی دیں گے ان کے پیر، جو وہ لوگ کیا کرتے تھے۔‘‘ (2) کسی کام سے فارغ ہونا، ختم کرنا۔

خِتَامٌ (2) اسم ذات ہے۔ وہ چیز جس سے سیل لگائی جائے جیسے لاکھ، گیلا آٹا، گیلی مٹی وغیرہ۔ ﴿يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ﴿۲۵﴾ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ؕ وَ فِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ﴿۲۶﴾﴾ (83/المطففین: 25۔26) ’’وہ لوگ پلائے جائیں گے سیل لگی ہوئی خالص شراب میں سے، اس کی سیل مشک ہے۔ اور چاہیے کہ اس میں جان کھپائیں جان کھپانے والے۔‘‘

خَاتَمٌ فَاعَلٌ اسم الالہ کا ایک وزن ہے۔ سیل بند کرنے کا ذریعہ۔ سیل بند کرنے والا۔ ختم کرنے والا۔ ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ﴾ (33/الاحزاب:40) ’’اور نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی ایک کے باپ، تمہارے مردوں میں سے، اور لیکن اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے سیل کرنے والے ہیں یعنی نبیوں کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں۔‘‘

مَخْتُوْمٌ اسم المفعول ہے۔ سیل بند کیا ہوا۔ (83/المطففین:25)

ق ل ب

(ض) **قَلْبًا** کسی چیز کو ایک حالت یا رخ سے دوسری طرف پھیرنا یا پلٹنا۔ ﴿وَ اِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ﴿۲۱﴾﴾ (29/العنکبوت:21) ’’اور اس کی طرف ہی تم لوگ پلٹائے جاؤ گے۔‘‘

قَلْبٌ جمع قُلُوْبٌ۔ اسم ذات ہے۔ دل (کیونکہ یہ ہر لمحہ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف پلٹتا رہتا ہے۔) ﴿وَ مَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ﴾ (64/التغابن: 11) ’’اور جو ایمان لاتا ہے اللہ پر تو وہ ہدایت دیتا ہے اس کے دل کو۔‘‘ ﴿لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۫ وَ لَهُمْ

﴿...اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَ لَهُمْ اٰذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ﴾(7/الاعراف:179)''ان کے دل ہیں وہ لوگ تفقہ نہیں کرتے ان سے،ان کی آنکھیں ہیں وہ لوگ بصارت نہیں کرتے ان سے،ان کے کان ہیں وہ لوگ سماعت نہیں کرتے ان سے۔'' [20]

تفعیل — **تَقْلِیْبًا** — کسی چیز کو بار بار پلٹنا۔﴿وَ نُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ ۖ﴾(18/الکہف:18)''اور ہم بار بار پلٹتے ہیں ان کو دائیں جانب اور بائیں جانب یعنی ہم ان کی کروٹیں بدلتے رہتے ہیں۔''

تفعّل — **تَقَلُّبًا** — کسی چیز کا خود بار بار پلٹنا،گھومنا پھرنا،﴿قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ ۚ﴾(2/البقرۃ:144) ''ہم نے دیکھ لیا ہے آپ ﷺ کے چہرے کا بار بار پلٹنا آسمان میں۔''﴿لَا یَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ ۝۱۹۶﴾(3/آل عمران:196)''ہرگز دھوکا نہ دے آپ ﷺ کو شہروں میں ان لوگوں کا گھومنا پھرنا جنہوں نے کفر کیا۔''

مُتَقَلَّبٌ — اسم المفعول ہے جو بطور اسم ظرف استعمال ہوتا ہے گھومنے پھرنے کی جگہ۔﴿وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَ مَثْوٰىكُمْ ۝۱۹ ۧ﴾(47/محمد:19)''اللہ جانتا ہے تمہارے گھومنے پھرنے کی جگہ کو اور تمہارے واپس ہونے کی جگہ کو۔''

انفعال — **اِنْقِلَابًا** — کسی چیز کا خود ایک حالت یا رخ سے دوسری طرف پھرنا یا پلٹنا۔﴿اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤی اَعْقَابِكُمْ ؕ﴾(3/آل عمران:144)''تو کیا اگر وہ یعنی حضور ﷺ انتقال کر جائیں یا قتل کیے جائیں تو تم لوگ الٹے پھر جاؤ گے اپنی ایڑیوں کے بل۔''

مُنْقَلِبٌ — اسم الفاعل ہے۔پھرنے والا۔﴿قَالُوْۤا اِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۝۱۲۵ ۚ﴾(7/الاعراف:125)''ان لوگوں نے کہا بیشک ہم اپنے رب کی طرف پھرنے والے ہیں۔''

مُنْقَلَبٌ — اسم المفعول ہے جو بطور اسم ظرف استعمال ہوتا ہے پلٹنے کی جگہ۔﴿وَ سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ۝۲۲۷ ۧ﴾(26/الشعراء:227)''اور جان لیں گے وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا کہ کون سی پلٹنے کی جگہ وہ لوگ پلٹیں گے۔''

س م ع

(س) — **سَمَاعًا** — سننا۔کسی بات کو سن کر سمجھنا۔﴿رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ﴾(3/آل عمران:193)''اے ہمارے رب بیشک ہم نے سنا ایک ندا دینے والے کو کہ وہ ندا دیتا ہے ایمان کیلئے۔''

اِسْمَعْ — فعل امر ہے۔تو سن۔﴿خُذُوْا مَاۤ اٰتَیْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّ اسْمَعُوْا ؕ﴾(2/البقرۃ:93)''تم لوگ پکڑو جو ہم نے دیا تم لوگوں کو مضبوطی سے اور تم لوگ سنو۔''

سَمِیْعٌ — **فَعِیْلٌ** کا وزن ہے اسم الفاعل کے معنی میں۔ سننے والا۔﴿اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝۱۲۷﴾(2/البقرۃ:127)''یقیناً تو ہی سننے والا جاننے والا ہے۔''

سَمَّاعٌ — **فَعَّالٌ** کے وزن پر اسم المبالغہ ہے۔بہت زیادہ سننے والا۔اس سے مراد ہے جاسوس۔﴿وَ فِیْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ؕ﴾(9/التوبۃ:47)''اور تم لوگوں میں جاسوس ہیں ان لوگوں کیلئے۔''

افعال — **اِسْمَاعًا** — کسی کو سنانا۔﴿فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی وَ لَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ﴾(30/الروم:52)''یقینا آپ ﷺ نہیں سناتے مردوں کو اور آپ ﷺ نہیں سناتے بہروں کو پکار۔''

مُسۡمِعٌ اسم الفاعل ہے۔سنانے والا۔﴿اِنَّ اللّٰهَ يُسۡمِعُ مَنۡ يَّشَآءُ ۚ وَمَاۤ اَنۡتَ بِمُسۡمِعٍ مَّنۡ فِى الۡقُبُوۡرِ ۝٢٢﴾ 20 (35/ فاطر:22)''بیشک اللہ سناتا ہے اسکو جس کو وہ چاہتا ہے۔اور آپ ﷺ سنانے والے نہیں ہیں ان کو جو قبروں میں ہیں۔''

تفعّل **تَسَمُّعًا** سننے کی کوشش کرنا۔کان لگانا۔﴿لَا يَسَّمَّعُوۡنَ اِلَى الۡمَلَاِ الۡاَعۡلٰى﴾ (37/ الصافات:8)''وہ لوگ کان نہیں لگا سکتے عالم بالا کی طرف۔''

افتعال **اِسۡتِمَاعًا** دھیان سے سننا۔غور سے سننا۔﴿الَّذِيۡنَ يَسۡتَمِعُوۡنَ الۡقَوۡلَ فَيَتَّبِعُوۡنَ اَحۡسَنَهٗ ؕ﴾ (39/ الزمر:18)''جو لوگ دھیان سے سنتے ہیں بات کو پھر پیروی کرتے ہیں اس کی اچھی طرح۔''

اِسۡتَمِعۡ فعل امر ہے۔دھیان سے سنو۔﴿وَاِذَا قُرِئَ الۡقُرۡاٰنُ فَاسۡتَمِعُوۡا لَهٗ وَاَنۡصِتُوۡا﴾ (7/ الاعراف:204)''اور جب قرآن پڑھا جائے تو دھیان سے سنو اس کو اور خاموش رہو۔''

مُسۡتَمِعٌ اسم الفاعل ہے۔دھیان سے سننے والا۔﴿فَاذۡهَبَا بِاٰيٰتِنَاۤ اِنَّا مَعَكُمۡ مُّسۡتَمِعُوۡنَ ۝١٥﴾ (26/ الشعراء:15)''پس تم دونوں جاؤ ہماری نشانیوں کے ساتھ۔بیشک ہم تمہارے ساتھ ہیں پوری طرح سننے والے ہیں۔''

ب ص ر

(ک) **بَصَارَةٌ** دیکھنا۔دیکھ کر سمجھنا۔﴿بَصُرۡتُ بِمَا لَمۡ يَبۡصُرُوۡا بِهٖ﴾ (20/ طٰہٰ:96)''میں نے دیکھ کر سمجھا وہ جو یہ لوگ نہیں سمجھے۔''

بَصَرٌ ج اَبۡصَارٌ اسم ذات ہے۔آنکھ۔دیکھ کر سمجھنے کی حس۔﴿اَفَرَءَيۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰٮهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلۡمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمۡعِهٖ وَقَلۡبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ﴾ (45/ الجاثیہ:23)''تو کیا آپ ﷺ نے دیکھا اس کو جس نے بنایا الٰہ اپنی خواہش کو اور گمراہ کیا اسکو اللہ نے علم کے باوجود اور اس نے سیل لگادی اس کی سماعت پر اور اس کے دل پر اور اس نے بنایا اس کی بصارت پر ایک پردہ۔''

بَصِيۡرَةٌ ج بَصَاۤئِرُ۔سمجھنے کی صلاحیت۔نشانِ عبرت۔سمجھ میں آنے والی دلیل۔﴿هٰذِهٖ سَبِيۡلِىۡۤ اَدۡعُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ ۚ عَلٰى بَصِيۡرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِىۡ ؕ﴾ (12/ یوسف:108)''یہ میرا راستہ ہے میں بلاتا ہوں اللہ کی طرف،سمجھنے کی صلاحیت پر ہوں میں اور جو میری پیروی کرے۔'' ﴿قَدۡ جَآءَكُمۡ بَصَاۤئِرُ مِنۡ رَّبِّكُمۡ ۚ﴾ (6/ الانعام:104) آ گئی ہیں تمہارے پاس سمجھ میں آنے والی دلیلیں تمہارے رب کی طرف سے۔''

بَصِيۡرٌ فَعِيۡلٌ کا وزن ہے۔اسم الفاعل کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔سننے والے۔﴿وَاللّٰهُ بَصِيۡرٌۢ بِمَا يَعۡمَلُوۡنَ ۝٩٦ ع﴾ (2/ البقرہ:96) اور اللہ دیکھنے والا ہے اس کو جو یہ لوگ کرتے ہیں۔''

انفعال **اِبۡصَارًا** بینا ہونا۔بینا کرنا (لازم اور متعدی) ﴿اَفَسِحۡرٌ هٰذَاۤ اَمۡ اَنۡتُمۡ لَا تُبۡصِرُوۡنَ ۝١٥ ۚ﴾ (52/ الطور:15) ''تو کیا یہ جادو ہے یا تم لوگوں کو سوجھتا نہیں ہے۔''

	اَبۡصِرۡ	فعل امر ہے۔ بینا کر یا بینا ہو۔ ﴿وَّ اَبۡصِرۡهُمۡ فَسَوۡفَ يُبۡصِرُوۡنَ ﴿۱۷۵﴾﴾ [20] (37/ الصافات: 175) ''اور ان کو بینا کرو تو عنقریب وہ بینا ہوں گے۔''
	مُبۡصِرٌ	اسم الفاعل ہے۔ بینا کرنے والا، ہونے والا، ﴿هُوَ الَّذِيۡ جَعَلَ لَكُمُ الَّيۡلَ لِتَسۡكُنُوۡا فِيۡهِ وَ النَّهَارَ مُبۡصِرًا ؕ﴾ (10/ یونس: 67) ''وہ ہے جس نے بنایا تمہارے لئے رات کو تاکہ تم لوگ سکون حاصل کرو اس میں اور دن کو، بینا کرنے والا ہوتے ہوئے۔''
تفعیل	تَبۡصِرَۃً	تَفۡعِلَۃٌ باب تفعیل کے مصدر کا دوسرا وزن ہے جس پر اس کا مصدر آتا ہے۔ دکھانا اور سمجھانا۔ بینا کرنا۔ ﴿وَ اَنۡۢبَتۡنَا فِيۡهَا مِنۡ كُلِّ زَوۡجٍۢ بَهِيۡجٍ ۙ تَبۡصِرَةً وَّ ذِكۡرٰی﴾ (50/ ق: 7۔8) ''اور ہم نے اگایا اس میں ہر طرح کا خوشنما جوڑا، دکھا کر سمجھانا اور یاد دہانی ہوتے ہوئے۔''
استفعال	اِسۡتِبۡصَارًا	بصیرت طلب کرنا۔ سوچ بچار کرنا۔
	مُسۡتَبۡصِرٌ	اسم الفاعل ہے۔ سوچ بچار کرنے والا۔ ﴿وَ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيۡطٰنُ اَعۡمَالَهُمۡ فَصَدَّهُمۡ عَنِ السَّبِيۡلِ وَ كَانُوۡا مُسۡتَبۡصِرِيۡنَ ﴿۳۸﴾﴾ (29/ العنکبوت: 38) ''اور مزین کیا ان کے لئے شیطان نے ان کے اعمال کو پس اس نے روک دیا ان کو راستہ سے حالانکہ وہ لوگ تھے غور و فکر کرنے والے۔''

ترکیب

خَتَمَ فعل اور اللہ فاعل ہے۔ عَلٰی قُلُوۡبِهِمۡ پہلا اور عَلٰی سَمۡعِهِمۡ دوسرا متعلق فعل ہے۔ عَلٰۤی اَبۡصَارِهِمۡ کو اگر خَتَمَ کا تیسرا متعلق فعل مانا جائے تو اگلا لفظ غِشَاوَۃٌ بے معنی ہو جاتا ہے۔ اس طرح معلوم ہو گیا کہ پہلا جملہ عَلٰی سَمۡعِهِمۡ پر مکمل ہو گیا اور عَلٰۤی اَبۡصَارِهِمۡ غِشَاوَۃٌ دوسرا جملہ ہے۔ اس میں عَلٰۤی اَبۡصَارِهِمۡ قائم مقام خبر مقدم ہے اور غِشَاوَۃٌ مبتداء موخر نکرہ ہے جبکہ خبر محذوف ہے۔ سادہ جملہ اس طرح ہوتا ہے۔ اَلۡغِشَاوَۃُ ثَابِتٌ عَلٰۤی اَبۡصَارِهِمۡ۔ اسی طرح سے لَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ میں لَهُمۡ قائم مقام خبر مقدم ہے اور مرکب توصیفی عَذَابٌ عَظِيۡمٌ مبتداء موخر نکرہ ہے اور خبر محذوف ہے۔ اس کا بھی سادہ جملہ اس طرح ہوتا۔ اَلۡعَذَابُ الۡعَظِيۡمُ وَاجِبٌ لَّهُمۡ۔ مبتداء موخر نکرہ کی وضاحت آگے نوٹس میں کی جائے گی۔ ان شاءاللہ۔

ترجمہ

خَتَمَ	اللّٰهُ	عَلٰی قُلُوۡبِهِمۡ	وَ عَلٰی سَمۡعِهِمۡ ؕ	وَ عَلٰۤی اَبۡصَارِهِمۡ
سیل لگا دی	اللہ نے	ان کے دلوں پر	اور ان کی سماعت پر	اور ان کی بصارتوں پر

غِشَاوَۃٌ ۫	وَّ لَهُمۡ	عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ﴿۷﴾
ایک پردہ ہے	اور ان کیلئے	ایک عظیم عذاب ہے

نوٹ۔1

سادہ جملہ اسمیہ کے اجزاء کی عام طور پر ترتیب یہ ہوتی ہے کہ پہلے مبتداء اس کے بعد خبر اور پھر متعلق خبر آتے ہیں۔ لیکن Complex جملوں میں یہ ترتیب تبدیل ہوتی ہے۔ اس حوالہ سے متعلق خبر کو پہلے لانے یعنی مقدم کرنے اور مبتداء کو بعد میں لانے یعنی موخر کرنے کے متعلق کچھ باتیں سمجھ لیں۔

(1) ایسا زیادہ تر ایسے جملوں میں ہوتا ہے جن میں فصاحت کے تقاضے کے تحت خبر کو محذوف کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً اردو میں اگر ہم کہیں کہ آدمی گھر میں موجود ہے تو اس میں لفظ ''موجود'' غیر ضروری لگتا ہے۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ آدمی گھر میں ہے۔ اسی

طرح عربی میں بھی اَلرَّجُلُ مَوْجُوْدٌ فِی الْبَیْتِ کہنے کے بجائے اَلرَّجُلُ فِی الْبَیْتِ کہنا بہتر ہوتا ہے۔ اگر خبر محذوف ہوتو
20
پھر متعلق خبر کو قائم مقام خبر کہتے ہیں۔

(2) اوپر دی گئی مثال میں اَلرَّجُلُ معرف باللام ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے مخصوص آدمی کی بات ہو رہی ہے جو بات کہنے اور سننے والے کے ذہن میں ہے۔ اب فرض کریں ہم کہنا چاہتے ہیں کہ گھر میں ایک آدمی ہے یا کوئی آدمی ہے۔ ایسی صورت میں اَلرَّجُلُ کو نکرہ کرنا ہوگا۔ اس کے لئے مبتداء کو متعلق خبر یا قائم مقام خبر کے بعد لا کر نکرہ کر دیتے ہیں۔ یہ مبتداء موخر نکرہ کہلاتا ہے۔ جیسے فِی الْبَیْتِ رَجُلٌ (گھر میں کوئی مرد ہے)۔

(3) ایک آدمی مدہم لہجہ میں کہتا ہے کہ ان کے لئے عظیم عذاب ہے تو اس کا تاثر بھی مدہم ہوگا۔ لیکن یہی بات اگر گردن پھلا کر آنکھیں لال پیلی کر کے اور آواز میں گھن گھرج پیدا کر کے کہی جائے تو پھر تاثر کچھ اور ہوگا۔ عربی تحریر میں یہ گھن گھرج پیدا کرنے کے متعدد انداز ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ متعلق خبر یا قائم مقام خبر کو مقدم کر کے مبتداء کو موخر کر دیتے ہیں۔ یہ بات اگر سمجھ میں آ گئی ہے تو آیات زیر مطالعہ کے انداز کلام کو محسوس کرنے کی کوشش کریں۔ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ ---غِشَاوَةٌ اسی طرح سے وَلَهُمْ ---عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔

(4) بات میں زور اور تاکید پیدا کرنے کے لئے جب مبتداء کو موخر کرتے ہیں تو مبتداء معرفہ بھی آ سکتا ہے اور نکرہ بھی۔ اس کا فیصلہ جملہ کے مفہوم سے کیا جاتا ہے۔ مثلاً حضور ﷺ کی تعلیم کردہ ایک دعا کا آخری جملہ ہے۔ لَا يَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔ یہ سادہ جملہ اس طرح ہوتا اَلْجَدُّ لَا يَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْكَ (بزرگی نفع نہیں دلاتی، تجھ سے بزرگی والے کو) اس میں مبتداء اَلْجَدُّ کو موخر کرنے سے کلام کا سارا زور لَا يَنْفَعُ پر آ گیا لیکن مبتداء کو معرفہ ہی رکھا گیا تاکہ جملے کا مفہوم تبدیل نہ ہو۔

(5) قرآن مجید میں مبتداء موخر نکرہ کی مثالیں زیادہ اور مبتداء موخر معرفہ کی مثالیں کم ہیں۔

نوٹ۔2

دل پر سیل یا مہر لگنے کا مفہوم سمجھنے کے لئے پہلے آپ کو ایک بنیادی بات سمجھنی ہوگی۔

اصول یہ ہے کہ پہلے کوئی بات سمجھائی جاتی ہے پھر اس کا امتحان لیا جاتا ہے۔ اسی اصول کے تحت اللہ تعالیٰ کی معرفت ''توحید'' آخرت، نیکی وبدی کا شعور اور اسی طرح کی متعدد باتیں پہلے انسان کی فطرت میں ڈالی گئیں ہیں اس کے بعد اسے دنیا کی امتحان گاہ میں بھیجا گیا ہے اب ہوتا یہ ہے کہ حواس خمسہ کے ذریعہ حاصل کردہ معلومات کا تجزیہ کر کے انسانی ذہن کوئی فیصلہ کرتا ہے۔ اس کے بعد انسان کا دل اس فیصلہ کو اگر فطرت کے مطابق پاتا ہے تو قبول کر لیتا ہے ورنہ رد کر دیتا ہے۔ اس کو تفقہ کرنا کہتے ہیں۔ اور انسان کا عمل دل کے فیصلے کے مطابق ہوتا ہے اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ بات تو ٹھیک ہے پر کیا کریں دل نہیں مانتا۔

تفقہ کے عمل میں انسان کے جذبات، خواہشات اور امنگیں رکاوٹ پیدا کرتی ہیں۔ ان سے انسان اگر اتنا مغلوب ہوجائے کہ اپنی خواہش کے خلاف ذہن کا کوئی فیصلہ قبول کرنے پر آمادہ نہ ہو تو تفقہ کا عمل ختم ہو جاتا ہے۔ اور کیفیت یہ ہو جاتی ہے۔ کہ دل میں موجود خواہشات اب اس سے نکل نہیں سکتیں اور کوئی نیا جذبہ یا امنگ دل میں داخل نہیں ہوسکتا۔ اسی کیفیت کو دل پر مہر لگنا کہا گیا ہے۔

نوٹ۔3

سماعت پر مہر لگنے اور بصارت پر پردہ ہونے کا مطلب سمجھنے کے لئے پہلے یہ بات نوٹ کریں کہ کان اور آنکھ سماعت اور بصارت کا ذریعہ ہیں۔ جبکہ سنی اور دیکھی ہوئی بات کو ذہن تک پہنچانے کی صلاحیت کو سماعت اور بصارت کہتے ہیں۔ اسی فرق کو واضح کرنے کے

لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ﴿لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ط﴾ (7/ الاعراف: 179) ’’ان کے دل ہیں ان سے وہ تفقہ نہیں کرتے اور ان کی آنکھیں ہیں ان سے وہ بصارت نہیں کرتے اور ان کے کان ہیں ان سے وہ سماعت نہیں کرتے۔‘‘

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آواز کان میں پڑتی ہے لیکن سمجھ میں نہیں آتی۔ سامنے سے کوئی چیز گزرتی ہے ہم اسے دیکھتے ہیں لیکن تفصیلات نوٹ نہیں کرتے۔ گویا کان اور آنکھ تو اپنا کام کرتے ہیں لیکن سماعت اور بصارت کام نہیں کرتیں۔ ایسا اس وقت ہوتا ہے جب ہم کسی اور طرف متوجہ ہوتے ہیں یا کہیں مگن ہوتے ہیں۔ اس کیفیت کو سماعت پر مہر لگنے اور بصارت پر پردہ ہونا کہا گیا ہے۔

نوٹ کرلیں کہ آیت میں یہ نہیں کہا گیا ہے کہ کان پر مہر لگا دی اور آنکھ پر پردہ ہے۔ کیونکہ کافروں کے آنکھ کان وغیرہ تو بڑے تیز ہوتے ہیں۔

نوٹ ۔4

اس آیت کے مطالعہ سے عام طور پر لوگوں کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ نے ہی مہر لگا دی تو پھر بندے کا کیا قصور، پھر اسے سزا کیوں ملے گی۔ اس سوال کی بنیاد یہ اصول ہے کہ جو بھی کوئی کام کرتا ہے، اس کا ذمہ دار بھی وہی ہوتا ہے۔ یہ اصول درست ہے لیکن ہر اصول کی طرح اس کے بھی کچھ استثناء ہیں۔ مثلاً طالب علم کو استاد فیل کرتا ہے لیکن ذمہ دار طالب علم ہوتا ہے۔ مجرم کو پھانسی کی سزا جج دیتا ہے، پھانسی جلاد لگاتا ہے لیکن ذمہ دار مجرم ہوتا ہے۔ یہی صورت حال یہاں ہے کہ مہر تو اللہ تعالیٰ لگاتا ہے لیکن اس کا ذمہ دار بندہ ہوتا ہے۔ ایسا کیوں ہے اس کی وضاحت ایک مثال کی مدد سے سمجھ لیں۔

فرض کریں آپ کے پاس دھات کی بنی ہوئی کوئی چیز ہے جسے آپ چھت پر ڈال دیتے ہیں۔ وہاں دھوپ اور شبنم کی وجہ سے اس میں زنگ لگ جاتا ہے اب یہ بات بہت واضح ہے کہ زنگ آپ نے نہیں لگایا ہے۔ آپ کو اس کی قدرت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے تخلیق کردہ ایک نظام کے تحت اس میں زنگ لگا ہے۔ اس لئے سچی بات یہ ہے کہ زنگ لگانے والا تو اللہ تعالیٰ ہے یعنی فاعل حقیقی تو اللہ ہی ہے۔ لیکن اس چیز کو زنگ لگنے والی جگہ پر آپ نے رکھا تھا اس لئے ذمہ دار آپ ہیں جوابدہی آپ کو کرنی ہے اور سزا بھی آپ کو ہی ملنی چاہیے۔

زنگ لگنے کے ابتدائی مرحلہ میں اگر آپ چھت پر سے وہ چیز اٹھا کر واپس لے آتے ہیں اور اس کی رگڑائی کرتے ہیں تو اس کا زنگ اتر جائے گا اور دھات پھر چمک جائے گی۔ اس مرحلہ کا ذکر کرتے ہوئے قرآن مجید میں فرمایا ﴿بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۱۴﴾ (83/ المطففین: 14) ’’بلکہ زنگ چڑھا دیا ان کے دلوں پر اس نے جو یہ لوگ کیا کرتے تھے۔‘‘

ایک مرحلہ وہ ہوتا ہے جب زنگ اندر تک اتر جاتا ہے اب کتنی بھی رگڑائی کی جائے زنگ اترتا رہے گا اور نیچے سے زنگ ہی نکلتا رہے گا کیونکہ دھات ختم ہو چکی ہے۔ یہ وہ آخری مرحلہ ہے جہاں سے واپسی ممکن نہیں ہے۔ یعنی یہ Point of No Return ہے۔ اس مرحلہ کو قرآن مجید میں مہر لگانا کہا گیا ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ دھات کو نمی اور دھوپ سے بچانا چاہیے تاکہ اسے زنگ نہ لگے۔ اب سوال یہ ہے کہ ہم خود کو کس چیز سے بچائیں تاکہ ہماری تفقہ، سماعت، بصارت وغیرہ کی صلاحیتوں کو زنگ نہ لگے۔ اس کے لئے نوٹ کرلیں کہ سب سے پہلے خود کو بری صحبت سے بچائیں۔ کیونکہ انسان جیسی صحبت اختیار کرتا ہے ویسی ہی خواہشات اور امنگیں اس کے دل میں جنم لیتی ہیں جو پھر عقل کے فیصلوں اور عمل کو متاثر کرتی ہیں۔

اس سلسلہ میں یہ بات بھی ذہن نشین کرلیں کہ صوم صلوٰۃ کے پابند اور دین کے لئے جدوجہد کرنے والے مجاہدین کی[20] کسی محفل میں اگر شخصیات زیر بحث ہیں کسی کی غیبت ہے، کسی کی چغلی ہے، کسی پر بہتان ہے، تو یہ بھی بری صحبت ہے۔ کیونکہ یہ کام اللہ کی آیات کے انکار اور مذاق اڑانے کے مترادف ہے اور ایسی محفل میں بیٹھنے سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔(4-140)

نوٹ۔5

قرآن مجید میں متعدد آیات ایسی ہیں جن سے ہم یہ سوچ کر گزر جاتے ہیں کہ ان سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ تو مکہ اور مدینہ کے کفار کے لئے تھیں یا یہ یہود ونصاریٰ کے لیے ہیں۔ اس سبق کی دونوں آیات بھی ایسی ہی ہیں، باقی آگے آئیں گی۔ چنانچہ مناسب ہے کہ اسی مقام پر یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ قرآن مجید قیامت تک کے لئے ہدایت ہے اور تمام انسانوں کے لئے ہدایت ہے۔ اس لئے ایسی آیات پر ایک لمحہ ٹھہر کر ہمیں سوچنا چاہیے کہ ہمارے لئے اس میں کیا ہدایت ہے۔ پھر اگر ہم تھوڑا سا غور وفکر سے کام لیں تو یہ حقیقت واضح ہوجائے گی کہ ہر دور اور ہر ماحول کے لئے قرآن مجید میں ہدایت موجود ہے اور اس کی کوئی آیت کبھی فرسودہ (Out of Date) نہیں ہوگی۔

40

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ البقرۃ (۲)

آیت نمبر: 8

﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّقُوۡلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَ بِالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَ مَا ہُمۡ بِمُؤۡمِنِیۡنَ ۘ﴾

ق	و	ل

(ن)

قَوۡلًا کہنا، بولنا۔ ﴿وَ اِذۡ قَالَ رَبُّکَ لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَۃً ؕ﴾ (2/البقرہ:30) ''اور جب کہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب نے بیشک میں بنانے والا ہوں زمین میں ایک خلیفہ۔''

قِیۡلَ ماضی مجہول ہے۔ کہا گیا۔

یُقَالُ مضارع مجہول ہے۔ کہا جاتا ہے۔ ﴿مَا یُقَالُ لَکَ اِلَّا مَا قَدۡ قِیۡلَ لِلرُّسُلِ مِنۡ قَبۡلِکَ ؕ﴾ (41/حٰمٓ السجدہ:43) ''نہیں کہا جاتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مگر جو کہا گیا ہے رسولوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے۔''

قِیۡلٌ اسم ذات ہے۔ بات۔ ﴿وَ مَنۡ اَصۡدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیۡلًا ﴿۱۲۲﴾﴾ (4/النساء:122) ''اور اللہ سے زیادہ سچا کون ہے بلحاظ بات کے)۔''

قَوۡلٌ ج اَقۡوَالٌ ۔ جمع کی جمع = اَقَاوِیۡلُ ۔ اسم ذات ہے۔ بات۔ ﴿اِنَّہٗ لَقَوۡلُ رَسُوۡلٍ کَرِیۡمٍ ﴿ۚۙ۴۰﴾ وَّ مَا ہُوَ بِقَوۡلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِیۡلًا مَّا تُؤۡمِنُوۡنَ ﴿ۙ۴۱﴾﴾ (69/الحاقۃ:40۔41) ''یقیناً یہ ایک بزرگ رسول کا قول ہے اور یہ کسی شاعر کی بات نہیں ہے۔''

قُلۡ فعل امر ہے۔ تو کہہ۔ ﴿قُلۡ ءَاَنۡتُمۡ اَعۡلَمُ اَمِ اللّٰہُ ؕ﴾ (2/البقرہ:140) ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیے تم لوگ زیادہ جانتے ہو یا اللہ۔''

قَآئِلٌ اسم الفاعل ہے۔ کہنے والا۔ ﴿قَالَ قَآئِلٌ مِّنۡہُمۡ لَا تَقۡتُلُوۡا یُوۡسُفَ﴾ (12/یوسف:10) ''کہا ان میں سے ایک کہنے والے نے تم لوگ قتل مت کرو یوسف علیہ السلام کو۔''

(تفعّل)

تَقَوُّلًا بات گھڑنا۔ کسی طرف ایسی بات منسوب کرنا جو اس نے نہیں کہی۔ ﴿وَ لَوۡ تَقَوَّلَ عَلَیۡنَا بَعۡضَ الۡاَقَاوِیۡلِ ﴿ۙ۴۴﴾ لَاَخَذۡنَا مِنۡہُ بِالۡیَمِیۡنِ ﴿ۙ۴۵﴾﴾ (69/الحاقۃ:44۔45) ''اور اگر وہ غلط منسوب کرتے ہم پر باتوں میں کوئی تو ہم ضرور پکڑتے ان کی قوت کے ساتھ)۔''

ترکیب

آیت زیر مطالعہ کی ترکیب پہلے ایک مثال سے سمجھ لیں۔ اگر ہم کہیں کہ مِنَ النَّاسِ کَافِرٌ تو اس میں مِنَ النَّاسِ قائم مقام خبر مقدم ہے جبکہ خبر مَوۡجُوۡدٌ محذوف ہے اور کَافِرٌ مبتداء موخر ہے۔ اس کا سادہ جملہ ہوتا اَلۡکَافِرُ مَوۡجُوۡدٌ مِنَ النَّاسِ اور اس کا مطلب ہوتا کہ کافر ''یعنی خاص کافر'' لوگوں میں موجود ہے۔ لیکن جب مبتداء کو موخر کر کے نکرہ کر دیا تو اب مِنَ النَّاسِ کَافِرٌ کا مطلب ہو گیا کہ لوگوں میں سے کوئی کافر ہے یعنی لوگوں میں سب کافر نہیں ہیں بلکہ کچھ کافر ہیں۔ یہ رعایت اردو میں لفظ ''بھی'' سے ادا ہوتی ہے۔ اس لئے اس جملہ کا ترجمہ ہوگا ''لوگوں میں کافر بھی ہیں''۔

اسی طرح وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّقُوۡلُ میں مِنَ النَّاسِ مقام خبر مقدم ہے جبکہ خبر مَوۡجُوۡدٌ محذوف ہے اور مَنۡ

یَّقُوۡلُ مبتداء موخر ہے۔اس کا بامحاورہ ترجمہ ہوگا۔''لوگوں میں وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں''۔ وَمَاھُمۡ بِمُؤۡمِنِیۡنَ میں ھُمۡ مبتداء ہے جبکہ مُؤۡمِنِیۡنَ اسم الفاعل ہے اور مَا کی خبر ہے۔ 40

ترجمہ

وَمِنَ النَّاسِ	مَنۡ	یَّقُوۡلُ	اٰمَنَّا
اور لوگوں میں سے	وہ (بھی) ہیں جو	کہتے ہیں	ہم ایمان لائے

بِاللّٰہِ وَ بِالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ	وَ	مَاھُمۡ بِمُؤۡمِنِیۡنَ
اللہ پر اور آخری دن پر	حالانکہ	وہ لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں

نوٹ۔1

لفظ ''مَنۡ'' کے متعلق یہ بات نوٹ کرلیں کہ واحد، تثنیہ، جمع، مذکر، مونث، سب کے لئے مَنۡ ہی استعمال ہوتا ہے۔اس آیت میں مَنۡ کے بعد یَقُوۡلُ واحد کے صیغہ میں لاکر اس کی لفظی رعایت کی گئی ہے کیونکہ مَنۡ اصلاً واحد لفظ ہے۔اس کے آگے اٰمَنَّا جمع کے صیغے میں لاکر اس کی معنوی رعایت کی گئی ہے کیونکہ یہاں مَنۡ جمع کے معنی میں آیا ہے۔

نوٹ۔2

اوپر ترجمہ میں آپ نے نوٹ کرلیا ہوگا کہ وَمَاھُمۡ بِمُؤۡمِنِیۡنَ کے واو کا ترجمہ ''اور'' کے بجائے ''حالانکہ'' کیا گیا ہے، اس کی وجہ سمجھ لیں۔واو کی تین قسمیں زیادہ مستعمل ہیں۔ایک واو قسمیہ ہے۔جس کے معنی ہیں ''قسم'' ہے۔اس کی پہچان یہ ہے کہ یہ اپنے اسم کو جر دیتا ہے۔جیسے وَالۡعَصۡرِ (قسم ہے زمانے کی) ایک واو عاطفہ ہے جس کے معنی ہیں ''اور''، ایک واو حالیہ ہے جس کے معنی ہیں ''اس حال میں کہ یا حالانکہ''۔واو عاطفہ اور حالیہ دونوں غیر عامل ہیں یعنی یہ کوئی اعرابی تبدیلی نہیں لاتے۔اس لئے ان کی پہچان عبارت کے مفہوم سے ہوتی ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک تعلیم کردہ دعا میں واو حالیہ اور واو عاطفہ کا فوری تقابل بہت واضح ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُبِکَ۔اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اَنۡ اُشۡرِکَ بِکَ۔کہ میں (کسی کو) شریک کروں تیرے ساتھ۔وَاَعۡلَمُ۔اس حال میں کہ میں جانتا ہوں۔وَاَسۡتَغۡفِرُکَ۔اور میں مغفرت مانگتا ہوں تجھ سے۔بِمَا لَاۤ اَعۡلَمُ۔اس کی جو میں نہیں جانتا۔آیت زیر مطالعہ کے آخری حصہ کا واو بھی حالیہ ہے۔اس لئے اس کا ترجمہ ''حالانکہ'' کیا گیا ہے۔

آیت نمبر: 9

﴿یُخٰدِعُوۡنَ اللّٰہَ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۚ وَ مَا یَخۡدَعُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡفُسَھُمۡ وَ مَا یَشۡعُرُوۡنَ ؕ﴿۹﴾﴾

خ د ع

(ف) خَدۡعًا دھوکا دینا۔﴿وَ اِنۡ یُّرِیۡدُوۡۤا اَنۡ یَّخۡدَعُوۡکَ فَاِنَّ حَسۡبَکَ اللّٰہُ ؕ﴾ (8/الانفال:62) ''اور اگر وہ لوگ ارادہ کریں کہ وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکا دیں تو بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ کافی ہے۔''

خَادِعٌ اسم الفاعل ہے۔دھوکا دینے والا۔﴿اِنَّ الۡمُنٰفِقِیۡنَ یُخٰدِعُوۡنَ اللّٰہَ وَ ھُوَ خَادِعُھُمۡ ۚ﴾ (4/النساء:142) ''بیشک منافق لوگ دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں اللہ کو اور وہ دھوکا دینے والا ہے ان کو۔''

(مفاعلہ) خِدَاعًا دوسرے کو دھوکا دینے کی کوشش کرنا۔

ن ف س

(ک) نَفَسَاةً پسندیدہ ہونا۔نفیس ہونا۔قرآن مجید میں ثلاثی سے فعل استعمال نہیں ہوا۔

نَفْسٌ ج اَنْفُسٌ اور نُفُوْسٌ۔سانس۔کیونکہ زندگی کا مدار سانس پر ہے اس لئے یہ پھر جان اور انسانی وجود کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔نَفْسٌ سے اگر جان مراد ہو تو مؤنث اور اگر شخص مراد ہو تو مذکر استعمال ہوتا ہے۔﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾(3/آل عمران:185)''ہر جان موت کو چکھنے والی ہے۔'' ﴿اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ﴾(2/البقرہ:44)''کیا تم لوگ ترغیب دیتے ہو۔لوگوں کو نیکی کی اور بھول جاتے ہو اپنے جی کو۔'' ﴿رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ﴾(17/بنی اسرائیل:25)''تم لوگوں کا رب زیادہ جانتا ہے اس کو جو تمہارے جی میں ہے۔''

(تفعّل) تَنَفُّسًا سانس لینا،ظاہر ہونا۔﴿وَ الصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ﴾(81/التکویر:18)''قسم ہے صبح کی جب وہ سانس لے یعنی ظاہر ہو۔''

(تفاعل) تَنَافُسًا بطور مقابلہ رغبت کرنا۔کسی چیز کے لئے جان کھپانا۔﴿وَ فِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ﴾(83/المطففین:26)''اور اس میں چاہئے کہ جان کھپائیں جان کھپانے والے۔''

مُتَنَافِسٌ اسم الفاعل ہے۔جان کھپانے والا''(83/المطففین:26)

ش ع ر

(ن) شَعْرًا (۱) کسی چیز میں بال بھرنا یا لگانا۔

شِعْرًا (۲) بال کی طرح باریک علم حاصل کرنا یعنی محسوس کر کے کسی چیز کا ادراک حاصل کرنا۔شعور حاصل کرنا۔﴿اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰى رَبِّيْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ﴾(26/الشعراء:113)''نہیں ہے ان کا حساب مگر میرے رب کے ذمہ،کاش تم لوگ شعور سے کام لیتے۔''
(۳) علم لطیف میں کلام کرنا یعنی شعر کہنا۔

شَعْرٌ ج اَشْعَارٌ۔اسم ذات ہے۔بال۔﴿وَ مِنْ اَصْوَافِهَا وَ اَوْبَارِهَا وَ اَشْعَارِهَآ اَثَاثًا﴾(16/النحل:80)''اور ان کے یعنی چوپایوں کے اونوں سے اور ان کے پشموں سے اور ان کے بالوں سے کچھ اثاثے بنائے۔''

شِعْرٌ ج اَشْعَارٌ۔اسم ذات ہے۔موزوں کلام۔شعر۔﴿وَ مَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَ مَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ﴾(36/یٰسین:69)''اور ہم نے تعلیم نہیں دی انؐ کو شاعری کی اور یہ شایانِ شان نہیں ہے انؐ کے۔''

شَاعِرٌ ج شُعَرَآءُ۔اسم الفاعل ہے۔شعر کہنے والا۔﴿وَّ مَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ﴾(69/الحاقۃ:41)''اور یہ کسی شعر کہنے والے کا کلام نہیں ہے۔'' ﴿وَ الشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ﴾(26/الشعراء:224)''اور شاعر لوگ،ان کی پیروی کرتے ہیں گمراہ لوگ۔''

شَعِيْرَةٌ ج شَعَآئِرُ۔اسم ذات ہے۔شعور حاصل کرنے کی علامت۔﴿اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ﴾(2/البقرہ:158)''بیشک صفا اور مروہ اللہ کا شعور حاصل کرنے کی علامتوں میں سے ہیں۔''

	مَشْعَرٌ	اسم الظرف ہے۔شعور حاصل کرنے کی جگہ۔﴿فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ﴾ (2/البقرہ: 198) ''پس جب تم لوگ فارغ ہو عرفات سے تو یاد کرو اللہ کو شعور حاصل کرنے کی محترم جگہ کے پاس۔''
(افعال)	اِشْعَارًا	شعور دینا۔اطلاع دینا۔﴿فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ﴿١٩﴾﴾ (18/الکہف: 19) ''پس اسے چاہیے کہ وہ تمہارے لئے لائے اس میں سے کچھ کھانا اور چاہیے کہ وہ نرمی کرے اور ہرگز اطلاع نہ دے تمہاری کسی ایک کو۔''

ترکیب

يُخٰدِعُوْنَ فعل، اس میں جمع مذکر غائب کی ضمیر فاعل ہے۔ اللہ منصوب ہونے کی وجہ سے مفعول ہے اور وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مفعول ثانی ہے۔ اگر وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کو فاعل مانیں تو یہ اسم ظاہر ہوگا۔ ایسی صورت میں جملہ فعلیہ جمع کے صیغے سے نہیں شروع ہوسکتا بلکہ فعل واحد آنا چاہیے تھا۔ اس لئے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مفعول ثانی ہی ہے۔ مَا يَخْدَعُوْنَ منفی جملہ ہے جس کا استثنٰی آگے اِلَّآ سے بیان ہوا ہے۔ یہ بھی بات میں زور پیدا کرنے کا ایک انداز ہے۔ مثلاً اگر ہم کہیں کہ اللہ ہے، تو یہ ایک سادہ سی خبر ہے۔ مگر جب ہم کہتے ہیں کہ کوئی الٰہ نہیں ہے سوائے اللہ کے تو خبر وہی رہتی ہے لیکن بات کا لہجہ بالکل تبدیل ہو جاتا ہے۔ نوٹ کریں کہ یہاں يَخْدَعُوْنَ اَنْفُسَهُمْ (وہ لوگ اپنے آپ کو دھوکا دیتے ہیں)، کہنے کے بجائے مَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ (وہ لوگ دھوکا نہیں دیتے مگر اپنے آپ کو) کہا گیا ہے۔

ترجمہ

يُخٰدِعُوْنَ	اللّٰهَ	وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا
وہ لوگ دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں	اللہ کو	اور ان لوگوں کو جو	ایمان لائے

وَ	مَا يَخْدَعُوْنَ	اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ	وَمَا يَشْعُرُوْنَ
اس حال میں کہ	وہ لوگ دھوکہ نہیں دیتے	مگر اپنے جی کو	اور وہ لوگ ادراک حاصل نہیں کرتے

40

آیت نمبر: 10

﴿فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۙۢ بِمَا كَانُوۡا يَكۡذِبُوۡنَ ۝١٠﴾

م ر ض

(س) **مَرَضًا**: بیمار ہونا۔﴿وَ اِذَا مَرِضۡتُ فَهُوَ يَشۡفِيۡنِ ۝٨٠﴾(26/الشعراء:80) ''اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے۔''

مَرَضٌ اور مَرۡضٌ: اسم ذات ہے۔بیماری۔﴿وَ اِذۡ يَقُوۡلُ الۡمُنٰفِقُوۡنَ وَ الَّذِيۡنَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوۡلُهٗۤ اِلَّا غُرُوۡرًا ۝١٢﴾(33/الاحزاب:12) ''اور جب کہا منافقون نے اور ان لوگوں نے جن کے دلوں میں مرض ہے ہم سے وعدہ نہیں کیا اللہ نے اور اس کے رسول نے مگر فریب کا۔''

مَرِيۡضٌ: ج مَرۡضٰى ۔ فَعِيۡلٌ کے وزن پر صفت ہے۔بیمار۔﴿وَمَنۡ كَانَ مَرِيۡضًا اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنۡ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ﴾(2/البقرۃ:185) ''اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی ہے یعنی شمار پورا کرنا ہے دوسرے دنوں میں۔'' ﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ اِنۡ كَانَ بِكُمۡ اَذًى مِّنۡ مَّطَرٍ اَوۡ كُنۡتُمۡ مَّرۡضٰۤى اَنۡ تَضَعُوۡۤا اَسۡلِحَتَكُمۡ ۚ﴾(4/النساء:102) ''اور کوئی گناہ نہیں ہے تم لوگوں پر اگر تم میں ہوں کچھ لوگ تکلیف میں بارش کے سبب سے، یا تم ہو بیمار، کہ تم کھول دو اپنے ہتھیار۔''

ز ی د

(ض) **زَيۡدًا**: کسی چیز کے پورا ہونے پر اس میں اضافہ کرنا، بڑھانا، زیادہ دینا۔﴿اِنَّهُمۡ فِتۡيَةٌ اٰمَنُوۡا بِرَبِّهِمۡ وَ زِدۡنٰهُمۡ هُدًى ۝١٣﴾(18/الکہف:13) ''بیشک وہ لوگ کچھ نوجوان تھے وہ لوگ ایمان لائے اپنے رب پر اور ہم نے بڑھایا ان کو بلحاظ ہدایت کے۔'' ﴿وَ ادۡخُلُوا الۡبَابَ سُجَّدًا وَّ قُوۡلُوۡا حِطَّةٌ نَّغۡفِرۡ لَكُمۡ خَطٰيٰكُمۡ ؕ وَ سَنَزِيۡدُ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ۝٥٨﴾(2/البقرہ:58) ''اور تم لوگ داخل ہو دروازے میں سجدہ کرنے والوں کی حالت میں اور کہتے ہوئے کہ گناہ معاف ہوں تو ہم بخش دیں گے تمہارے لئے تمہاری خطاؤں کو اور ہم زیادہ دیں گے احسان کرنے والوں کو۔''

نَزِدۡ: مضارع مجزوم ہے۔﴿مَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ حَرۡثَ الۡاٰخِرَةِ نَزِدۡ لَهٗ فِىۡ حَرۡثِهٖ ۚ﴾(42/الشوریٰ:20) ''جو ارادہ کرتا ہے آخرت کی کھیتی کا تو ہم اضافہ کرتے ہیں اس کے لئے اس کی کھیتی میں۔''

لَا تَزِدۡ: فعل نہی ہے۔تو مت بڑھا۔﴿وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيۡنَ اِلَّا ضَلٰلًا ۝٢٤﴾(71/نوح:24) ''اور تو مت بڑھا ظالموں کو مگر گمراہی میں۔''

زِدۡ: فعل امر ہے۔تو بڑھا۔﴿اَوۡ زِدۡ عَلَيۡهِ وَرَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ تَرۡتِيۡلًا ؕ ۝٤﴾(73/المزمل:4) ''یا آپ ﷺ اضافہ کریں اس پر اور ترتیل سے پڑھیں قرآن کو جیسا کہ ترتیل کا حق ہے۔''

زِيَادَةٌ: اسم ذات ہے۔اضافہ، زیادتی،﴿اِنَّمَا النَّسِىۡٓءُ زِيَادَةٌ فِى الۡكُفۡرِ﴾(9/التوبۃ:37) ''بیشک مہینے پیچھے کرنا اضافہ ہے کفر میں۔''

مَزِيۡدٌ: اسم ذات ہے، اضافی چیز،﴿لَهُمۡ مَّا يَشَآءُوۡنَ فِيۡهَا وَلَدَيۡنَا مَزِيۡدٌ ۝٣٥﴾(50/قٓ:35) ''ان

کے لئے اس میں ہے جو وہ لوگ چاہیں گے اور ہمارے پاس اضافی ہے یعنی اور بھی چیزیں ہیں۔‘‘

40

(افتعال) **اِزْدَادًا** بڑھنا، زیادہ ہونا۔ ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ﴾ (3/آل عمران:90) ’’بیشک جن لوگوں نے ناشکری کی اپنے ایمان کے بعد پھر وہ لوگ زیادہ ہوئے بلحاظ ناشکری کے تو ہرگز قبول نہیں کی جائے گی ان کی توبہ۔‘‘

ء ل م

(س) **اَلَمًا** دکھی ہونا، تکلیف اٹھانا۔ ﴿ وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَ تَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ؕ ﴾ (4/النساء:104) ’’اور تم لوگ سستی مت کرو اس قوم یعنی کافروں کی تلاش میں۔ اگر تم لوگ تکلیف اٹھاتے ہو تو یقینا وہ لوگ بھی تکلیف اٹھاتے ہیں جیسے تم لوگ تکلیف اٹھاتے ہو۔ اور تم لوگ امید رکھتے ہو اللہ سے جس کی وہ لوگ امید نہیں رکھتے۔‘‘

اَلِيْمٌ فَعِيْلٌ کا وزن ہے۔ دردناک، تکلیف دینے والا۔ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (دردناک عذاب)۔

ک ذ ب

(ض) **كَذِبًا** جانتے بوجھتے کسی کو غلط اطلاع دینا۔ جھوٹ بولنا۔ ﴿ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ ﴾ (39/الزمر:60) ’’اور قیامت کے دن تو دیکھے گا ان لوگوں کو جنہوں نے جھوٹ کہا اللہ پر یعنی اللہ کے بارے میں کہ ان کے چہرے کالے ہیں۔‘‘

كَذِبٌ اسم ذات ہے، جھوٹ۔ ﴿ وَ اِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ ﴾ (40/المومن:28) ’’اور اگر وہ جھوٹ بولنے والا ہے تو اس پر ہے اس کا جھوٹ۔‘‘

كَاذِبٌ اسم الفاعل ہے۔ جھوٹ بولنے والا، جھوٹا۔ (40/المومن:28)

كَذَّابٌ فَعَّالٌ کا وزن ہے۔ اسم المبالغہ۔ بہت زیادہ جھوٹ بولنے والا۔ بہت بڑا جھوٹا۔ ﴿ وَ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝۴ ﴾ (38/صٓ:4) ’’اور کہا انکار کرنے والوں نے کہ یہ بڑا جھوٹا جادوگر ہے۔‘‘

(تفعیل) **تَكْذِيْبًا** جھوٹا قرار دینا۔ جھٹلانا۔ ﴿ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ﴾ (2/البقرہ:39) ’’اور جن لوگوں نے انکار کیا اور جھٹلایا ہماری نشانیوں کو، وہ لوگ آگ والے ہیں۔‘‘

مُكَذِّبٌ اسم الفاعل ہے۔ جھٹلانے والا۔ ﴿ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝۱۳۷ ﴾ (3/آل عمران:137) ’’تو سیر کرو زمین کی، پس دیکھو کیسا تھا انجام جھٹلانے والوں کا۔‘‘

ترکیب

فِيْ قُلُوْبِهِمْ قائم مقام خبر مقدم ہے، خبر مَوْجُوْدٌ محذوف ہے اور مَرَضٌ مبتداء موخر نکرہ ہے۔ فعل زَادَ کا مفعول هُمْ کی ضمیر ہے جبکہ مَرَضًا تمیز ہے۔ لَهُمْ قائم مقام خبر مقدم ہے، خبر وَاجِبٌ محذوف ہے اور مرکب توصیفی عَذَابٌ اَلِيْمٌ مبتداء موخر نکرہ ہے۔ كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ماضی استمراری ہے اور یہ پورا جملہ متعلق خبر ہے۔ اس لئے اس کا ترجمہ حال میں ہوگا۔

ترجمہ

فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ	مَّرَضٌ ۙ	فَزَادَ	هُمُ	اللّٰهُ 40
ان کے دلوں میں	ایک مرض ہے	تو بڑھایا	ان کو	اللہ نے

مَرَضًا ۚ	وَلَهُمۡ	عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۙۢ	بِمَا	كَانُوۡا يَكۡذِبُوۡنَ ۝١٠
مرض کے لحاظ سے	اوران کیلئے	ایک دردناک عذاب ہے	اس سبب سے جو	وہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں

آیت نمبر : 11-12

40

﴿وَ اِذَا قِیۡلَ لَہُمۡ لَا تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ ۙ قَالُوۡۤا اِنَّمَا نَحۡنُ مُصۡلِحُوۡنَ ﴿۱۱﴾ اَلَاۤ اِنَّہُمۡ ہُمُ الۡمُفۡسِدُوۡنَ وَ لٰکِنۡ لَّا یَشۡعُرُوۡنَ ﴿۱۲﴾﴾

ف س د

(ن۔ض) **فَسَادًا** کسی چیز کا نظم بگڑ جانا، خراب ہونا، یہ صلح کی ضد ہے۔ ﴿وَ لَوۡ لَا دَفۡعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعۡضَہُمۡ بِبَعۡضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الۡاَرۡضُ﴾ (2/البقرہ: 251) ''اور اگر نہ ہوتا اللہ کا دفع کرنا لوگوں کو، ان کے بعض کو بعض سے، تو زمین بگڑ جاتی یعنی اجتماعی نظام کا توازن بگڑ جاتا۔''

فَسَادٌ اسم ذات ہے۔ نظم کی خرابی یا بگاڑ۔ ﴿ظَہَرَ الۡفَسَادُ فِی الۡبَرِّ وَ الۡبَحۡرِ بِمَا کَسَبَتۡ اَیۡدِی النَّاسِ﴾ (30/الروم: 41) ''ظاہر ہوئی نظم کی خرابی خشکی اور تری میں بسبب اس کے جو کمایا لوگوں کے ہاتھوں نے۔''

(افعال) **اِفۡسَادًا** کسی چیز کا نظم بگاڑنا، خراب کرنا، ﴿وَ قَالَ الۡمَلَاُ مِنۡ قَوۡمِ فِرۡعَوۡنَ اَتَذَرُ مُوۡسٰی وَ قَوۡمَہٗ لِیُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ﴾ (7/الاعراف: 127) ''اور کہا سرداروں نے فرعون کی قوم میں سے، کیا تو چھوڑتا ہے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو تاکہ وہ لوگ انتظام کو بگاڑ دیں زمین میں۔''

مُفۡسِدٌ اسم الفاعل ہے۔ نظم بگاڑنے والا۔ ﴿اِنَّ یَاۡجُوۡجَ وَ مَاۡجُوۡجَ مُفۡسِدُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ﴾ (18/الکھف: 94) ''بیشک یاجوج اور ماجوج نظام بگاڑنے والے ہیں زمین میں۔''

ص ل ح

(ف) **صَلَاحًا** نظم کا ٹھیک ہونا، درست ہونا، ﴿جَنّٰتُ عَدۡنٍ یَّدۡخُلُوۡنَہَا وَ مَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِہِمۡ وَ اَزۡوَاجِہِمۡ وَ ذُرِّیّٰتِہِمۡ﴾ (13/الرعد: 23) ''عدن کے باغات، وہ لوگ داخل ہوں گے اس میں، اور جو درست ہوا ان کے آباء اجداد میں سے اور ان کے جوڑوں میں سے اور ان کی اولاد میں ہے۔''

صَالِحٌ اسم الفاعل ہے۔ نظم کا درست ہونے والا۔ صفت کے طور پر استعمال ہوتا ہے یعنی نیک۔ ﴿فَمَنۡ کَانَ یَرۡجُوۡا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلۡیَعۡمَلۡ عَمَلًا صَالِحًا﴾ (18/الکھف: 110) ''پس جو امید رکھتا ہے اپنے رب سے ملاقات کی، تو اسے چاہیے کہ وہ عمل کرے، درست نظم والا عمل یعنی نیک عمل۔''

(افعال) **اِصۡلَاحًا** نظم کو درست کرنا، نظم کی خرابی کو دور کرنا۔ ﴿اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِکَ وَ اَصۡلَحُوۡا﴾ (24/النور: 5) ''سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے توبہ کی اس کے بعد، اور نظم کی خرابی کو دور کیا۔''

مُصۡلِحٌ اسم الفاعل ہے۔ نظم کی خرابی دور کرنے والا۔ اصلاح کرنے والا۔ ﴿وَ مَا کَانَ رَبُّکَ لِیُہۡلِکَ الۡقُرٰی بِظُلۡمٍ وَّ اَہۡلُہَا مُصۡلِحُوۡنَ ﴿۱۱۷﴾﴾ (11/ھود: 117) ''اور نہیں ہے تیرا رب کہ وہ ہلاک کرے بستیوں کو ظلم کے ساتھ، اس حال میں کہ ان کے لوگ اصلاح کرنے والے ہوں۔''

ترکیب

قِيْلَ ماضی مجہول ہے اور لَهُمْ اس کا متعلق فعل ہے۔ لَا تُفْسِدُوْا فعل نہی ہے اور فِي الْاَرْضِ اس کا متعلق فعل ہے۔ نَحْنُ مبتداء ہے اور اسم الفاعل مُصْلِحُوْنَ اس کی خبر ہے۔ اِنَّهُمْ میں هُمْ کی ضمیر اِنَّ کا اسم ہے۔ اس کی خبر اَلْمُفْسِدُوْنَ معرف باللام ہے اس لئے درمیان میں ضمیر فاصل هُمْ لائی گئی ہے۔ لَا يَشْعُرُوْنَ مضارع منفی ہے۔

ترجمہ

وَاِذَا قِيْلَ	لَهُمْ	لَا تُفْسِدُوْا	فِي الْاَرْضِ
اور جب بھی کہا جاتا ہے	ان لوگوں سے	تم لوگ نظم خراب مت کرو	زمین میں

قَالُوْٓا	اِنَّمَا نَحْنُ	مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱﴾	اَلَآ
وہ لوگ کہتے ہیں	ہم تو بس	اصلاح کرنے والے ہیں	خبردار رہو

اِنَّهُمْ	هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ	وَلٰكِنْ	لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲﴾
بے شک یہ لوگ	ہی نظم بگاڑنے والے ہیں	اور لیکن	یہ لوگ ادراک حاصل نہیں کرتے

نوٹ۔1

اِذْ اور اِذَا یہ دونوں الفاظ ظرف زمان ہیں یعنی ان دونوں میں کام کرنے یا ہونے کے وقت کا مفہوم ہوتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ اِذْ میں وقت کی ابتداء کا مفہوم ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا بہتر ترجمہ ہے۔ ''جس وقت یا جبکہ''۔ یہی وجہ ہے اِذْ کے ترجمہ میں عموماً ماضی کا مفہوم ہوتا ہے خواہ وہ مضارع پر آیا ہو۔ لیکن اِذَا میں کسی معین وقت کا مفہوم نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کا بہتر ترجمہ ہے ''جب بھی یا جب کبھی بھی''۔ چنانچہ اِذَا کے ترجمہ میں عموماً حال یا مستقبل کا مفہوم ہوتا ہے خواہ وہ ماضی پر آیا ہے۔

نوٹ۔2

اِنَّمَا ایک لفظ ہے۔ اس کے معنی ہیں ''کچھ نہیں سوائے اس کے کہ۔ بات اتنی ہے بس کہ''۔ جبکہ اِنَّ مَا دو لفظ ہیں۔ اس میں مَا دراصل مَا موصولہ ہے۔ اور اِنَّ کا اسم ہے۔ اس کے معنی ہیں ''بیشک وہ جو کہ'' بیشک جو کچھ کہ''۔ قرآن مجید میں کہیں کہیں اِنَّ مَا کو ملا کر اِنَّمَا لکھا گیا ہے۔ لیکن عبارت میں فرق صاف پتہ چل جاتا ہے۔

نوٹ۔3

اَلَآ ایک لفظ ہے اور یہ کلمہ تنبیہ ہے۔ اسی لحاظ سے اس کے مختلف ترجمے کئے جاتے ہیں۔ مثلاً ''سنو''۔ ''آگاہ ہو جاؤ'' ''خبردار ہو'' وغیرہ۔ کبھی حرف استفہام ''اَ'' اور ''لَا'' نافیہ ساتھ آتے ہیں تب بھی ''اَلَا'' بنتا ہے، جس کے معنی ہیں ''کیا نہیں'' ان دونوں میں فرق عبارت کے مفہوم سے کیا جاتا ہے۔

نوٹ۔4

لٰكِنْ اور لٰكِنَّ کے معنی میں کوئی فرق نہیں ہے اور دونوں کے معنی ہیں ''لیکن''۔ البتہ ان کے استعمال میں فرق ہے۔ لٰكِنْ اسم اور فعل دونوں پر آتا ہے اور غیر عامل ہے یعنی یہ اپنے اسم یا فعل مضارع میں کوئی اعرابی تبدیلی نہیں لاتا۔ جبکہ لٰكِنَّ فعل پر نہیں آتا بلکہ صرف اسم پر آتا ہے اور یہ اپنے اسم کو نصب دیتا ہے۔

40

40

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ البقرۃ (۲)

آیت نمبر: 13

﴿وَ اِذَا قِیۡلَ لَہُمۡ اٰمِنُوۡا کَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوۡۤا اَنُؤۡمِنُ کَمَاۤ اٰمَنَ السُّفَہَآءُ ؕ اَلَاۤ اِنَّہُمۡ ہُمُ السُّفَہَآءُ وَ لٰکِنۡ لَّا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۳﴾﴾

س ف ہ

(س) سَفِہَ — جسم کا ہلکا ہونا۔ بے وقوف ہونا۔ ﴿وَمَنۡ یَّرۡغَبُ عَنۡ مِّلَّۃِ اِبۡرٰہٖمَ اِلَّا مَنۡ سَفِہَ نَفۡسَہٗ ؕ﴾ (2/البقرہ:130) ''اور کون منہ پھیرتا ہے ابراھیم علیہ السلام کے دین سے مگر وہ جو بے وقوف ہوا بلحاظ اپنے نفس کے۔''

سَفَاہَۃٌ — اسم ذات ہے۔ بے وقوفی۔ ﴿اِنَّا لَنَرٰىکَ فِیۡ سَفَاہَۃٍ﴾ (7/الاعرف:66) ''بیشک ہم خیال کرتے ہیں تم کو بے وقوفی میں۔''

سَفِیۡہٌ — سُفَہَاءُ۔ فَعِیۡلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ بے وقوف ہونے والا یعنی بے وقوف۔ ﴿فَاِنۡ کَانَ الَّذِیۡ عَلَیۡہِ الۡحَقُّ سَفِیۡہًا اَوۡ ضَعِیۡفًا﴾ (2/البقرہ:282) ''پس اگر جس پر حق ہے وہ بے وقوف ہو یا ضعیف ہو۔''

﴿سَیَقُوۡلُ السُّفَہَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىہُمۡ عَنۡ قِبۡلَتِہِمُ﴾ (2/البقرہ:142) ''کہیں گے لوگوں میں سے بے وقوف لوگ، کس چیز نے پھیر دیا ان لوگوں کو ان کے قبلہ سے۔''

ترکیب

اٰمِنُوۡا فعل امر ہے اور کَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ متعلق فعل ہے۔ اَنُؤۡمِنُ میں فعل مضارع حرف استفہام ''آ'' کے ساتھ ہے۔ اِنَّہُمۡ میں ھُمۡ، اِنَّ کا اسم ہے اور اس کے بعد والا ھُمۡ ضمیر فاصل ہے، کیونکہ اِنَّ کی خبر اَلسُّفَہَاءُ معرف باللام ہے۔

ترجمہ

وَ اِذَا قِیۡلَ لَہُمۡ	اٰمِنُوۡا	کَمَاۤ	اٰمَنَ النَّاسُ
اور جب بھی کہا جاتا ہے ان لوگوں سے	تم لوگ ایمان لاؤ	جیسا کہ	ایمان لائے یہ لوگ

قَالُوۡۤا	اَنُؤۡمِنُ	کَمَاۤ	اٰمَنَ السُّفَہَآءُ ؕ
وہ لوگ کہتے ہیں	کیا ہم ایمان لائیں	جیسا کہ	ایمان لائے یہ بیوقوف لوگ

اَلَاۤ	اِنَّہُمۡ ہُمُ السُّفَہَآءُ	وَ لٰکِنۡ لَّا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۳﴾
خبردار رہو	یقینا یہ لوگ ہی بیوقوف ہیں	اور لیکن وہ جانتے نہیں ہیں

نوٹ۔1

قَالُوۡۤا فعل ماضی ہے۔ لیکن چونکہ بات اِذَا سے شروع ہوئی ہے۔ اس لئے قِیۡلَ کی طرح قَالُوۡۤا کا ترجمہ بھی حال میں کیا

گیا ہے۔

40

نوٹ۔2	اَلنَّاسُ اور اَلسُّفَهَاءُ پر لام جنس نہیں ہے۔ بلکہ لام تعریف ہے۔ یعنی ایسے مخصوص لوگوں کی بات ہو رہی ہے جو بات کہنے اور سننے والے کے ذہن میں موجود ہیں۔ اسے ''معہود ذہنی'' کہتے ہیں اور اردو ترجمہ میں اس مفہوم کی ادائیگی لفظ ''یہ'' یا ''ان'' سے ہی ممکن ہے۔

نوٹ۔3	نزول قرآن کے وقت اَلنَّاسُ سے مراد صحابہ کرامؓ تھے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف وہی ایمان قابلِ قبول ہے جو صحابہ کرامؓ کا تھا۔ آج کے دور میں اَلنَّاسُ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا ایمان صحابہ کرامؓ جیسا ہے۔

آیت نمبر 14

﴿وَ اِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚۖ وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۴﴾﴾

ل ق ی

(س) **لِقَاءً**: کسی کے سامنے آنا۔ ملنا۔ ﴿وَ اِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚۖ وَ اِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ؕ﴾ (3/آل عمران:119) ''اور جب بھی تمہارے سامنے آتے ہیں کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور جب تنہا ہوتے ہیں تو انگلیاں چباتے ہیں تم پر غصہ سے۔'' ﴿اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿۵۹﴾ۙ﴾ (19/مریم:59) ''ان لوگوں نے ضائع کیا نماز کو اور پیروی کی خواہشات کی تو عنقریب وہ ملیں گے گمراہی سے۔'' ﴿بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۰﴾﴾ (32/السجدہ:10) ''بلکہ وہ لوگ اپنے رب سے ملنے کا انکار کرنے والے ہیں۔''

يَلْقَ: مضارع مجزوم ہے۔ ﴿وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ۙ﴾ (25/الفرقان:68) ''اور جو یہ کرے گا تو وہ ملے گا عذاب سے۔''

لَاقٍ: اسم الفاعل ہے۔ ملنے والا۔ ﴿اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ﴾ (28/القصص:61) ''تو جس سے وعدہ کیا ہم نے، ایک اچھا وعدہ، تو وہ ملنے والا ہے اس سے۔''

(افعال) **اِلْقَاءً**: کسی کو کسی کے سامنے کرنا۔ ڈالنا۔ زمین پر پھینکنا۔ ﴿وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ﴾ (4/النساء:94) ''اور تم لوگ مت کہو اس سے جس نے ڈالا تمہاری طرف سلام یعنی سلام کیا کہ تو مومن نہیں ہے۔'' ﴿قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ﴾ (7/الاعراف:116) ''انہوں نے یعنی موسیٰ علیہ السلام نے کہا تم لوگ ڈالو۔ پس جب ان لوگوں نے ڈالا تو انہوں نے جادو کیا لوگوں کی آنکھوں پر۔'' ﴿سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ﴾ (3/آل عمران:151) ''ہم ڈال دیں گے ان کے دلوں میں جنہوں نے کفر کیا رعب کو۔'' ﴿وَ مَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ﴾ (3/آل عمران:44) ''اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس نہیں تھے جس وقت وہ لوگ ڈال رہے تھے اپنے قلم یعنی قلم کے ذریعہ قرعہ نکال رہے تھے۔''

اس میں یُلْقُوْنَ مضارع ہے لیکن اِذْ کی وجہ سے ماضی میں ترجمہ ہوگا۔

اُلْقِيَ ماضی مجہول ہے۔﴿ فَلَوْ لَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ ﴾(43/الزخرف:53)’’تو کیوں نہیں ڈالے گئے اس پر کچھ کنگن سونے کے۔‘‘

اَلْقِ فعل امر ہے۔تو ڈال۔﴿ وَ اَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ ﴾(20/طٰہٰ:69)’’اور تو ڈال جو تیرے داہنے ہاتھ میں ہے۔‘‘۔اس کی جمع اَلْقُوْا آتی ہے۔اوپر دیکھیں آیت نمبر۔(7/الاعراف:116)

فَلْيُلْقِ فعل امر غائب ہے۔چاہیے کہ وہ ڈالے۔﴿ اَنِ اقْذِفِيْهِ فِي التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ ﴾(20/طٰہٰ:39)’’کہ تو یعنی موسیٰ علیہ السلام کی والدہ رکھ دے اس کو تابوت میں، پھر تو رکھ دے اس کو دریا میں، پھر دریا کو چاہیے کہ وہ ڈال دے اس کو ساحل پر۔‘‘

مُلْقُوْنَ اسم الفاعل مُلْقٍ کی جمع ہے۔ڈالنے والے۔﴿ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ۝۴۳ ﴾(26/الشعراء:43)’’کہا ان سے موسیٰ علیہ السلام نے کہ تم لوگ ڈالو جو تم ڈالنے والے ہو۔‘‘

(تفعیل) **تَلْقِيَةً** کسی کے سامنے پھینکنا۔دینا۔﴿ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَ لَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّ سُرُوْرًا ۝۱۱ ﴾(76/الدھر:11)’’تو بچایا ان کو اللہ نے اس دن کے شر سے اور دیا ان کو تازگی اور سرور۔‘‘

يُلَقّٰى مضارع مجہول ہے۔﴿ وَ مَا يُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝۳۵ ﴾(41/حٰمۤ السجدہ:35)’’اور یہ نہیں دی جاتی مگر بڑے نصیبے والوں کو۔‘‘

(مفاعلہ) **مُلَاقَاةً اور لِقَاءً** ایک دوسرے کے سامنے آنا۔ایک دوسرے سے ملنا۔ملاقات کرنا۔﴿ فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ۝۴۵ ﴾(52/الطور:45)’’تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چھوڑ دیں ان کو یہاں تک کہ وہ لوگ ملاقات کریں اپنے اس دن سے جس میں وہ بے ہوش ہوں گے۔‘‘

مُلَاقٍ اسم الفاعل ہے۔ملاقات کرنے والا۔﴿ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ۝۲۰ ﴾(69/الحاقۃ:20)’’بیشک مجھے گمان تھا کہ میں ملاقات کرنے والا ہوں اپنے حساب سے۔‘‘﴿ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ﴾(2/البقرہ:223)’’اور بچو اللہ سے یعنی اس کی ناراضگی سے اور جان لو کہ تم لوگ ملاقات کرنے والے ہو اس سے۔‘‘

تِلْقَاءُ تِفْعَالٌ کے وزن پر ظرف ہے۔ملاقات کی جگہ یا سمت﴿ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ﴾(7/الاعراف:47)’’آگ والوں کی طرف۔‘‘

(تفعّل) **تَلَقٍّ** بتکلّف کسی کے سامنے آنا۔استقبال کرنا۔بتکلّف کسی سے کچھ حاصل کرنا۔سیکھنا۔﴿ فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ ﴾(2/البقرہ:37)’’تو سیکھا آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے کچھ کلمات۔‘‘﴿ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَ تَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ﴾(21/الانبیاء:103)’’ان لوگوں کو غمگین نہیں کرے گی بڑی گھبراہٹ اور استقبال کریں گے ان کا فرشتے۔‘‘

(افتعال) **اِلْتِقَاءً** اہتمام سے ملنا۔﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ﴾(3/آل عمران:155)’’بیشک جن لوگوں نے منہ موڑا تم میں سے جس دن ملیں دو فوجیں۔‘‘﴿ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ۝۱۹ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ۝۲۰ ﴾(55/الرحمٰن:19۔20)’’اس نے بہایا دو سمندروں کو وہ دونوں ملتے ہیں، ان کے مابین ایک پردہ ہے، وہ حد سے نہیں بڑھتے۔‘‘

خ ل و

(ن) **خَلَاءً اور خَلْوَةً** کسی چیز، جگہ یا زمانہ کا خالی ہونا۔تنہا ہونا۔زمانہ میں گزرنے کا مفہوم ہوتا ہے اس لیے یہ

گزرنے یا جانے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ ﴿تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ لَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ﴾ (2/البقرہ:134) ''وہ ایک امت ہے جو گزری ہے۔ اس کے لئے جو اس نے کمایا اور تمہارے لئے ہے جو تم نے کمایا۔'' ﴿وَ لَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ﴾ (2/البقرہ:214) ''اور ابھی آیا نہیں تم لوگوں کے پاس ان لوگوں کی طرح یعنی ان کے جیسے حالات جو گزرے تم سے پہلے۔'' یہ فعل جب اِلٰی کے ساتھ آتا ہے تو معنی ہوتے ہیں تنہائی میں ملنا۔ ﴿وَ اِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ﴾ (2/البقرہ:76) ''اور تنہائی میں ملتے ہیں ان کے بعض، بعض سے۔''

(تفعیل) تَخْلِيَةً کسی کو گزرنے دینا۔ آزاد چھوڑنا۔ چھوڑ دینا۔ ﴿فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ؕ﴾ (9/التوبۃ:5) ''پس اگر وہ لوگ توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں تو تم لوگ چھوڑ دو ان کا راستہ۔''

(تفعّل) تَخَلٍّ بتکلّف خالی ہونا۔ ﴿وَ اِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۝۳ وَ اَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَ تَخَلَّتْ ۝۴﴾ (84/الانشقاق: 3۔4) ''اور جب زمین دراز کی جائے گی اور وہ ڈال دے گی جو اس میں ہے اور وہ خالی ہو جائے گی۔''

ھ	ز	ء

(ف۔س) هُزْءًا مذاق اُڑانا۔ کسی کا مذاق بنانا۔

هُزُوٌ اسم ذات ہے۔ مذاق۔ ہنسی۔ مذاق کا ذریعہ۔ ﴿وَ لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا﴾ (2/البقرہ:231) ''اور تم لوگ مت بناؤ اللہ کی آیات کو مذاق کا ذریعہ۔''

(استفعال) اِسْتِهْزَءً کسی سے مذاق کرنا۔ ﴿اَبِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۶۵﴾ (9/التوبۃ:65) ''کیا اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول سے تم لوگ مذاق کرتے ہو۔''

مُسْتَهْزِءٌ اسم الفاعل ہے۔ مذاق کرنے والا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

فعل لَقُوْا کا فاعل اس کی ضمیر هُمْ ہے اور اَلَّذِيْنَ اس کا مفعول ہے۔ اَلَّذِيْنَ کو لَقُوْا کا فاعل ماننا ممکن نہیں ہے کیونکہ جملہ فعلیہ جمع کے صیغے سے شروع ہو رہا ہے۔ اٰمَنُوْا بدل ہے اَلَّذِيْنَ کا۔ اسی طرح سے فعل خَلَوْا کا فاعل بھی اس کی ضمیر هُمْ ہے اور اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ متعلق فعل کہلائے گا۔ مُسْتَهْزِءُوْنَ اسم الفاعل ہے اور نَحْنُ کی خبر ہے۔

ترجمہ

وَ اِذَا	لَقُوا	الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	قَالُوْٓا
اور جب کبھی	وہ لوگ ملتے ہیں	ان لوگوں سے جو ایمان لائے	تو وہ لوگ کہتے ہیں

اٰمَنَّا ۚۖ	وَ اِذَا	خَلَوْا اِلٰى	شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ	قَالُوْٓا
ہم ایمان لائے	اور جب بھی	تنہائی میں ملتے ہیں	اپنے شیطانوں سے	تو کہتے ہیں

اِنَّا	مَعَكُمْ ۙ	اِنَّمَا نَحْنُ	مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝۱۴
بیشک ہم	تمہارے ساتھ ہیں	ہم تو بس	مذاق کرنے والے ہیں

آیت نمبر 15

40

﴿اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَ يَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿١٥﴾﴾

م	د	د

(ن) مَدَدًا: مدد دینا۔

مَدًّا: دراز کرنا۔ مہلت دینا۔ ﴿اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ﴾ (25/الفرقان:45) ''کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا نہیں اپنے رب کو کہ اس نے کیسے دراز کیا سائے کو۔'' ﴿سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَ نَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿٧٩﴾ۙ﴾ (19/مریم:79) ''ہم لکھ لیں گے جو وہ کہتا ہے اور ہم دراز کریں گے اس کے لئے عذاب جیسا کہ دراز کرنے کا حق ہے۔''

مَدَدٌ: مصدر کے علاوہ اسم ذات بھی ہے۔ مدد۔ ﴿وَ لَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿١٠٩﴾﴾ (18/الکھف:109) ''اور اگر ہم لے آئیں اس کے جیسا بطور مدد کے۔''

مُدَّةٌ: اسم ذات ہے۔ معین عرصہ یعنی دراز کیا ہوا زمانہ۔ مدت۔ ﴿فَاَتِمُّوْۤا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ؕ﴾ (9/التوبۃ:4) ''تو تم لوگ پورا کرو ان سے کیا ہوا وعدہ ان کی مدت تک۔''

مِدَادٌ: اسم ذات ہے۔ روشنائی۔ ﴿لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ﴾ (18/الکھف:109) ''اگر ہوتا سمندر روشنائی میرے رب کے فرمانوں کے لئے تو ختم ہوتا سمندر قبل اس کے کہ ختم ہوتے میرے رب کے فرمان۔''

مَمْدُوْدٌ: اسم المفعول ہے۔ دراز کیا ہوا۔ بڑھایا ہوا۔ ﴿وَ جَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ﴿١٢﴾ۙ﴾ (74/المدثر:12) ''اور میں نے بنایا اس کے لے بڑھایا ہوا مال۔''

لَا تَمُدُّ: فعل نہی ہے۔ تو دراز مت کر۔ ﴿لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ﴾ (15/الحجر:88) ''تم ہرگز دراز مت کرو اپنی دونوں آنکھوں کو یعنی آنکھ اٹھا کر بھی مت دیکھو جو ہم نے برتنے کے لئے دیا۔''

(افعال) اِمْدَادًا: مدد کرنا۔ ﴿اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّ بَنِيْنَ ﴿١٣٣﴾ۚۙ﴾ (26/الشعراء:133) ''اس نے مدد کی تمہاری چوپایوں سے اور بیٹوں سے۔''

مُمِدٌّ: اسم الفاعل ہے۔ مدد کرنے والا۔ ﴿اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ﴾ (8/الانفال:9) ''کہ میں مدد کرنے والا ہوں تمہاری ایک ہزار فرشتوں سے۔''

(تفعیل) تَمْدِيْدًا: کسی چیز کو پھیلانا۔

مُمَدَّدٌ: اسم المفعول ہے۔ پھیلایا ہوا۔ ﴿فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ﴿٩﴾ؒ﴾ (104/الھمزۃ:9) ''پھیلائے ہوئے ستون میں۔''

ط	غ	ی

(ف) طُغْيًا: حد سے گزرنا۔ سرکشی کرنا۔ ﴿اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿٢٤﴾ؑ﴾ (20/طٰہٰ:24) ''آپ

علیہ السلام جائیں فرعون کی طرف بیشک اس نے سرکشی کی۔'' ﴿كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۝﴾ (96/العلق:6) ''بیشک انسان سرکشی کرتا ہے۔''

40

طَاغٍ — اسم الفاعل ہے۔ سرکشی کرنے والا۔ ﴿بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۝﴾ (51/الذریات:53) ''بلکہ وہ لوگ سرکشی کرنے والی قوم ہیں۔''

لَا تَطْغَ — فعل نہی ہے۔ تو سرکشی مت کر۔ حد سے تجاوز مت کر۔ ﴿اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ۝﴾ (55/الرحمٰن:8) ''کہ تم لوگ حد سے تجاوز مت کرو ترازو میں یعنی تول میں۔''

طُغْيَانٌ — فُعْلَانٌ کے وزن پر اسم مبالغہ ہے۔ حد سے بہت زیادہ تجاوز۔ بہت زیادہ سرکشی۔ ﴿فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝﴾ (10/یونس:11) ''تو ہم چھوڑ دیتے ہیں ان لوگوں کو جو امید نہیں رکھتے ہماری ملاقات کی کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔''

طَاغُوْتٌ — سرکشی کا ذریعہ۔ واحد اور جمع دونوں کے لئے آتا ہے۔ ﴿وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾ (16/النحل:36) ''اور ہم نے بھیجا ہے ہر امت میں ایک رسول کہ تم لوگ عبادت کرو اللہ کی اور تم لوگ بچو سرکشی کے ذریعوں سے۔''

(افعال) **اِطْغَاءٌ** — سرکشی پر اکسانا، ابھارنا۔ ﴿رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَ لٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍۭ بَعِيْدٍ ۝﴾ (50/قٓ:27) ''اے ہمارے رب میں نے سرکشی پر نہیں اکسایا اس کو بلکہ وہ تھا دور کی گمراہی میں۔''

ع	م	ہ

(ف۔س) **عَمِهَ** — فقدانِ بصیرت کی وجہ سے بھٹکنا۔ حیران ہونا۔ طُغْيَانٌ کی مثال میں دی گئی آیت نمبر (10/یونس:11)

ترکیب

لفظ اللہ مبتداء اور يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ جملہ فعلیہ اس کی خبر ہے۔ يَمُدُّهُمْ جملہ فعلیہ ہے۔ يَعْمَهُوْنَ بھی جملہ فعلیہ ہے۔ لیکن یہ گذشتہ دونوں جملوں کے مفعول هُمْ کا حال ہے۔ فِيْ طُغْيَانِهِمْ کو يَمُدُّهُمْ کا متعلق فعل بھی کہا جاسکتا ہے۔ اور يَعْمَهُوْنَ کا بھی کیونکہ دونوں کی گنجائش موجود ہے اس لئے آیت کے دونوں مفہوم درست تسلیم کئے جائیں گے۔

ترجمہ

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ	بِهِمْ	وَ	يَمُدُّهُمْ
اللہ مذاق کرتا ہے	ان سے	اس حال میں کہ	وہ ڈھیل دیتا ہے ان کو

فِيْ طُغْيَانِهِمْ	يَعْمَهُوْنَ ۝
ان کی سرکشی میں	وہ لوگ بھٹکتے ہیں

نوٹ۔1

بعض جملوں میں فاعل یا مفعول کی حالت کا بیان ہوتا ہے اسے حال کہتے ہیں۔ جیسے جَآءَ زَيْدٌ ضَاحِكًا (زید ہنستے ہوئے آیا) اس میں ضَاحِكًا زید یعنی فاعل کا حال ہے۔ حال کے لئے کبھی پورا جملہ آتا ہے، جیسے آیت زیرِ مطالعہ میں يَعْمَهُوْنَ ہے۔ اور کبھی کوئی اسم آتا ہے۔ جیسے ضَاحِكًا ہے۔ کوئی اسم جب حال کے طور پر آتا ہے تو وہ ہمیشہ حالت نصب میں ہوتا ہے۔

نوٹ۔2

آیت زیرِ مطالعہ کی ترکیب میں بتایا گیا ہے کہ فِيْ طُغْيَانِهِمْ کو يَمُدُّهُمْ اور يَعْمَهُوْنَ، دونوں سے متعلق ماننے کی گنجائش ہے۔ اس سے مفہوم میں جو فرق پڑتا ہے، اسے سمجھ لیں. فِيْ طُغْيَانِهِمْ کو اگر يَمُدُّهُمْ کے ساتھ مانیں تو مطلب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کی سرکشی میں ڈھیل دیتا ہے تاکہ وہ بھٹکتے رہیں۔ اور اگر اسے ہم يَعْمَهُوْنَ کے ساتھ مانیں تو مطلب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان کو ڈھیل دیتا ہے تاکہ وہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔

اب اگر آپ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ مذکورہ بالا باریک فرق کے باوجود اصل بات میں کوئی خاص فرق واقع نہیں ہوتا۔ پھر بھی ہم نے یہ وضاحت ایک مقصد سے کی ہے۔ اس مقام پر یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ گرامر کی رو سے قرآن مجید کی کچھ آیات کے ایک سے زیادہ مطلب ممکن ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں ہم کسی ایک مطلب کو ترجیح دے سکتے ہیں اور اس کے دلائل بیان کر سکتے ہیں۔ لیکن دوسرے مطلب کو غلط قرار دینا درست نہیں ہے۔ علم میں اضافہ کے ساتھ آپ کے ذہن میں وسعت آنی چاہیے ورنہ علم ضائع ہو جائے گا۔

نوٹ۔3

لفظ عَمَهَ اور عَمِیَ کا فرق سمجھ لیں۔ دونوں کا بنیادی لغوی مفہوم ہے آنکھوں کا بینائی سے محروم ہونا۔ لیکن عَمِیَ زیادہ تر ظاہری آنکھوں کے نابینا ہونے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس لئے اندھے کو اَعْمٰی کہتے ہیں۔ اس کی جمع عُمْیٌ ہے۔ جبکہ دل کی آنکھوں کے نابینا ہونے کیلئے زیادہ تر عَمَهَ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اور بصیرت کے فقدان کا لازمی نتیجہ چونکہ حیرانی اور سرگردانی ہے اس لئے عَمَهَ ان معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

آیت نمبر: 16

﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۠ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿١٦﴾﴾

ش ر ی

(ض) شَرَاءً: سوداگری کرنا۔ خرید و فروخت کرنا۔ ﴿وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠٢﴾﴾ (2/البقرہ:102) ''اور کتنا برا ہے جو ان لوگوں نے سودا کیا اپنے آپ کا۔ کاش وہ لوگ جانتے ہوتے۔''

(افتعال) اِشْتِرَاءً: خریدنا۔ کسی چیز کے بدلے کوئی چیز حاصل کرنا۔ ﴿وَقَالَ الَّذِي اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ﴾ (12/یوسف:21) ''اور کہا اس نے جس نے خریدا اس کو مصر سے۔''

ر ب ح

(س) رِبْحًا: نفع بخش ہونا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

اُولٰٓئِكَ مبتداء ہے۔ اَلَّذِيْنَ موصول اور اِشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى۔ جملہ فعلیہ اس کا صلہ ہے۔ موصول اور صلہ مل کر پورا جملہ اُولٰٓئِكَ کی خبر ہے۔ رَبِحَتْ فعل (واحد مونث غائب کا صیغہ) اور تِجَارَتُهُمْ اس کا فاعل ہے۔ كَانُوْا میں هُمْ کی ضمیر مَا اور كَانَ کا اسم یعنی مبتداء ہے اور مُهْتَدِيْنَ ان دونوں کی خبر ہے اس لئے حالت نصب میں ہے۔ اِشْتَرَوُا دراصل اِشْتَرَوْا ہے۔ آگے ملانے کے لئے واو پر ضمہ آئی ہے۔

ترجمہ

اُولٰٓئِكَ	الَّذِيْنَ	اشْتَرَوُا	الضَّلٰلَةَ	بِالْهُدٰى	فَمَا رَبِحَتْ
یہ لوگ ہیں	جن لوگوں نے	خریدا	گمراہی کو	ہدایت کے بدلے میں	تو نفع بخش نہ ہوئی

مُهْتَدِيْنَ ⑯	وَمَا كَانُوْا	تِّجَارَتُهُمْ
ہدایت پانے والے	اور وہ لوگ نہیں تھے	ان کی تجارت

40

نوٹ۔1

عربی میں مفعول کے ساتھ صلہ کے استعمال کے متعلق ایک ابتدائی بات سمجھ لیں۔ آپ نے نوٹ کیا ہوگا کہ متعلق خبر اور متعلق فعل زیادہ تر مرکب جاری بن کر آتے ہیں۔ جیسے اَلرَّجُلُ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ۔ اس میں مرکب جاری فِي الْمَسْجِدِ متعلق خبر ہے۔ ضَرَبْتُ زَيْدًا بِالسَّوْطِ اس میں مرکب جاری بِالسَّوْطِ متعلق فعل ہے۔

اب نوٹ کریں کہ یہی حروف جارّہ کبھی مفعول کے ساتھ آتے ہیں تو انہیں صلہ کہتے ہیں۔ جو مفعول صلہ کے بغیر آتے ہیں انہیں مفعول بنفسہٖ کہتے ہیں۔ مفعول پر صلہ آنے کی وجہ سے معنی میں کچھ فرق پڑتا ہے۔ اس بات کو اب چند مثالوں سے سمجھ لیں۔ سَئَلْتُ زَيْدًا۔ اس میں زَيْدًا مفعول ہے۔ اور بنفسہٖ آیا ہے۔ اس کا مطلب ہے میں نے زید سے پوچھا۔ سَئَلْتُ عَنْ زَيْدٍ۔ اب زید کے ساتھ عَنْ کا صلہ آیا ہے۔ اور اب مطلب ہوگیا کہ میں نے زید کے بارے میں پوچھا۔ قرآن مجید میں ہے۔ ﴿وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ﴾ (2/البقرہ:186) اس میں جس سے پوچھا جارہا ہے، اس کیلئے ضمیر مفعولی ''ک'' بنفسہٖ آئی ہے۔ اور جس کے بارے میں پوچھا جارہا ہے اس کے لئے ضمیر مفعولی ''نِيْ'' ''عَنْ'' کے صلہ کے ساتھ آئی ہے۔ جبکہ عِبَادِيْ فاعل ہے۔

غَفَرْتُ لِلْوَلَدِ كَذِبَهٗ۔ اس میں جس کو معافی دی جارہی ہے وہ اَلْوَلَدَ ہے اور اس کے ساتھ لام کا صلہ آیا ہے اور جو غلطی معاف کی جارہی ہے۔ وہ كَذِبَهٗ ہے۔ اور یہ بنفسہٖ آیا ہے۔ اس کا مطلب ہے میں نے لڑکے کے لئے اس کا جھوٹ معاف کیا۔ قرآن مجید میں ہے ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا﴾ (39/الزمر:53) اس میں جو غلطی معاف کی جارہی ہے۔ وہ اَلذُّنُوْبَ ہے جو بنفسہٖ آئی ہے۔ جَمِيْعًا (کل کے کل) حرف تاکید ہونے کی وجہ سے نصب میں ہے۔ دوسری جگہ ہے۔ ﴿يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ﴾ (61/الصف:12) ''اس میں جس کو معافی دی جارہی ہے اس کے لئے ضمیر مفعولی ''كُمْ'' کے ساتھ لام کا صلہ آیا ہے۔ اور جو غلطی معاف کی جارہی ہے وہ ذُنُوْبَكُمْ ہے جو بنفسہٖ ہے۔ اس کا مطلب ہے وہ معاف کردے گا تم لوگوں کے لئے تمہارے گناہ۔ ایک اور جگہ ہے۔ ﴿يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ﴾ (71/نوح:4) ''اب مطلب ہوگیا کہ وہ معاف کردے گا تمہارے لئے تمہارے گناہوں میں سے کچھ۔

نوٹ۔2

کوئی مفعول بنفسہٖ آتا ہے اور کب کس صلہ کے ساتھ آتا ہے۔ اس بات کا علم ہمیں ڈکشنری سے ہوتا ہے۔ فعل اِشْتَرٰى۔ يَشْتَرِيْ (افتعال) کے متعلق نوٹ کرلیں کہ خریدی جانے والی چیز کا ذکر اس میں بنفسہ آتا ہے۔ اور قیمت کے طور پر جو چیز دی جاتی اس پر بِ کا صلہ آتا ہے۔ آیت زیرِ مطالعہ میں اَلضَّلٰلَةَ بنفسہٖ آیا ہے۔ اس لئے یہ چیز ہے جو خریدی گئی یعنی حاصل کی گئی۔ جبکہ اَلْهُدٰى پر بِ کا صلہ آیا ہے۔ اس لئے یہ وہ قیمت ہے جو ادا کی گئی۔

40

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

40

سورۃ البقرۃ (۲)

آیت نمبر : 17

﴿مَثَلُهُمۡ كَمَثَلِ الَّذِی اسۡتَوۡقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّاۤ اَضَآءَتۡ مَا حَوۡلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوۡرِهِمۡ وَ تَرَكَهُمۡ فِیۡ ظُلُمٰتٍ لَّا یُبۡصِرُوۡنَ ﴿۱۷﴾﴾

م	ث	ل

(ن) مَثْلًا — کسی کے جیسا ہونا۔ مانند ہونا۔

(ض) مُثْلَةً — مثالی سزا دینا۔

(ک) مُثُوْلًا — فضیلت والا ہونا۔ کسی کے سامنے کھڑا ہونا۔ ((مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّمْثُلَ لَهُ الرِّجَالُ فَلْیَتَبَوَّءْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ)) (حدیث)۔ ''جو پسند کرتا ہے کہ کھڑے رہیں اس کے لئے لوگ، تو اسے چاہیے کہ وہ بنالے اپنا ٹھکانہ آگ میں۔''

مِثْلٌ — اسم صفت ہے۔ مانند۔ مشابہ۔ ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ قَالُوۡۤا اِنَّمَا الۡبَیۡعُ مِثۡلُ الرِّبٰوا ۘ﴾ (2/البقرہ:275) ''یہ اس لئے کہ ان لوگوں نے کہا کچھ نہیں سوائے اس کے کہ خرید و فروخت سود کی مانند ہے۔''

مَثَلٌ — ج اَمۡثَالٌ۔ اسم ذات ہے۔ مشابہت۔ مثال۔ ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسۡتَمِعُوۡا لَهٗ ؕ﴾ (22/الحج:73) ''اے لوگو ایک مثال دی جاتی ہے تو دھیان سے سنو اس کو۔'' ﴿وَ یَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمۡ یَتَذَكَّرُوۡنَ ﴿۲۵﴾﴾ (14/ابراہیم:25) ''اور اللہ مثالیں دیتا ہے لوگوں کے لئے شائد وہ لوگ یاددہانی حاصل کریں۔''

مُثُلَةٌ — ج مَثُلَاتٌ۔ مصدر کے علاوہ اسم ذات بھی ہے۔ عبرتناک سزا۔ ﴿وَ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهِمُ الۡمَثُلٰتُ ؕ﴾ (13/الرعد:6) ''اور گزر چکی ہیں ان سے پہلے عبرتناک سزائیں۔''

اَمۡثَلُ — مونث مُثۡلٰی۔ اسم التفضیل ہے۔ زیادہ فضیلت والا۔ افضل۔ ﴿اِذۡ یَقُوۡلُ اَمۡثَلُهُمۡ طَرِیۡقَةً اِنۡ لَّبِثۡتُمۡ اِلَّا یَوۡمًا ﴿۱۰۴﴾﴾ (20/طٰہٰ:104) ''جب کہے گا ان کا سب سے افضل کسی رسم و رواج میں، کہ تم لوگ نہیں ٹھہرے مگر ایک دن۔'' ﴿یُرِیۡدٰنِ اَنۡ یُّخۡرِجٰكُمۡ مِّنۡ اَرۡضِكُمۡ بِسِحۡرِهِمَا وَ یَذۡهَبَا بِطَرِیۡقَتِكُمُ الۡمُثۡلٰی﴾ (20/طٰہٰ:63) ''یہ دونوں چاہتے ہیں کہ نکال دیں تم لوگوں کو تمہاری زمین سے اپنے جادو سے اور لے جائیں تمہارے افضل رسم و رواج کو۔''

تِمۡثَالٌ — ج تَمَاثِیۡلُ۔ اسم جامد ہے اور اسم ذات ہے۔ تصویر۔ کسی چیز کا مجسمہ۔ ﴿مَا هٰذِهِ التَّمَاثِیۡلُ الَّتِیۡۤ اَنۡتُمۡ لَهَا عٰكِفُوۡنَ ﴿۵۲﴾﴾ (21/الانبیاء:52) ''کیا ہیں یہ مجسمے جن کیلئے تم لوگ اعتکاف کرتے ہو۔''

(تفعّل) تَمَثُّلًا — کسی کے جیسا ہوجانا۔ مشابہ ہوجانا۔ ﴿فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِیًّا ﴿۱۷﴾﴾ (19/مریم:6) ''تو وہ اس کے لئے مکمل آدمی جیسا ہوگیا)''

و ق د

40

(ض) وُقُوْدًا اور

وَقْدًا — آگ کا بھڑکنا۔چمکنا۔

وَقُوْدٌ — اسم ذات ہے۔آگ میں جلنے والی چیز۔ایندھن۔﴿فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ﴾(2/البقرہ:24)''تو بچو آگ سے جس کا ایندھن ہیں انسان اور پتھر۔''

(افعال) اِيْقَادًا — آگ کو بھڑکانا۔کسی چیز کو چمکانا۔﴿كُلَّمَا أَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللّٰهُ﴾(5/المائدہ:24)''جب کبھی وہ لوگ بھڑکاتے ہیں لڑائی کی آگ تو بجھا دیتا ہے اس کو اللہ۔''

يُوْقَدُ — مضارع مجہول ہے۔بھڑکایا جاتا ہے۔﴿كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ﴾(24/النور:35)''گویا کہ وہ ہے ایک چمکدار ستارہ جو چمکایا جاتا ہے ایک مبارک درخت سے جو زیتون ہے یعنی زیتون کے تیل سے۔''

(استفعال) اِسْتِيْقَادًا — آگ جلانا۔سلگانا۔آیت زیر مطالعہ۔

ض و ء

(ن) ضَوْءً — روشن ہونا۔

ضَوْءٌ — ج ضِيَاءٌ۔اسم ذات بھی ہے۔روشنی۔﴿مَنْ إِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَأْتِيْكُمْ بِضِيَاءٍ﴾(28/القصص:71)''کون اِلٰہ ہے اللہ کے سوا جو لاتا ہے تم لوگوں کے لئے روشنیاں۔''

(افعال) اِضَاءَةً — روشن ہونا۔روشن کرنا۔(لازم ومتعدی)﴿يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ﴾(24/النور:35)''قریب ہے کہ اس کا تیل روشن ہو جائے۔''

ح و ل

(ن) حَوْلًا — ایک حالت سے دوسری حالت میں بدلنا۔متحرک ہونا۔کسی دو چیزوں کے درمیان حائل ہونا (متحرک ہونے کی وجہ سے) حائل کرنا۔(لازم ومتعدی)﴿وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ﴾(11/ھود:43)''اور حائل ہوئی ان دونوں کے درمیان موج۔﴿وَاعْلَمُوْٓا أَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ﴾(8/الانفال:24)''اور تم لوگ جان لو کہ اللہ حائل کرتا ہے۔انسان اور اس کے دل کے درمیان یعنی انسان اور اسکے دلی ارادوں کے درمیان اللہ تعالیٰ اپنا حکم یا فیصلہ حائل کرتا ہے یعنی (Man Proposes,God Disposes)۔''

حِيْلَ — ماضی مجہول ہے۔حائل کیا گیا۔﴿وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ﴾(34/سبا:54)''اور حائل کی گئی یعنی رکاوٹ یا روک ان کے اور جو وہ چاہتے تھے اس کے درمیان۔''

حَوْلٌ — اسم ظرف ہے۔(1) کسی کے اردگرد کی جگہ۔﴿قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗٓ أَلَا تَسْتَمِعُوْنَ﴾(26/الشعراء:25)''اس نے کہا ان سے جو اس کے اردگرد تھے کیا تم لوگ غور سے سنتے نہیں ہو؟۔''
(2) ایک سال۔کیونکہ اس عرصہ میں زمین سورج کے اردگرد اپنی حرکت یعنی گردش مکمل کرتی ہے۔﴿وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ﴾(2/البقرہ:233)''اور مائیں دودھ پلائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال۔''

حِیْلَةً اسم ذات ہے۔ مقصد تک پہنچنے کیلئے پوشیدہ حرکت یعنی خفیہ تدبیر۔ ﴿لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَةً وَّ لَا یَھْتَدُوْنَ سَبِیْلًا ﴾ (4/النساء:98) ’’وہ لوگ استطاعت نہیں رکھتے کسی خفیہ تدبیر کی اور نہ کوئی راستہ پاتے ہیں۔‘‘

(تفعیل) **تَحْوِیْلًا** متحرک کرنا۔ الٹنا پلٹنا۔ تبدیل کرنا۔ ﴿فَلَا یَمْلِکُوْنَ کَشْفَ الضُّرِّ عَنْکُمْ وَ لَا تَحْوِیْلًا ﴾ (17/بنی اسرائیل:56) ’’اور وہ لوگ اختیار نہیں رکھتے تکلیف کو دور کرنے کا تم لوگوں سے اور نہ ہی تبدیل کرنے کا۔‘‘

ظ	ل	م

(ض) **ظُلْمًا** کسی چیز کو اس کے صحیح مقام سے ہٹا دینا۔ زیادتی کرنا۔ ظلم کرنا۔ ﴿وَ مَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ﴾ (65/الطلاق:1) ’’اور جو تجاوز کرتا ہے اللہ کی حدود سے تو اس نے ظلم کیا ہے اپنے آپ پر۔‘‘ ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ﴾ (4/النساء:40) ’’بیشک اللہ ظلم نہیں کرتا ذرہ بھر بھی)۔‘‘

ظُلْمٌ اسم ذات بھی ہے۔ زیادتی۔ ظلم۔ ﴿اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ﴾ (31/لقمان:13) ’’بیشک شرک ایک عظیم ظلم ہے۔‘‘

ظَالِمٌ اسم فاعل ہے۔ ظلم کرنے والا۔ ﴿وَ مَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴾ (2/البقرہ:229) ’’اور جو تجاوز کرتے ہیں اللہ کی حدود سے تو وہ لوگ ہی ظلم کرنے والے ہیں۔‘‘

ظَلُوْمٌ فَعُوْلٌ کے وزن پر اسم المبالغہ ہے۔ دل کھول کر ظلم کرنے والا۔ ﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ ﴾ (14/ابراہیم:34) ’’بیشک انسان بہت ظلم کرنے والا بڑا ناشکرا ہے۔‘‘

ظَلَّامٌ فَعَّالٌ کے وزن پر اسم المبالغہ ہے۔ بہت زیادہ ظلم کرنے والا۔ ﴿وَ اَنَّ اللّٰهَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ﴾ (3/آل عمران:182) ’’اور یہ کہ اللہ ظلم کرنے والا قطعی نہیں ہے بندوں پر۔‘‘ صیغہ مبالغہ میں نفی کر کے معمولی ظلم کی بھی شدید نفی کی گئی ہے۔

اَظْلَمُ اسم التفضیل ہے۔ زیادہ ظالم۔ ﴿وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُکِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا﴾ (18/الکہف:57) ’’اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جس کو یاد دلائی گئیں اس کے رب کی آیات تو اس نے منہ موڑا ان سے۔‘‘

(س) **ظَلَمًا** تاریک ہونا۔ اندھیرا ہونا۔

ظُلْمَةٌ ج ظُلُمٰتٌ۔ اسم ذات ہے۔ تاریکی۔ اندھیرا۔ ﴿اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ﴾ (2/البقرہ:257) ’’اللہ ولی ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے وہ نکالتا ہے ان کو اندھیروں سے نور کی طرف۔‘‘

(افعال) **اِظْلَامًا** اندھیرا چھا جانا۔ اندھیرے میں ہونا۔ ﴿وَ اِذَآ اَظْلَمَ عَلَیْهِمْ قَامُوْا ﴾ (2/البقرہ:20) ’’اور جب اندھیرا چھا جاتا ہے ان پر تو کھڑے رہتے ہیں۔‘‘

مُظْلِمٌ اسم الفاعل ہے۔ اندھیرے میں ہونے والا۔ ﴿وَ اٰیَةٌ لَّهُمُ الَّیْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ﴾ (36/یٰسین:37) ’’اور نشانی ہے ان کے لئے رات، ہم کھینچ لیتے ہیں اس میں سے دن کو تو وہ اندھیرے میں ہونے والے ہیں۔‘‘

ترکیب

مَثَلُهُمْ مبتداء ہے۔اور کَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا موصول وصلہ مل کر اس کی خبر ہے۔لَمَّا حرف شرط ہے اور اَضَاءَتْ 40 مَاحَوْلَهٗ شرط ہے۔ذَهَبَ اللّٰهُ سے آخیر تک جواب شرط ہے۔

مَثَلُهُمْ میں هُمْ کی ضمیر گذشتہ آیت میں بیان کردہ،ضعیف ایمان والوں کے اس گروہ کے لئے ہے جو بالآخر ہدایت چھوڑ کر گمراہی کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ اَضَاءَتْ میں ضمیر فاعلی هِيَ، نَارٌ یعنی آگ کے لئے ہے۔بِنُوْرِهِمْ میں هِمْ کی ضمیر الَّذِیْ کے لئے ہے۔تَرَكَ میں ضمیر فاعلی هُوَ ،اللہ کے لئے ہے۔

ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ میں ذَهَبَ فعل لازم ہے۔اس لئے اس کا لفظی ترجمہ ہے۔''اللہ گیا ان کے نور کے ساتھ'' ۔اردو محاورہ میں یہ مفہوم متعدی جملہ سے بہتر ادا ہوتا ہے۔اس لئے ہم کہتے ہیں کہ اللہ ان کے نور کو لے گیا۔ لَا یُبْصِرُوْنَ پورا جملہ فعلیہ حال ہے جو مَثَلُهُمْ میں هُمْ کی حالت بیان کر رہا ہے۔

ترجمہ

مَثَلُهُمْ	كَمَثَلِ الَّذِی	اسْتَوْقَدَ نَارًا	فَلَمَّآ اَضَاءَتْ
ان لوگوں کی مثال	اس کی مثال کی مانند ہے جس نے	جلایا آگ کو	پس جب اس نے روشن کیا

مَاحَوْلَهٗ	ذَهَبَ اللّٰهُ	بِنُوْرِهِمْ	وَ تَرَكَهُمْ
اس کو جو اس کے ارد گرد تھا	تو اللہ گیا	ان کے نور کے ساتھ	اور اس نے چھوڑ دیا ان کو

فِیْ ظُلُمٰتٍ	لَّا یُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷﴾
اندھیروں میں	اس حال میں کہ وہ لوگ بصارت نہیں کرتے

نوٹ۔1

ظاہری آنکھ سے دیکھنے کے لئے دو روشنیاں درکار ہیں۔ایک یہ کہ ماحول روشن ہو۔دوسرے یہ کہ آنکھ کے اندر بھی روشنی ہو۔کسی کی آنکھ کتنی بھی تیز ہو۔لیکن اگر ماحول میں اندھیرا ہے تو اسے کچھ نظر نہیں آئے گا۔اور اگر آنکھ میں روشنی نہ ہو یعنی آدمی اندھا ہو،تو سورج کتنا بھی چمکے،اسے پھر بھی کچھ نظر نہیں آئے گا۔

اسی طرح اس کائنات کے حقائق کا ادراک کرنے اور ان کے متعلق درست عقائد اور نظریات تک رسائی حاصل کرنے یعنی ہدایت پانے کے لئے بھی دو روشنیاں درکار ہیں۔ایک حقائق کے علم کی روشنی ہے۔دوسرا نور فطرت ہے۔جن باتوں کا عرفان فطرت میں ودیعت کر کے انسان کو یہاں بھیجا گیا ہے،اسے نور فطرت کہتے ہیں۔اس کے موجود ہونے کا مطلب یہ ہے کہ انسان کا دل،عقل کے فیصلوں کی تصدیق یا تکذیب ،فطرت کے تقاضوں کے مطابق کرے اور اس کے وولٹیج میں اتنی پاور ہو کہ انسان اسے قبول کرے۔کسی انسان میں اس صلاحیت کے فقدان کا مطلب یہ ہے کہ اس کا نورِ فطرت بجھ چکا ہے۔اب اگر وہ قرآن وحدیث میں PHD بھی کر لے تب بھی ہدایت نہیں پائے گا۔

اس بات کو یوں سمجھ لیں کہ اگر کسی انسان میں اتنی اخلاقی جرأت موجود ہے کہ وہ اپنی فطرت کی پکار پر لبیک کہہ سکے،تو گویا اس کا نورِ فطرت زندہ ہے۔ضعفِ ایمان کا مطلب یہ ہے کہ نورِ فطرت ابھی بجھا نہیں ہے۔البتہ اس کا وولٹیج کم ہو گیا ہے۔اور جب انسان اپنی فطرت کی پکار کو سننے،سمجھنے اور اس کا اقرار کرنے سے انکار کرتا ہے،تو گویا اس کا نورِ فطرت بجھ گیا۔ایسا اس وقت ہوتا ہے جب انسان اپنی خواہشات اور امنگوں سے مغلوب ہو جاتا ہے۔یہ بھی اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا نظام اور قانون ہے اس لئے فاعل حقیقی ہونے کے حوالہ سے فرمایا کہ اللہ ان کے نور کو لے گیا۔

40

آیت نمبر: 18

﴿صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَۙ۝۱۸﴾

ص م م

(س) **صَمَمًا**: اونچا سننا یا بالکل نہ سننا۔ بہرا ہونا۔ ﴿وَ حَسِبُوْۤا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَ صَمُّوْا﴾ (5/المآئدہ: 71) ”اور ان لوگوں نے گمان کیا کہ کوئی آزمائش نہ ہوگی تو وہ لوگ اندھے ہوئے اور بہرے ہوئے۔“

اَصَمُّ: ج صُمٌّ۔ اَفْعَلُ الوان وعیوب ہے بطور صفت استعمال ہوتا ہے۔ بہرا۔ ﴿مَثَلُ الْفَرِیْقَیْنِ كَالْاَعْمٰی وَ الْاَصَمِّ﴾ (11/ھود: 24) ”دونوں فریقوں کی مثال ایک اندھے کی مانند اور بہرے کی مانند“۔ ﴿اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ۝۲۲﴾ (8/الانفال: 22) ”بیشک جانداروں میں بدترین، اللہ کے نزدیک، بہرے گونگے ہیں جو عقل استعمال نہیں کرتے۔“

(افعال) **اِصْمَاماً**: کسی کو بہرا کرنا۔ ﴿اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَ اَعْمٰۤی اَبْصَارَهُمْ۝۲۳﴾ (47/محمد: 23) ”وہ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی پس اس نے انہیں بہرا کیا اور ان کی بصارت کو اندھا کیا۔“

ب ک م

(س) **بَكَمًا**: گونگا ہونا۔

اَبْكَمُ: ج بُكْمٌ ۔ اَفْعَلُ الوان وعیوب ہے بطور صفت استعمال ہوتا ہے۔ گونگا۔ اوپر آیت نمبر (8/الانفال: 22)

ع م ی

(س) **عَمًیا**: آنکھ کا یا دل کا اندھا ہونا۔ اوپر آیت نمبر۔ (5/المآئدہ: 71) دیکھیں۔

اَعْمٰی: ج عُمْیٌ۔ اَفْعَلُ الوان وعیوب ہے۔ اندھا۔ اوپر آیت نمبر۔ (11/ھود: 24) دیکھیں۔

(افعال) **اِعْمَاءً**: اندھا کرنا۔ اوپر آیت نمبر۔ (47/محمد: 23) دیکھیں۔

(تفعیل) **تَعْمِیَةً**: کسی چیز کی حقیقت کو پوشیدہ کر دینا۔ کسی معاملہ میں اندھا کر دینا۔ ﴿وَ اٰتٰىنِیْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّیَتْ عَلَیْكُمْ ؕ﴾ (11/ھود: 28) ”اور اس نے یعنی اللہ نے دی مجھ کو رحمت اپنے پاس سے تو وہ پوشیدہ کر دی گئی تم لوگوں پر۔“

ر ج ع

(ض) **رُجُوْعًا و مَرْجِعًا**: پلٹنا۔ واپس ہونا۔ پلٹانا۔ واپس کرنا۔ (لازم اور متعدی) ﴿وَ لَمَّا رَجَعَ مُوْسٰۤی اِلٰی قَوْمِهٖ﴾ (7/الاعراف: 150) ”اور جب واپس ہوئے موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کی طرف۔“ ﴿فَرَجَعْنٰكَ اِلٰۤی اُمِّكَ﴾ (20/طٰہٰ: 40) ”تو ہم نے واپس کیا آپؑ کو آپؑ کی والدہ کی طرف۔“

رَجْعٌ: اسم ذات ہے۔ واپسی۔ بارش (کیونکہ سمندر کا پانی اس کی طرف واپس آتا ہے) ﴿ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِیْدٌ۝۳﴾ (50/ق: 3) ”وہ دور کی واپسی ہے۔ یعنی محال ہے۔“ ﴿وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِۙ۝۱۱﴾ (86/الطارق: 11) ”قسم ہے بارش والے آسمان کی۔“

	اِرْجِعْ	فعل امر ہے۔تم واپس ہو۔پلٹو۔﴿وَ اِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا﴾(24/النور:28)''اور اگر کہا جائے تم لوگوں سے کہ واپس جاؤ تو واپس ہو جاؤ۔''
	رَاجِعٌ	اسم الفاعل ہے۔ واپس ہونے والا۔ پلٹنے والا۔﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝١٥٦﴾ (2/البقرہ:156)''ہم اللہ کے لئے ہیں اور ہم اس کی طرف ہی پلٹنے والے ہیں۔''
(تفاعل)	تَرَاجُعًا	اپنی اپنی جگہ واپس ہونا۔﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ﴾(2/البقرہ:230)''تو کوئی گناہ نہیں ان دونوں پر کہ اپنی اپنی جگہ واپس آ جائیں۔''

ترکیب

صُمٌّ، بُكْمٌ اور عُمْيٌ یہ تینوں خبر ہیں اور ان کا مبتداء هُمْ محذوف ہے۔ لَا يَرْجِعُوْنَ جملہ فعلیہ اپنے مبتداء فَهُمْ کی خبر ہے۔

ترجمہ

صُمٌّۢ	بُكْمٌ	عُمْيٌ	فَهُمْ	لَا يَرْجِعُوْنَ ۝١٨
بہرے ہیں	گونگے ہیں	اندھے ہیں	پس وہ لوگ	نہیں پلٹیں گے

نوٹ۔1

باب افعال کے پہلے صیغے میں مادہ ع م ی کی اصلی شکل اَعْمَیَ ہوتی ہے جو قاعدہ کے تحت تبدیل ہو کر اَعْمٰی ہو جاتی ہے۔ اَفْعَلُ کے وزن پر اس کی اصلی شکل اَعْمَیُ ہوتی ہے اور یہ بھی تبدیل ہو کر اَعْمٰی ہو جاتی ہے۔ ان میں تمیز عبارت کے سیاق وسباق سے ہوتی ہے۔

نوٹ۔2

چودہ سو سال پہلے کے بھی اور آج کے بھی مخالفینِ اسلام کی آنکھ، کان اور زبان بہت تیز ہوتی ہیں۔ قرآن میں ان کو اندھا، بہرا اور گونگا اس لحاظ سے کہا گیا ہے کہ ان صلاحیتوں کو وہ لوگ حق کو دیکھنے، سننے اور کہنے کے لئے استعمال نہیں کرتے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اس بات کی وضاحت موجود ہے مثلاً آیات نمبر(7/الاعراف:179)۔(10/یونس:43)-(22/الحج:46)- (47/محمد:23)

آیت نمبر: 19

﴿اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّ رَعْدٌ وَّ بَرْقٌ ۚ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ؕ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝١٩﴾

ص و ب

(ن)	صَوْبًا	اوپر سے اترنا۔بارش برسنا(ٹھیک مقدار میں)
(ض)	صَيْبًا	ٹھیک جگہ اترنا۔نشانہ پر لگنا
	صَيِّبٌ	فَعِيْلٌ کا وزن ہے۔بارش۔(اوپر سے متواتر اترنے والا پانی)۔
	صَوَابٌ	اسم ذات ہے۔ٹھیک بات۔﴿لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ قَالَ صَوَابًا ۝٣٨﴾ (78/النبا:38)''وہ لوگ بات نہیں کریں گے سوائے اس کے جسے اللہ اجازت دے اور وہ ٹھیک بات کہے گا۔''

(افعال) **اِصَابَۃً** ٹھیک نشانے پر لگنا۔ٹھیک جگہ پر پہنچنا۔(اس کا استعمال خوشگوار اور ناگوار، دونوں طرح کے اوپر سے ٹپک پڑنے والے حادثات وواقعات کے لئے ہوتا ہے۔کیونکہ یہ انھیں افراد[40] کو پہنچتے ہیں جن کے لئے وہ مخصوص ہوتے ہیں) ﴿مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۡ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ﴾ (4/النساء:79) ''جو پہنچی تم کو کوئی بھلائی تو وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو پہنچی تم کو کوئی برائی تو وہ تمہاری اپنی طرف سے ہے۔''

يُصِبْ مضارع مجزوم ہے۔﴿اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ﴾ (9/التوبۃ:50) ''اگر پہنچتی ہے تم کو ایک بھلائی تو ان لوگوں کو برا لگتا ہے۔''

مُصِيْبَةٌ اسم الفاعل ہے۔ٹھیک نشانے پر لگنے والی۔ناگہانی آفت۔﴿مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ﴾ (64/التغابن:11) ''نہیں پہنچتی کوئی آفت مگر اللہ کی اجازت سے۔''

ر ع د

(ف۔ن) **رَعْدًا** بادل کا گرجنا۔کڑکنا۔

رَعْدٌ اسم ذات ہے۔گرج۔کڑک۔

ب ر ق

(ن) **بَرْقًا** بجلی کا ظاہر ہونا۔چمکنا۔کسی چیز کا جگمگانا۔

(س) **بَرَقًا** چندھیا جانا۔حیران ہونا۔﴿فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۙ﴾ (75/القیامۃ:7) ''تو جب چندھیا جائے گی آنکھ۔''

بَرْقٌ اسم ذات ہے۔بجلی کی چمک۔

اِبْرِيْقٌ ج اَبَارِيْقُ۔اسم ذات ہے۔صراحی۔﴿يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۙ بِاَكْوَابٍ وَّ اَبَارِيْقَ ۙ﴾ (56/الواقعہ:17۔18) ''طواف کریں گے ان پر ہمیشہ رہنے والے لڑکے آبخوروں اور صراحیوں کے ساتھ۔''

اِسْتَبْرَقٌ صفت ہے۔بھڑکیلا۔چمکدار۔﴿يَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّ اِسْتَبْرَقٍ﴾ (18/الکھف:31) ''اور وہ لباس پہنیں گے سبز کپڑے کے جو باریک ریشم کے اور چمکدار ہوں گے۔''

ج ع ل

(ف) **جَعْلًا** (1) پیدا کرنا۔﴿وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ ؕ﴾ (6/الانعام:1) ''اور اس نے پیدا کیا اندھیروں کو اور نور کو۔''

(2) بنانا۔﴿الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا﴾ (2/البقرہ:22) ''جس نے بنایا تم لوگوں کے لئے زمین کو فرش کی حالت میں۔''

(3) مقرر کرنا۔﴿وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَ الْاَنْعَامِ نَصِيْبًا﴾ (6/الانعام:136) ''اور ان لوگوں نے مقرر کیا اللہ کے لئے اس میں سے جو اس نے یعنی اللہ نے پیدا کیا کھیتی اور چوپایوں میں سے ایک حصہ۔''

اِجْعَلْ فعل امر ہے۔تو بنا تو مقرر کر۔﴿قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ؕ﴾ (19/مریم:10) ''انہوں نے کہا اے میرے رب تو مقرر کردے میرے لیے ایک نشانی۔''

لَا تَجْعَلْ فعل نہی ہے۔تو مت بنا۔﴿لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ﴾ (17/بنی اسرائیل:22) ''تو مت بنا اللہ

کے ساتھ کوئی دوسرا الٰہ۔“

40

جَاعِلٌ — اسم الفاعل ہے۔ بنانے والا۔ ﴿اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ﴾ (2/البقرہ:30) ”بیشک میں مقرر کرنے والا ہوں زمین میں ایک خلیفہ۔“

ص	ب	ع

(ف) سَبْعًا — انگلی سے اشارہ کرکے بتانا۔

اِصْبَعٌ — ج اَصَابِعُ۔ اسم ذات ہے۔ انگلی۔ (اِصْبَعٌ عربی کے ان چند الفاظ میں سے ہے جس کی متعدد شکلوں کا استعمال جائز ہے۔ دراصل اس کا ہمزہ بھی اور عین کلمہ (ب) بھی تینوں حرکات کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ اس طرح دونوں حروف کی مختلف حرکات کے امتزاج سے جتنی شکلیں بنیں گی وہ سب جائز ہیں)۔

ء	ذ	ن

(س) اَذَنًا — کان لگانا۔ سننا۔ ﴿وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ ۙ﴾ (84/الانشقاق:5) ”اور وہ سنے گی اپنے رب کی یعنی اس کے حکم کو اور اس پر واجب بھی ہے۔“

اِذْنًا — اجازت دینا۔ ﴿یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ﴾ (20/طٰہٰ:109) ”اس دن نفع نہیں دے گی شفاعت سوائے اس کے جس کو اجازت دی رحمٰن نے۔“

اِیْذَنْ — فعل امر ہے۔ تو اجازت دے۔ ﴿وَ مِنْهُمْ مَّنْ یَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّیْ﴾ (9/التوبۃ:49) ”اور ان میں ہے جو کہتا ہے آپ ﷺ اجازت دیں مجھ کو۔“

اُذُنٌ — ج اٰذَانٌ۔ اسم ذات ہے۔ کان۔ ﴿لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّ تَعِیَهَاۤ اُذُنٌ وَّاعِیَةٌ ﴾ (69/الحاقۃ:12) ”تاکہ ہم بنادیں اس کو تمہارے لئے یاددہانی اور محفوظ رکھے اس کو محفوظ کرنے والا کان۔“ ﴿اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِهَا ؗ﴾ (7/الاعراف:195) ”کیا ان کے کان ہیں وہ لوگ سنتے ہیں جس سے۔“

اَذَانٌ — اسم ذات ہے۔ اعلان۔ پکار۔ نماز کی اذان۔ ﴿وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ﴾ (9/التوبۃ:3) ”اور اعلان ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے۔“

اِذْنٌ — اسم ذات ہے۔ اجازت۔ ﴿وَ مَا هُمْ بِضَآرِّیْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ﴾ (2/البقرہ:102) ”اور وہ ضرر پہنچانے والے نہیں ہیں اس سے کسی ایک کو بھی مگر اللہ کی اجازت سے۔“

(افعال) اِیْذَانًا — سنانا۔ آگاہ کرنا۔ خبردار کرنا۔ ﴿فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ وَ اِنْ اَدْرِیْۤ اَقَرِیْبٌ اَمْ بَعِیْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ﴾ (21/الانبیاء:109) ”تو آپ ﷺ کہہ دیجئے میں نے آگاہ کیا تم لوگوں کو پوری طرح اور میں نہیں جانتا آیا وہ قریب ہے یا دور ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔“

(تفعیل) تَاْذِیْنًا — سنانا۔ پکارنا۔ اذان دینا۔ ﴿فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَیْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ ﴾ (7/الاعراف:44) ”تو پکارا ایک پکارنے والے نے ان کے مابین کہ اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر۔“

مُؤَذِّنٌ — اسم الفاعل ہے۔ پکارنے والا۔

اَذِّنْ — فعل امر ہے۔ تو پکار۔ ﴿وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ﴾ (22/الحج:27) ”اور آپ پکاریئے لوگوں کو حج کے لیے۔“

(تفعّل) تَاَذُّنًا — کان کھول کر سنا دینا۔ جتا دینا۔ ﴿وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ﴾ (14/ابراہیم:7) ”اور جب جتایا تمہارے رب نے اگر تم لوگ شکر کرو تو میں لازماً زیادہ کروں گا تم کو۔“

(استفعال) **اِسْتِئْذَانًا** اجازت طلب کرنا۔﴿ اِسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ ﴾(9/التوبۃ:86)''اجازت طلب کی 40
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان میں کے صاحب حیثیت لوگوں نے۔''

ص ع ق

(ف) **صَاعِقَةٌ** بجلی گرنا۔بجلی گرانا۔

(س) **صَعْقًا** ہولناک دھماکہ ہونا۔گرجنا۔گرج کی آواز سے مرنا۔بیہوش ہونا۔ ﴿ وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ﴾(39/الزمر:68)''اور پھونکا جائے گا صور میں تو مر جائیں گے جو بھی آسمانوں میں ہیں اور جو بھی زمین میں ہے مگر جس کو اللہ چاہے۔''

صَعِقٌ صفت ہے۔مردہ۔بیہوش۔﴿ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ﴾(7/الاعراف:143)''پس جب تجلی ڈالی اس کے رب نے پہاڑ پر تو کر دیا اس کو پاش پاش اور گر پڑے موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر۔''

صَائِقَةٌ ج صَوَاعِقُ۔اسم ذات ہے۔ آسمان سے گرنے والی بجلی۔ چیخ۔عذاب۔﴿ فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ ﴾(2/البقرۃ:55)''تو پکڑا تم کو زوردار چیخ نے۔''

ح ذ ر

(س) **حَذَرًا** محتاط رہنا۔بچنا۔ڈرنا۔﴿ يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ﴾(9/التوبۃ:64)''ڈرتے ہیں منافق کہ اتاری جائے ان پر کوئی سورہ جو خبر دے ان کو اس کی جو ان کے دلوں میں ہے۔''

اِحْذَرْ فعل امر ہے۔تم بچو۔﴿ اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ﴾(64/التغابن:14)''بیشک تمہارے جوڑوں میں اور تمہاری اولاد میں تمہارے دشمن ہیں بس تم لوگ ان سے محتاط رہو۔''

لِيَحْذَرْ امر غائب ہے۔ چاہیے کہ وہ بچے۔﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ ﴾(24/النور:63)''پس چاہیے کہ وہ لوگ ڈریں جو خلاف کرتے ہیں اس کے حکم سے کہ ان کو پہنچے کوئی آزمائش۔''

حَاذِرٌ اسم الفاعل ہے۔بچاؤ کی تیاری کرنے والا۔﴿ وَ اِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ﴾(26/الشعراء:56)''اور یقینا ہم سب کے سب بچاؤ کی تیاری کرنے والے ہیں۔''

حَذَرٌ اسم ذات ہے۔ڈر۔خوف۔ ﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ هُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ﴾(2/البقرۃ:243)''کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جو نکلے اپنے گھروں سے اور وہ ہزاروں تھے،موت کے ڈر سے۔''

حِذْرٌ اسم ذات ہے۔بچاؤ کا ہتھیار۔اسلحہ۔﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ ﴾(4/النساء:71)''اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم لوگ پکڑو اپنے ہتھیار۔''

مَحْذُوْرٌ اسم ذات ہے۔وہ چیز جس سے بچاؤ﴿ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴾(17/بنی اسرائیل:57)''بیشک تیرے رب کا عذاب بچنے کی چیز ہے۔''

(تفعیل) **تَحْذِیْرًا** محتاط رہنے کی تلقین کرنا۔ ﴿وَ یُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ﴾ (3/آل عمران: 28، 30) ''اور اللہ تم کو محتاط رہنے کی تلقین کرتا ہے اپنا نفس سے۔''

م	و	ت

(ن) **مَوْتًا** آگ کا بجھنا۔ کسی چیز کا بے جان ہونا۔ مرنا۔ ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ﴾ (2/البقرہ: 161) ''بیشک جن لوگوں نے کفر کیا اور وہ مرے اس حال میں کہ وہ کافر تھے، تو وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی لعنت ہے۔''

تَمُتْ مضارع مجزوم ہے۔ ﴿اَللّٰهُ یَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَ الَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا﴾ (39/الزمر: 42) ''اللہ پورا لے لیتا ہے جان کو اسکی موت کے وقت اور اس کو بھی جو نہیں مرتی ہے اپنی نیند میں۔''

مُتْ فعل امر ہے۔ تو مر جا۔ ﴿فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا﴾ (2/البقرہ: 243) ''تو کہا ان لوگوں سے اللہ نے کہ تم لوگ مر جاؤ۔''

مَیِّتٌ ج مَیِّتُوْنَ ۔ اَمْوَاتٌ۔ اسم صفت ہے۔ وہ چیز جس میں پہلے جان تھی اب نہیں ہے۔ مردہ۔ ﴿اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ﴾ (39/الزمر: 30) ''بیشک تم کو مردہ ہونا ہے اور ان لوگوں کو بھی مردہ ہونا ہے۔'' ﴿كَیْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاكُمْ﴾ (2/البقرہ: 28) ''تم لوگ کیسے انکار کرتے ہو اللہ کا حالانکہ تم لوگ مردہ تھے تو اس نے زندہ کیا تم لوگوں کو۔''

مَیْتٌ اور مَیْتَةٌ جمع مَوْتٰی اسم صفت ہے۔ اور مَیْتٌ کی مونث ہے۔ بے جان چیز۔ مردہ۔ ﴿وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ۝ لِّنُحْیِۦَ بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا﴾ (25/الفرقان: 48-49) ''اور ہم نے نازل کیا آسمان سے پاک پانی تاکہ ہم زندہ کریں اس سے کسی مردہ شہر کو۔'' ﴿وَ اٰیَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَیْتَةُ اَحْیَیْنٰهَا﴾ (36/یٰسین: 33) ''اور ایک نشانی ہے ان کے لیے مردہ زمین، ہم نے زندہ کی اس کو۔'' ﴿وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی﴾ (2/البقرہ: 260) ''اور جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے اے میرے رب تو دکھا دے مجھے کہ تو کیسے زندہ کرے گا مردوں کو۔''

مَوْتٌ اور مَوْتَةٌ اسم ذات ہے۔ بے جان ہونے کی کیفیت۔ موت۔ ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾ (3/آل عمران: 185) ''ہر جان موت کو چکھنے والی ہے۔'' ﴿لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰی﴾ (44/الدخان: 56) ''وہ لوگ نہیں چکھیں گے اس میں موت کو سوائے پہلی موت کے۔''

مَمَاتٌ اسم الظرف ہے۔ مردہ رہنے کا عرصہ۔ زمانۂ موت۔ ﴿اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْ﴾ (45/الجاثیہ: 21) ''کیا گمان کیا ان لوگوں نے جنہوں نے ارتکاب کیا برائیوں کا، کہ ہم ان کو بنا دیں گے ان لوگوں کی طرح جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک کام کیئے، تاکہ برابر کر دیں ان کا عرصۂ حیات اور ان کا زمانۂ موت۔''

(افعال) **اِمَاتَةً** کسی کو موت دینا۔ مردہ کرنا۔ ﴿فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ﴾ (2/البقرہ: 259) ''تو موت دی اس کو اللہ نے ایک سو برس تک پھر اٹھایا اسکو۔''

40

ح و ط

(ن) حَوْطًا حفاظت کرنا۔ دیکھ بھال رکھنا۔

(افعال) اِحَاطَةً چاروں طرف سے گھیرنا۔ احاطہ کرنا۔﴿وَ لَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ﴾ (2/البقرہ:255)''اور وہ لوگ احاطہ نہیں کرتے کسی چیز کا اس کے علم میں سے مگر جو وہ چاہے۔''

مُحِيْطٌ اسم الفاعل ہے۔ گھیرنے والا۔﴿وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ﴾ (29/العنکبوت:54) ''یقینا جہنم چاروں طرف سے گھیرنے والی ہے کافروں کو۔''

ترکیب

كَصَيِّبٍ خبر ہے جبکہ مِنَ السَّمَاءِ متعلق خبر ہے۔ اس کا مبتداء مَثَلُهُمْ محذوف ہے۔ پورا جملہ اس طرح ہوتا اَوْ مَثَلُهُمْ كَصَيِّبٍ۔ جبکہ ظُلُمٰتٌ ،رَعْدٌ اور بَرْقٌ مبتداء موخر نکرہ ہیں۔ ان کی خبر مَوْجُوْدٌ محذوف ہے۔ فِيْهِ اصلاً متعلق خبر تھا لیکن اب قائم مقام خبر مقدم ہے۔ فِيْهِ میں ضمیر صَيِّبٍ کے لئے ہے، اَلسَّمَاءِ کے لئے نہیں ہے۔ يَجْعَلُوْنَ فعل ہے۔ اس کا فاعل اس میں شامل ضمیر هُمْ ہے۔ اَصَابِعَهُمْ اس کا مفعول ہے۔ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ متعلق فعل ہے۔ حَذَرَ الْمَوْتِ کو يَجْعَلُوْنَ کا مفعول ثانی بھی مانا جاسکتا ہے۔ ایسی صورت میں ترجمہ ہوگا ''موت کے ڈر کے سبب سے''۔ اور اس کو حال بھی مانا جاسکتا ہے۔ تب ترجمہ ہوگا۔ ''موت کے ڈر کی حالت میں''۔ مِنَ الصَّوَاعِقِ ،حَذَرَ الْمَوْتِ سے متعلق ہے۔

حَذَرَ الْمَوْتِ میں یہ بات نوٹ کرلیں کہ حَذَرَ ماضی کا پہلا صیغہ نہیں ہے۔ یہ اسم حَذَرٌ ہے جو منصوب ہونے کی وجہ سے حَذَرًا ہوا۔ پھر مضاف ہونے کی وجہ سے تنوین ختم ہوئی تو حَذَرَ استعمال ہوا۔

ترجمہ

اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ	فِيْهِ	ظُلُمٰتٌ	وَّ رَعْدٌ
یا آسمان سے بارش کی مانند ہے	اس میں	اندھیرے ہیں	اور بادل کی گرج ہے

وَّ بَرْقٌ	يَجْعَلُوْنَ	اَصَابِعَهُمْ	فِيْٓ اٰذَانِهِمْ	مِّنَ الصَّوَاعِقِ
اور بجلی کی چمک ہے	وہ لوگ رکھتے ہیں	اپنی انگلیوں کو	اپنے کانوں میں	بجلی گرنے سے

حَذَرَ الْمَوْتِ	وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ	بِالْكٰفِرِيْنَ ⑲
موت کے ڈر سے	اور اللہ گھیرنے والا ہے	کافروں کو

آیت نمبر: 20

﴿يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ؕ كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ۙ وَ اِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَ اَبْصَارِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ⑳﴾

ک و د

(س) كَوْدًا کام کرنے کے قریب ہونا لیکن نہ کرنا۔ ارادہ کرنا۔﴿اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْ لَآ اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ؕ﴾ (25/الفرقان:42)''قریب تھا کہ وہ ہمیں بہکا دے ہمارے خداؤں سے اگر نہ ہوتا کہ ہم ڈٹے رہے ان پر۔''

﴿تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ﴾ (19/مریم:90)''قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں اس سے۔'' ﴿اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا﴾ (20/طٰہٰ:15)''یقینا قیامت آنے والی ہے، میں ارادہ کرتا ہوں کہ میں خفیہ رکھوں اس کو۔'' ۔كَادَ۔يُكَادُ کے ساتھ اگر حرف نفی آئے تو معنی ہوتے ہیں ''قریب تھا کہ نہ کرے یا لگتا نہیں تھا کہ کرے لیکن کرلیا۔ ﴿فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ﴾ (2/البقرہ:71)''پس ان لوگوں نے ذبح کیا اس کو اور لگتا نہیں تھا کہ وہ لوگ کریں۔''

40

خ ط ف

(س) **خَطْفًا** اُچک لینا۔﴿وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ﴾ (22/الحج:31) ''اور جس نے شرک کیا اللہ کے ساتھ تو گویا کہ وہ گرا آسمان سے پس اچک لے جاتے ہیں اس کو پرندے۔''

(تفعّل) **تَخَطُّفًا** کھینچ کر یا گھسیٹ کر لے جانا۔﴿تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ﴾ (8/الانفال:26)''تم لوگ ڈرتے تھے کہ تم کو زبردستی لے جائیں لوگ۔''

م ش ی

(ض) **مَشْيًا** قصد اور ارادہ سے چلنا۔﴿اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ﴾ (7/الاعراف:195)''کیا ان کے پاؤں ہیں وہ لوگ چلتے ہیں جن سے۔''

اِمْشِ ج اِمْشُوْا۔ فعل امر ہے۔تو چل۔﴿هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا﴾ (67/الملک:15)''وہ ہے جس نے بنایا تم لوگوں کے لئے زمین کو بے ضرر، تو تم لوگ چلو اس کے راستوں میں۔''

مَشْيٌ اسم ذات ہے۔چال۔﴿وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ﴾ (31/لقمان:19)''اور تم میانہ روی کرو اپنی چال میں۔''

مَشَّاءٌ فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔بہت زیادہ چلنے والا۔﴿هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ﴾ (68/القلم:11)''بہت طعنے دینے والا۔چغلی لیے پھرنے والا۔''

مَشِيَّةٌ ارادہ۔قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا۔

ش ی ء

(ف) **شَيْئًا** چاہنا۔خواہش کرنا۔﴿مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾ (18/الکہف:39)''جو چاہا اللہ نے، کوئی قوت نہیں مگر اللہ سے۔''

شَيْءٌ ج اَشْيَاءُ۔اسم ذات ہے۔اللہ کی مشیت کا ظہور یا وجود۔چیز جو جانی پہچانی جائے اور جس کی خبر دی جاسکے۔﴿وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ (2/البقرہ:29)''اور وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔'' ﴿لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ (5/المآئدہ:101)''تم لوگ مت پوچھو چیزوں کے بارے میں اگر وہ ظاہر کی جائیں تو تم کو بُری لگیں۔''

مَشِيْئَةٌ اسم ذات ہے۔خواہش۔چاہت۔قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا۔

ذ ہ ب

(ف) **ذَهَابًا** جانا۔﴿ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ﴾ (11/ھود:10)''گئیں برائیاں مجھ سے۔''

اِذْهَبْ — فعل امر ہے۔ تو جا۔ ﴿ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ ﴾ (20/طٰہٰ:24) ’’آپ جایئے فرعون کی طرف۔‘‘

ذَاهِبٌ — اسم الفاعل ہے۔ جانے والا۔ ﴿ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ ﴾ (37/الصفات:99) ’’میں جانے والا ہوں اپنے رب کی طرف۔‘‘

مَذْهَبٌ — اسم الظرف ہے۔ جانے کی جگہ یعنی راستہ۔ اعتقاد پر عمل کرنے کا طریقہ۔ قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا۔

(س) ذَهَبًا — کان میں سونا دیکھ کر حیران ہونا۔ قرآن مجید میں فعل استعمال نہیں ہوا۔

ذَهَبٌ — اسم ذات ہے۔ سونا ﴿ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ ﴾ (43/الزخرف:71) ’’طواف کریں گے ان پر سونے کے پیالوں کے ساتھ۔‘‘

(افعال) اِذْهَابًا — لے جانا۔ ﴿ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ﴾ (35/فاطر:34) ’’اللہ کا شکر ہے جو لے گیا ہم سے پچھتاوے کو۔‘‘

ق	د	ر

(ن۔ض۔س) (۱) قَدْرًا — اندازہ کرنا۔ اندازہ لگانا۔ ﴿ اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ۝ ﴾ (77/المرسلات:20۔23) ’’کیا ہم نے پیدا نہیں کیا تم کو ایک بے وقعت پانی سے پھر ہم نے رکھا اس کو ایک محفوظ ٹھکانے میں ایک معلوم اندازے تک، پھر ہم نے اندازہ کیا تو ہم کیا ہی اچھا اندازہ کرنے والے ہیں۔‘‘ ﴿ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ﴾ (13/الرعد:26) ’’اللہ کشادہ کرتا ہے رزق کو جس کے لئے وہ چاہتا ہے اور اندازہ لگاتا ہے یعنی جس کو چاہتا ہے ناپ تول کر دیتا ہے۔‘‘

(۲) قُدْرَةً — قابو یافتہ ہونا۔ قدرت رکھنا۔ ﴿ وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ ﴾ (16/النحل:76) ’’اللہ ایک مثال دیتا ہے دو آدمیوں کی، ان میں کا ایک گونگا ہے وہ قدرت نہیں رکھتا کسی چیز پر۔‘‘

(۳) قَدْرًا — کسی کی عظمت کا ادراک کرنا۔ تعظیم کرنا۔ ﴿ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ ﴾ (6/الانعام:91) ’’اور ان لوگوں نے تعظیم نہیں کی اللہ کی جیسا کہ اس کی تعظیم کا حق ہے۔‘‘

قَدَرٌ — اسم ذات ہے۔ اندازہ۔ ﴿ وَ الَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ﴾ (43/الزخرف:11) ’’اور جس نے نازل کیا آسمان سے پانی ایک اندازے سے۔‘‘

قَدْرٌ — اسم ذات ہے۔ کسی چیز کی عظمت (INTRINSIC VALUE) ﴿ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ ﴾ (97/القدر:1) ’’اور ہم نے اتارا اس کو عظمت والی رات میں۔‘‘ ﴿ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝ ﴾ (65/الطلاق:3) ’’اللہ نے بنایا ہے ہر چیز کے لئے ایک قدر و قیمت۔‘‘

قَادِرٌ — فَاعِلٌ کے وزن پر اسم الفاعل ہے۔ قدرت رکھنے والا۔ اندازہ کرنے والا۔ ﴿ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۝ ﴾ (75/القیامۃ:40) ’’کیا وہ قدرت رکھنے والا نہیں ہے اس پر کہ وہ زندہ کرے مردہ کو۔‘‘

قَدِيْرٌ — فَعِيْلٌ کے وزن پر اسم الفاعل ہے۔ ہر وقت قدرت رکھنے والا۔ ﴿ وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۝ ﴾ (22/الحج:39) ’’بیشک اللہ ان کی مدد پر ہر وقت قدرت رکھنے والا ہے۔‘‘

	مِقْدَارٌ	مِفْعَالٌ کے وزن پر اسم الآلہ ہے۔اندازہ کرنے کا پیمانہ۔﴿ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴾(32/السجدہ:5)''پھر وہ عروج کرتا ہے اس کی طرف ایک دن میں، اس کے اندازے کا پیمانہ ہے ایک ہزار سال جس سے تم لوگ گنتی کرتے ہو۔''
(تفعیل)	تَقْدِیْرًا	کسی کو اندازہ یا قدر و قیمت یا قدرت دینا۔اندازہ، عظمت اور قدرت طے کرنا، مقرر کرنا۔﴿الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۪ۙ وَ الَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰى ۪ۙ﴾(87/الاعلیٰ:2۔3)''جس نے پیدا کیا اور نوک پلک درست کی اور جس نے اندازے، قدر و قیمت اور قدرت طے کی پھر ہدایت دی۔''﴿وَ الْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ﴾(36/یٰسین:39)''اور چاند، ہم نے طے کیں اس کی منزلیں یہاں تک کہ وہ ہو گیا پرانے کھجور کی ٹہنی کی مانند۔''
	تَقْدِیْرٌ	یہ مصدر بطور اسم ذات بھی استعمال ہوتا ہے۔طے شدہ بات (FRAMEWORK)﴿وَ الشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ﴾(36/یٰسین:38)''اور سورج تیرتا ہے اپنے مدار پر۔یہ علم والے بالادست کا طے شدہ امر ہے۔''
(افتعال)	اِقْتِدَارًا	اہتمام سے قابو حاصل کرنا۔
	مُقْتَدِرٌ	اسم الفاعل ہے۔قابو پانے والا۔قابو یافتہ۔﴿وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ مُّقْتَدِرًا﴾(18/الکہف:45)''اور اللہ ہر چیز پر پوری طرح قابو یافتہ ہے۔''

ترکیب

یَكَادُ فعل مقاربہ ہے۔اَلْبَرْقُ فاعل ہے۔اور یَخْطَفُ اصل فعل ہے۔اَبْصَارَهُمْ مفعول ہے۔كُلَّمَا بھی اِذَا کی طرح حرف شرط ہے۔اَضَآءَ لَهُمْ اس کی شرط اور مَشَوْا فِیْهِ جواب شرط ہے۔اسی طرح اِذَا کی شرط اَظْلَمَ عَلَیْهِمْ ہے اور قَامُوْا جواب شرط ہے۔لَذَهَبَ کا صلہ بِ، سَمْعِهِمْ پر ظاہر ہے اور اَبْصَارِهِمْ میں محذوف ہے۔اسی لیے اَبْصَارِ حالت جر میں آیا ہے۔لَوْ شَآءَ اللّٰهُ میں لَو تمنی نہیں بلکہ شرطیہ ہے۔لَذَهَبَ جواب شرط ہے۔

ترجمہ

یَكَادُ	اَلْبَرْقُ	یَخْطَفُ	اَبْصَارَهُمْ ؕ	كُلَّمَآ	اَضَآءَ لَهُمْ
قریب ہے کہ	بجلی کی چمک	اچک لے	ان کی بصارت کو	جب کبھی	روشنی ہوتی ہے ان کے لئے

مَّشَوْا فِیْهِ ۙ	وَ اِذَآ	اَظْلَمَ عَلَیْهِمْ	قَامُوْا ؕ
وہ لوگ چلتے ہیں اس میں	اور جب کبھی	اندھیرا چھا جاتا ہے ان پر	وہ لوگ کھڑے رہتے ہیں

وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ	لَذَهَبَ	بِسَمْعِهِمْ	وَ اَبْصَارِهِمْ ؕ
اور اگر اللہ چاہتا	تو وہ جاتا	ان کی سماعت کے ساتھ	اور ان کی بصارت کے ساتھ

اِنَّ اللّٰهَ	عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ	قَدِیْرٌ ۠
بیشک اللہ	ہر چیز پر	کامل قدرت رکھنے والا ہے

نوٹ۔1

كَادَ۔يَكَادُ افعال مقاربہ میں سے ہے۔فعل مقاربہ کے ساتھ اصل فعل کے مضارع کا صیغہ آتا ہے اور زمانہ کی تمیز فعل مقاربہ سے ہوتی ہے۔جیسے كَادَ يَفْعَلُ = قریب تھا کہ وہ کرے۔اور يَكَادُ يَفْعَلُ= قریب ہے کہ وہ کرے۔

نوٹ۔2

مرکب افعال جیسے ماضی بعید، ماضی استمراری، مقاربہ وغیرہ میں بہتر یہ ہوتا ہے کہ فاعل کو درمیان میں لایا جائے۔جیسے كَانَ الْوَلَدُ فَعَلَ= لڑکے نے کیا تھا۔كَانَ الْوَلَدُ يَفْعَلُ= لڑکا کیا کرتا تھا۔كَادَالْوَلَدُ يَفْعَلُ= قریب تھا کہ لڑکا کرے۔

نوٹ۔3

مَشَوْا۔اَظْلَمَ اور قَامُوْا ماضی کے صیغے ہیں لیکن كُلَّمَا اور اِذَا کی وجہ سے ان کا ترجمہ حال میں ہوگا۔

نوٹ۔4

آیت نمبر۔۱۷ میں دی گئی پہلی مثال میں ہے کہ اللہ ان کے باطنی نور کو لے گیا۔اس سے معلوم ہوا کہ یہ مثال ایسے لوگوں کی ہے جنہوں نے اپنے ضعفِ ایمان کے مرض کا علاج نہیں کیا اور آخر کار نفاق میں مبتلاء ہو گئے۔اب وہ ایسے مقام پر ہیں جہاں سے واپسی ممکن نہیں ہے۔

جبکہ آیت نمبر۔19 اور 20 میں دی گئی دوسری مثال میں ہے کہ اگر اللہ چاہتا تو ان کی سماعت اور بصارت کو لے جاتا یعنی ان کی صلاحیتیں ابھی باقی ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ یہ مثال ایسے لوگوں کی ہے جن کی مہلت ابھی باقی ہے اور ان کا مرض ابھی لاعلاج نہیں ہوا ہے۔جو چاہے اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر علاج کرلے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

103

سورۃ البقرہ (۲)

آیت نمبر (21)

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعۡبُدُوۡا رَبَّكُمُ الَّذِیۡ خَلَقَكُمۡ وَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ ﴿۲۱﴾ۙ﴾

ن و س

(ن) نَوۡسًا — کسی چیز کا جھولنا۔ مضطرب ہونا

اَلنَّاسُ — اسم ذات ہے۔جنس انسانی۔لوگ (کیونکہ انسان کی طبیعت میں اضطراب ہے اور اس کا موڈ بدلتا رہتا ہے)۔﴿اَتَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبِرِّ وَ تَنۡسَوۡنَ اَنۡفُسَكُمۡ وَ اَنۡتُمۡ تَتۡلُوۡنَ الۡكِتٰبَ ؕ﴾ (2/البقرہ:44)''کیا تم لوگ مشورہ دیتے ہو لوگوں کو نیکی کا اور بھول جاتے ہو اپنے آپ کو حالانکہ تم لوگ تلاوت کرتے ہو الکتاب کی۔''

خ ل ق

(ن) خَلۡقًا و خَلۡقَةً — کسی چیز کو ہموار یا نرم کرنا۔ پیدا کرنا۔عدم سے وجود میں لانا۔﴿وَ هُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ ؕ﴾ (6/الانعام:73)''وہ ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ یعنی مقصد سے۔''

خَلۡقٌ — یہ لفظ مصدر کے علاوہ (1) اسم ذات بھی ہے۔بمعنی پیدائش اور (2) مخلوق کے معنی میں بھی آتا ہے۔ ﴿وَ یَتَفَكَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ﴾ (3/آل عمران:191)''اور وہ لوگ غور وفکر کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے میں یعنی ان کو پیدا کرنے کے مقصد اور حکمت میں۔''
(1) ﴿وَ بَدَاَ خَلۡقَ الۡاِنۡسَانِ مِنۡ طِیۡنٍ ۚ﴾ (32/السجدۃ:7)''اور اس نے ایجاد کیا مٹی سے انسان کی پیدائش کو۔'' (2) ﴿هٰذَا خَلۡقُ اللّٰهِ﴾ (31/لقمان:11)''یہ اللہ کی مخلوق ہے۔''

خَالِقٌ — اسم الفاعل ہے۔پیدا کرنے والا۔﴿قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیۡءٍ﴾ (13/الرعد:16)''آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔''

خَلَّاقٌ — فَعَّالٌ کے وزن پر اسم المبالغہ ہے۔بہت زیادہ پیدا کرنیوالا۔﴿اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الۡخَلّٰقُ الۡعَلِیۡمُ ﴿۸۶﴾﴾ (15/الحجر:86)''بیشک تیرا رب ہی سب کچھ پیدا کرنے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔''

(س) خَلَقًا — چکنا ہونا۔نرم ہونا۔قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا۔

(ک) خُلُوۡقَةً — اچھے اخلاق والا ہونا۔قرآن مجید میں فعل استعمال نہیں ہوا

خَلِیۡقٌ — ج خُلُقٌ۔فَعِیۡلٌ کا وزن ہے۔ ہمیشہ اور ہر حال میں اخلاق والا۔بلند کردار۔﴿وَ اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ ﴿۴﴾﴾ (68/القلم:4)''اور یقینا آپ ﷺ ہمیشہ اور ہر حال میں عظیم اخلاقیات پر ہیں۔''

خَلَاقٌ — اسم ذات ہے۔بھلائی کا حصہ۔﴿اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمۡ فِی الۡاٰخِرَةِ﴾ (3/آل عمران:77)''وہ لوگ ہیں جن کے لئے بھلائی کا کوئی حصہ نہیں ہے آخرت میں۔''

(تفعیل) تَخۡلِیۡقًا — چکنا اور نرم کرنا۔

	مُخَلَّقَةٌ	اسم المفعول ہے۔ چکنا اور نرم کیا ہوا۔ ﴿فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ﴾ (22/الحج:5) "تو ہم نے پیدا کیا تم کو مٹی سے پھر پانی کی بوند سے پھر خون کے لوتھڑے سے پھر چکنی اور نرم کی ہوئی گوشت کی بوٹی سے۔"
(افتعال)	اِخْتِلَاقًا	جھوٹ گھڑنا۔ ﴿اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ﴾ (38/ص:7) "نہیں ہے یہ مگر جھوٹ گھڑنا۔"

103

ترکیب

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ حرف ندا اور منادیٰ ہے۔ اُعْبُدُوْا فعل امر ہے اس میں شامل اَنْتُمْ کی ضمیر اس کا فاعل ہے۔ رَبَّكُمْ مفعول ہے۔ اَلَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ یہ پورا جملہ رَبَّكُمْ کی صفت ہے۔ لَعَلَّكُمْ مبتداء ہے اور جملہ فعلیہ تَتَّقُوْنَ اس کی خبر ہے۔

ترجمہ

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ	اعْبُدُوْا	رَبَّكُمُ	الَّذِیْ	خَلَقَكُمْ
اے لوگو	تم لوگ بندگی کرو	اپنے رب کی	جس نے	پیدا کیا تم لوگوں کو

وَالَّذِیْنَ	مِنْ قَبْلِكُمْ	لَعَلَّكُمْ	تَتَّقُوْنَ
اور ان لوگوں کو جو	تم سے پہلے تھے	شائد کہ تم لوگ	تقویٰ اختیار کرو

نوٹ۔1

المعجم المفہرس میں محمد فواد عبدالباقی صاحب نے لفظ انسان اور اس سے متعلق دوسرے الفاظ کو مادہ ء ن س کے تحت لیا ہے۔ لیکن لفظ اَلنَّاس کو انہوں نے مادہ ن و س کے تحت لیا ہے۔ ہم نے ان کی پیروی کی ہے۔

آیت نمبر (22)

﴿الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً ۪ وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾﴾

ء ر ض

(ن)	اَرْضًا	کسی جگہ کا سرسبز اور خوش منظر ہونا
	اَلْاَرْضُ	اسم ذات ہے۔ زمین۔

ف ر ش

(ن۔ض)	فَرْشًا و فِرَاشًا	کسی چیز کو بچھانا۔ کشادہ کرنا۔ ﴿وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ﴿۴۸﴾﴾ (51/الذّریات:48) "اور زمین، ہم نے بچھایا اس کو تو ہم کیا ہی اچھا بچھانے والے ہیں۔"
	فِرَاشٌ	ج فُرُشٌ۔ فِعَالٌ۔ کے وزن پر اسم المفعول ہے۔ بچھائی ہوئی چیز۔ بچھونا۔ ﴿مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَآىِٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ﴾ (55/الرحمٰن:54) "تکیہ لگانے والے بچھونوں پر، ان کا استر ہے بھڑکیلے ریشم کا۔"
	فَرْشٌ	اسم ذات ہے۔ بچھونا، چوپایوں کے چھوٹے بچے جو زمین سے لگے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ ﴿وَ مِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّ فَرْشًا﴾ (6/الانعام:142) "اور چوپایوں میں سے کچھ بوجھ اٹھانے والے اور کچھ بچھے ہوئے۔"

فَرَاشَةٌ ج فَرَاشٌ۔ اسم ذات ہے۔ پروانہ۔ پتنگا۔ ﴿یَوْمَ یَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۝﴾ (101/القارعۃ:4)''جس دن لوگ ہوجائیں گے پھیلائے ہوئے پتنگوں کی مانند۔''

ب ن ی

(ض) **بَنْیًا** بنانا۔تعمیر کرنا۔﴿ وَ السَّمَآءَ بَنَیْنٰهَا بِاَیْىدٍ ﴾ (51/الذٰریات:47)''اور آسمان، ہم نے بنایا اس کو ہاتھوں سے۔''

اِبْنِ فعل امر ہے۔ تو بنا۔تو تعمیر کر۔﴿اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ ﴾ (66/التحریم:11)''اور جب اس نے کہا اے میرے رب! تو بنا میرے لئے اپنے پاس ایک گھر جنت میں۔''

بِنَاءٌ فِعَالٌ کے وزن پر اسم المفعول ہے۔ بنائی ہوئی چیز۔ چھت۔ بلندی۔﴿ اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً ﴾ (40/النساء:64)''اللہ ہے جس نے بنایا تم لوگوں کیلئے زمین کو اس حال میں کہ وہ قرار ہے اور آسمان کو اس حال میں کہ وہ بلندی ہے یا چھت ہے۔''

بُنْیَانٌ فُعْلَانٌ کا وزن ہے۔ بہت زیادہ بنا ہوا۔عمارت۔﴿فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَیْهِمْ بُنْیَانًا ﴾ (18/الکہف:21)''تو ان لوگوں نے کہا تم لوگ تعمیر کرو ان پر ایک عمارت۔''

بَنَّاءٌ فَعَّالٌ کے وزن پر اسم المبالغہ ہے۔ بہت زیادہ تعمیر کرنے والا۔ معمار۔﴿وَ الشَّیٰطِیْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّ غَوَّاصٍ ۝﴾ (38/ص:37)''اور شیاطین جو سب معمار اور غوطہ لگانے والے تھے۔''

م و ہ

(ن) **مَوْهًا** پانی پلانا۔ دو چیزوں کو ملانا۔ قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا۔

مَاءٌ اسم ذات ہے۔ پانی۔ (یہ دراصل مَوَهٌ ہے جو قاعدے کے مطابق مَاهٌ کے بجائے مَاءٌ استعمال ہوتا ہے)۔

خ ر ج

(ن) **خُرُوْجًا** باہر نکلنا۔﴿وَ مِنْ حَیْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ﴾ (2/البقرہ:149)''اور جہاں سے بھی آپ ﷺ نکلیں تو رخ کریں اپنے چہرے کا مسجد حرام کی طرف۔''
﴿فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِیْلٍ ۝﴾ (40/المومن:11)''تو ہم نے اعتراف کیا اپنے گناہوں کا تو کیا نکلنے کیلئے کوئی راستہ ہے۔''

اُخْرُجْ فعل امر ہے۔ تو نکل۔﴿فَمَا یَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِیْهَا فَاخْرُجْ﴾ (7/الاعراف:13)''تو تیرے لئے نہیں تھا کہ تو تکبر کرے اس میں پس تو نکل جا۔''

خَارِجٌ اسم الفاعل ہے۔ نکلنے والا۔﴿ وَ مَا هُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنَ النَّارِ ۝﴾ (2/البقرہ:167)''اور وہ لوگ نکلنے والے نہیں ہیں آگ سے۔''

مَخْرَجٌ اسم الظرف ہے۔ نکلنے کی جگہ یعنی نکلنے کا راستہ۔﴿وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝﴾ (65/الطلاق:2)''اور جو تقویٰ کرتا ہے اللہ سے تو وہ بنا دیتا ہے اس کے لئے کوئی نکلنے کا راستہ۔''

خَرْجٌ اسم ذات ہے۔ ٹیکس۔ جزیہ۔ خراج۔﴿فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰۤى اَنْ تَجْعَلَ بَیْنَنَا وَ بَیْنَهُمْ سَدًّا ۝﴾ (18/الکہف:94)''تو کیا ہم مقرر کردیں تیرے لئے کوئی خراج اس بات پر کہ تو بنا دے ہمارے اور ان کے مابین ایک دیوار۔''

(افعال) **اِخْرَاجًا** باہر نکالنا۔ ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ﴾ (7/الاعراف:32) ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجئے کس نے حرام کیا اللہ کی اس زینت کو جو اس نے نکالی اپنے بندوں کیلئے۔''[103]

اَخْرِجْ فعل امر ہے۔ تو نکال۔ ﴿رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ﴾ (4/النساء:75) ''اے ہمارے رب! تو نکال ہم کو اس بستی سے۔''

مُخْرِجٌ اسم الفاعل ہے۔ نکالنے والا۔ ﴿وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ﴾ (2/البقرہ:72) ''اور اللہ نکالنے والا ہے جو تم لوگ چھپایا کرتے تھے۔''

مُخْرَجٌ اسم المفعول ہے۔ نکالا جانے والا۔ ﴿اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ﴾ (23/المومنون:35) ''کیا وہ وعدہ دیتا ہے تم کو کہ جب تم مردہ ہو گے اور ہو جاؤ گے مٹی اور ہڈیاں تو تم نکالے جانے والے ہو۔''

(استفعال) **اِسْتِخْرَاجًا** کسی چیز میں سے کچھ نکالنا۔ ﴿ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ﴾ (12/یوسف:76) ''پھر اس نے نکالا اس کو اپنے بھائی کے سامان میں سے۔''

ث م ر

(ن) **ثُمُوْرًا** پھل دار ہونا۔ پھل والا ہونا۔ قرآن مجید میں فعل استعمال نہیں ہوا۔

ثَمَرٌ ج ثِمَارٌ۔ ثَمَرَةٌ ج ثَمَرَاتٌ۔ اسم ذات ہے۔ پھل۔ ﴿وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ﴾ (18/الکہف:34) ''اور اس کے لئے تھا پھل۔'' ﴿وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ﴾ (16/النحل:67) ''اور انگور اور کھجور کے پھلوں میں سے۔''

(افعال) **اِثْمَارًا** پھل دینا۔ ﴿كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ﴾ (6/الانعام:141) ''تم لوگ کھاؤ اس کے پھل میں سے جب بھی وہ پھل دے۔''

ن د د

(ض) **نَدًّا** کسی کا ہم پلہ ہونا۔ مدمقابل ہونا۔

نِدٌّ ج اَنْدَادٌ۔ اسم صفت ہے۔ ہم پلہ۔ مدمقابل۔ ﴿وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا﴾ (14/ابراہیم:30) ''اور ان لوگوں نے بنائے اللہ کے لئے مدمقابل۔''

ترکیب

اَلَّذِيْ گذشتہ آیت میں رَبَّكُمُ پر عطف ہے۔ اور پورا جملہ اس کی صفت ہے۔ جَعَلَ فعل لَكُمُ متعلق فعل اور اَلْاَرْضَ مفعول ہے۔ فِرَاشًا کو جَعَلَ کا مفعول ثانی بھی مانا جاسکتا ہے اور اَلْاَرْضَ کا حال بھی۔ ہماری ترجیح ہے کہ اسے حال مانا جائے۔ اَلسَّمَآءَ مفعول ہے جَعَلَ کا۔ بِنَآءً کو مفعول ثانی بھی مانا جاسکتا ہے۔ لیکن بہتر ہے کہ حال مانا جائے۔ اَنْزَلَ کی ضمیر فاعلی اَلَّذِيْ یعنی رَبَّكُمُ کے لئے ہے۔ مِنَ السَّمَآءِ متعلق فعل ہے۔ مَآءً مفعول ہے۔ اَخْرَجَ کی ضمیر فاعلی رَبَّكُمُ کے لئے ہے۔ بِهٖ کی ضمیر مَآءً کے لئے ہے۔ مِنَ الثَّمَرٰتِ متعلق فعل، رِزْقًا مفعول اور لَكُمْ متعلق ہے۔ لَا تَجْعَلُوْا فعل نہی ہے۔ لِلّٰهِ متعلق فعل اور اَنْدَادًا مفعول ہے۔ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ کا واو حالیہ ہے۔ اَنْتُمْ مبتداء اور تَعْلَمُوْنَ جملہ فعلیہ بن کر اس کی خبر ہے۔

ترجمہ

اَلَّذِيْ جَعَلَ	لَكُمُ	الْاَرْضَ	فِرَاشًا	وَّالسَّمَآءَ
جس نے بنایا	تمہارے لئے	زمین کو	اس حال میں کہ وہ فرش ہے	اور آسمان کو

فَاَخۡرَجَ	مَآءً	مِنَ السَّمَآءِ	وَّ اَنۡزَلَ	بِنَآءً
تو اس نے نکالا 103	پانی کو	آسمان سے	اور اس نے اتارا	اس حال میں کہ وہ بلندی ہے

لِلّٰهِ	فَلَا تَجۡعَلُوۡا	لَّكُمۡ	رِزۡقًا	مِنَ الثَّمَرٰتِ	بِهٖ
اللہ کیلئے	پس تم لوگ مت بناؤ	تمہارے لئے	رزق کو	پھلوں میں سے	اس سے

تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۲﴾	اَنۡتُمۡ	وَّ	اَنۡدَادًا
جانتے ہو	تم لوگ	اس حال میں کہ	کوئی مدمقابل

نوٹ۔1

اَلَّذِیۡ جَعَلَ لَكُمُ الۡاَرۡضَ فِرَاشًا میں اگر فِرَاشًا کو جَعَلَ کا مفعول ثانی مانا جائے تو آیت کے اس حصے کا مفہوم ہوگا کہ جس نے تم لوگوں کے لئے زمین کو فرش بنایا۔لیکن اگر فِرَاشًا کو حال مانا جائے تو مفہوم بنتا ہے کہ جس نے زمین کو اس حال میں بنایا کہ وہ تم لوگوں کے لئے فرش ہے۔یہ دوسرا مفہوم حقیقی صورتحال کو بہتر انداز میں واضح کرتا ہے۔اس لئے فِرَاشًا کو حال ماننے کو ترجیح دی ہے۔اور اسی بنیاد پر بِنَآءً کو حال ماننا بہتر ہے۔

نوٹ۔2

زیرِ مطالعہ آیات نمبر 21 اور 22 تدبر کے پہلو سے بہت گہری ہیں۔ان کے مختلف پہلوؤں کو مختلف مفسرین نے واضح کیا ہے جن کا یہاں پر احاطہ ممکن نہیں ہے۔اس کے لئے ضروری ہے کہ تفاسیر کا مطالعہ کیا جائے۔یہاں پر ہم صرف دو اہم نکتوں کی مختصر وضاحت کر دیتے ہیں۔

اس کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی قدرت کے کمال کا ثبوت ہے۔ان میں سے چند چیزوں کی نشاندہی کر کے ان پر غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے کہ ان کا کامل نظم اور انسان کے لئے بامقصد ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ ایک حکیم اور قدیر ہستی کی تخلیق ہیں۔کیونکہ خود بخود وجود میں آنے والی چیزیں نہ تو منظم ہوتی ہیں اور نہ بامقصد ہوتی ہیں۔اس لئے ''عبادت'' صرف اسی ہستی کی کرو۔

تم سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایسی ہی مخلوق تھے جیسی کہ تم لوگ ہو۔لیکن ان میں سے چند ہستیوں کو تم اللہ کا ہم پلہ اور شریک بنا لیتے ہو۔حالانکہ ان میں سے کوئی بھی وہ کام نہیں کر سکتا تھا جن کا ذکر یہاں کیا جا رہا ہے۔اس حقیقت کو تم جانتے بھی ہو اور اس کا اعتراف بھی کرتے ہو۔پھر بھی انہیں اللہ کا ہم پلہ بنا دیتے ہو۔یہ کام مت کرو۔

آیت نمبر (23)

﴿وَ اِنۡ كُنۡتُمۡ فِیۡ رَیۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰی عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّنۡ مِّثۡلِهٖ ۪ وَ ادۡعُوۡا شُهَدَآءَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۲۳﴾﴾

ء ت ی

(ض) اِتۡیَانًا (1) کسی تک پہنچنا۔آنا۔(2) کوئی کام پورا کرنا۔﴿وَ هَلۡ اَتٰىكَ نَبَؤُا الۡخَصۡمِ ۘ﴾ (38/صٓ:21)''کیا تم کو پہنچی جھگڑالو کی خبر۔'' ﴿اَتَتۡهُمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ ؕ﴾ (9/التوبۃ:70) ''ان کے پاس آئے ان کے رسول واضح دلیلوں کے ساتھ۔'' ﴿یَفۡرَحُوۡنَ بِمَاۤ اَتَوۡا﴾ (3/آل عمران:188)''وہ لوگ خوش ہوتے ہیں اس پر جو انہوں نے کیا۔''

یَاْتِ مضارع مجزوم ہے۔﴿ اِنۡ یَّشَاۡ یُذۡهِبۡكُمۡ وَ یَاۡتِ بِخَلۡقٍ جَدِیۡدٍ ﴾(14/ابراہیم:19)''اگر وہ چاہے تو لے جائے تم لوگوں کو اور وہ آئے ایک نئی مخلوق کے ساتھ یعنی ایک نئی مخلوق لے آئے۔''
﴿ اِنَّهٗ مَنۡ یَّاۡتِ رَبَّهٗ مُجۡرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ﴾(20/طٰہٰ:74)''بیشک جو پہنچا اپنے رب کے پاس اس حال میں کہ وہ مجرم ہے تو یقیناً اس کے لئے جہنم ہے۔''

اِئۡتِ فعل امر ہے۔تو پہنچ۔تو آ۔﴿ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاۡتِیۡ بِالشَّمۡسِ مِنَ الۡمَشۡرِقِ فَاۡتِ بِهَا مِنَ الۡمَغۡرِبِ ﴾(2/البقرہ:258)''بیشک اللہ آتا ہے سورج کے ساتھ یعنی سورج کو لاتا ہے مشرق سے،پس تو آ اس کے ساتھ یعنی تو لے آ اس کو مغرب سے۔''

مَاۡتِیٌّ اسم المفعول ہے پورا کیا ہوا۔﴿ كَانَ وَعۡدُهٗ مَاۡتِیًّا ﴾(19/مریم:61)''ہے اس کا وعدہ پورا کیا ہوا۔''

(افعال) **اِیۡتَاءً** کسی تک پہنچانا۔دینا۔﴿ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَی الزَّكٰوةَ ﴾(9/التوبۃ:18)''اور جس نے قائم کیا نماز کو اور پہنچایا یعنی ادا کیا زکوٰۃ کو۔''

یُؤۡتِ مضارع مجزوم ہے۔﴿ وَّ اٰتٰىكُمۡ مَّا لَمۡ یُؤۡتِ اَحَدًا مِّنَ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴾(5/المآئدہ:20)''اور اس نے دیا تم لوگوں کو جو اس نے نہیں دیا کسی ایک کو جہانوں میں سے۔''

اٰتِ فعل امر ہے۔ تو پہنچا۔ تو دے۔﴿ وَ اٰتِ ذَا الۡقُرۡبٰی حَقَّهٗ ﴾(17/بنی اسرائیل:26)''اور تو پہنچا قرابت والوں کو ان کا حق۔''

اُوۡتِیَ ماضی مجہول ہے۔دیا گیا۔﴿ وَ مَاۤ اُوۡتِیَ مُوۡسٰی وَ عِیۡسٰی ﴾(2/البقرہ:136)''اور جو دیا گیا موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو۔''﴿ اِنَّ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ لَیَعۡلَمُوۡنَ اَنَّهُ الۡحَقُّ ﴾(2/البقرہ:144)''بیشک جن لوگوں کو دی گئی کتاب وہ لوگ جانتے ہیں کہ یہ حق ہے۔''

س و ر

(ن) **سَوۡرًا** دیوار پر چڑھنا۔

سُوۡرٌ اسم ذات ہے۔شہر پناہ۔فصیل۔دیوار۔﴿ فَضُرِبَ بَیۡنَهُمۡ بِسُوۡرٍ ﴾(57/الحدید:13)''تو بنادی گئی ان کے درمیان ایک فصیل۔''

سُوۡرَةٌ ج سُوَرٌ ۔اسم ذات ہے۔فضیلت میں بلندی۔شرف کی علامت۔﴿ سُوۡرَةٌ اَنۡزَلۡنٰهَا وَ فَرَضۡنٰهَا وَ اَنۡزَلۡنَا ﴾(24/النور:1)''یہ ایک سورت ہے،ہم نے اتارا ہے اس کو۔''﴿ فَاۡتُوۡا بِعَشۡرِ سُوَرٍ مِّثۡلِهٖ ﴾(11/ھود:13)''تو تم لوگ لے آؤ اس کے جیسی دس سورتیں۔''

سِوَارٌ ج اَسۡوِرَةٌ اور اَسَاوِرُ۔اسم ذات ہے۔فصیل جیسی بنائی ہوئی چیز۔کنگن۔﴿ فَلَوۡ لَاۤ اُلۡقِیَ عَلَیۡهِ اَسۡوِرَةٌ ﴾(43/الزخرف:53)''تو کیوں نہیں ڈالے گئے اس پر کچھ کنگن سونے کے۔''﴿ یُحَلَّوۡنَ فِیۡهَا مِنۡ اَسَاوِرَ مِنۡ ذَهَبٍ ﴾(18/الکھف:31)''وہ لوگ پہنائے جائیں گے اس میں سونے کے کنگن۔''

(تفعّل) **تَسَوُّرًا** دیوار پھلانگنا۔﴿ اِذۡ تَسَوَّرُوا الۡمِحۡرَابَ ﴾(38/ص:21)''جب ان لوگوں نے پھلانگا محراب کو۔''

د ع و

(ن) **دُعَاءً** مدد کے لئے پکارنا۔کسی مقصد یا کام کے لئے بلانا۔﴿ وَ اِذَا مَسَّ الۡاِنۡسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ ﴾(39/الزمر:8)''اور جب بھی چھوتی ہے انسان کو کوئی تکلیف تو وہ پکارتا ہے اپنے رب کو۔''﴿ وَ مَنۡ

﴿اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ﴾ (41/حٰمۤ السجدہ:33) ''اور کون زیادہ اچھا ہے، بلحاظ بات کے، اس سے جس نے بلایا اللہ کی طرف۔'' 103

دُعِیَ ج دُعُوۡا۔ ماضی مجہول ہے۔ بلایا گیا۔ پکارا گیا۔ ﴿اِذَا دُعِیَ اللّٰہُ وَحۡدَہٗ کَفَرۡتُمۡ﴾ (40/مومن:12) ''جب بھی پکارا گیا اللہ واحد کو تو تم لوگوں نے انکار کیا۔'' ﴿اِنَّمَا کَانَ قَوۡلَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذَا دُعُوۡۤا اِلَی اللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ لِیَحۡکُمَ بَیۡنَہُمۡ اَنۡ یَّقُوۡلُوۡا سَمِعۡنَا وَ اَطَعۡنَا﴾ (24/النور:51) ''مومنوں کی بات تو بس یہ ہوتی ہے کہ جب بھی انہیں بلایا جاتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف تاکہ وہ فیصلہ کرے ان کے درمیان تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔''

یُدۡعٰی ج یُدۡعَوۡنَ مضارع مجہول ہے۔ بلایا جاتا ہے۔ پکارا جاتا ہے۔ ﴿وَ مَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰی عَلَی اللّٰہِ الۡکَذِبَ وَ ہُوَ یُدۡعٰۤی اِلَی الۡاِسۡلَامِ﴾ (61/الصف:7) ''اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جس نے جھوٹ باندھا اللہ پر اس حال میں کہ اسے بلایا جاتا ہے اسلام کی طرف۔'' ﴿یُدۡعَوۡنَ اِلٰی کِتٰبِ اللّٰہِ لِیَحۡکُمَ بَیۡنَہُمۡ ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیۡقٌ مِّنۡہُمۡ وَ﴾ (3/آل عمران:23) ''ان لوگوں کو بلایا جاتا ہے اللہ کی کتاب کی طرف تاکہ وہ فیصلہ کرے ان کے درمیان، تو منہ موڑتا ہے ان میں کا ایک فریق۔''

لَا تَدۡعُ فعل نہی ہے۔ تو مت پکار۔ ﴿فَلَا تَدۡعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـہًا اٰخَرَ فَتَکُوۡنَ مِنَ الۡمُعَذَّبِیۡنَ ﴿۲۱۳﴾﴾ (26/الشعراء:213) ''پس تو مت پکار اللہ کے ساتھ کسی دوسرے الٰہ کو پھر تو ہو جائے گا عذاب دیئے ہوئے لوگوں میں سے۔''

اُدۡعُ فعل امر ہے۔ تو پکار۔ تو بلا۔ ﴿فَادۡعُ لَنَا رَبَّکَ یُخۡرِجۡ لَنَا مِمَّا تُنۡۢبِتُ الۡاَرۡضُ﴾ (2/البقرہ:61) ''پس تو پکار ہمارے لئے اپنے رب کو کہ وہ نکالے ہمارے لئے اس میں سے جو اگاتی ہے زمین۔'' ﴿اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَ الۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ﴾ (16/النحل:125) ''تو بلا اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت سے اور اچھی نصیحت سے۔''

دَاعِ اسم الفاعل ہے۔ پکارنے والا۔ بلانے والا۔ ﴿وَ اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ؕ اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ﴾ (2/البقرہ:186) ''اور جب بھی تجھ سے پوچھیں میرے بندے میرے بارے میں تو یقیناً میں قریب ہوں، میں جواب دیتا ہوں پکارنے والے کی پکار کا جب بھی وہ پکارتا ہے مجھ کو۔''

دَعۡوَۃٌ اسم ذات ہے۔ پکار۔ بلاوا۔ دعوت۔ اوپر آیت نمبر۔ (2/البقرہ:186) دیکھیں

دُعَآءٌ اسم ذات ہے۔ پکار۔ بلاوا۔ دعا۔ ﴿اِنَّکَ سَمِیۡعُ الدُّعَآءِ﴾ (3/آل عمران:38) ''بیشک تو ہر وقت اور ہر حال میں دعا کا سننے والا ہے۔''

دَعۡوٰی اسم ذات ہے۔ حق طلبی، دعویٰ۔ ﴿فَمَا کَانَ دَعۡوٰىہُمۡ اِذۡ جَآءَہُمۡ بَاۡسُنَاۤ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡۤا اِنَّا کُنَّا ظٰلِمِیۡنَ ﴿۵﴾﴾ (7/الاعراف:5) ''تو نہیں تھا ان کا دعویٰ جب آیا ان کے پاس ہمارا عذاب، سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا کہ بیشک ہم ظالم تھے۔''

(افعال) **اِدِّعَآءٌ** باپ کے علاوہ کسی اور سے منسوب کر کے پکارنا۔ منہ بولا بیٹا کہنا۔

دَعِیٌّ ج اَدۡعِیَآءُ اسم ذات ہے۔ منہ بولا بیٹا۔ لے پالک۔ ﴿وَ مَا جَعَلَ اَدۡعِیَآءَکُمۡ اَبۡنَآءَکُمۡ ؕ﴾ (33/الاحزاب:4) ''اور اس نے یعنی اللہ نے نہیں بنایا تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارے بیٹے۔''

(افتعال)	اِدِّعَاءً	طلب کرنا۔مانگنا۔﴿لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّ لَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ﴾(36/یٰس:57)’’ ان کے لئے ہے وہاں میوہ اوران کے لئے ہے جو وہ مانگیں گے۔‘‘

ش ھ د

(س۔ک)	شُهُوْدًا	حاضر ہونا۔موقع پر موجود ہونا۔معائنہ کرنا۔﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾(2/البقرہ:185)’’تو جو موجود ہو اس مہینے میں یا دیکھے اس مہینہ کو تو اسے چاہیے کہ وہ روزے رکھے اس کے۔‘‘
	شَهَادَةً	گواہی دینا۔گواہی وہ دے سکتا ہے جو موقع پر موجود تھا یا جس نے معائنہ کیا ہے۔﴿وَ تُكَلِّمُنَاۤ اَيْدِيْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ﴾(36/یٰسین:65)’’اور بات کریں گے ہم سے ان کے ہاتھ اور گواہی دیں گے ان کے پیر۔‘‘
	اِشْهَدْ	فعل امر ہے۔تو گواہی دے۔تو گواہ رہ ۔﴿وَ اشْهَدُوْۤا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ﴾(11/ھود:54)’اور تم لوگ گواہ رہو کہ میں بری ہوں اس سے جو تم لوگ شرک کرتے ہو۔‘‘
	شَاهِدٌ	ج شَاهِدُوْنَ ۔شُهُوْدٌ۔اَشْهَادٌ۔اسم الفاعل ہے۔حاضر رہنے والا۔گواہی دینے والا۔﴿وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا﴾(12/یوسف:26)’’اور گواہی دی ایک گواہی دینے والے نے اس کے گھر والوں میں سے۔‘‘﴿وَّ هُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ﴾(85/البروج:7)’’اور وہ لوگ اس پر جو وہ مومنین کے ساتھ کرتے ہیں،حاضر رہنے والے ہیں۔‘‘﴿وَّ جَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا وَّ بَنِيْنَ شُهُوْدًا﴾(74/مدثر:13،14)’’اور میں نے بنایا ان کے لئے بڑھایا ہوا مال اور حاضر رہنے والے بیٹے۔‘‘﴿وَ يَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ﴾(11/ھود:18)’اور کہیں گے گواہی دینے والے یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے جھوٹ کہا اپنے رب پر۔‘‘
	شَهِيْدٌ	ج شُهَدَاءُ ۔فَعِيْلٌ کا وزن ہے۔ہمیشہ اور ہر حال میں گواہی دینے والا۔مدد کرنے والا۔﴿لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾(2/البقرہ:143)’’تاکہ تم لوگ ہو جاؤ گواہی دینے والے لوگوں پر اور ہو جائیں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم لوگوں پر گواہی دینے والے۔‘‘
	مَشْهُوْدٌ	اسم المفعول ہے۔معائنہ کیا جانے والا۔﴿ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ﴾(11ھود:103)’’وہ جمع کیے جانے والا دن ہے لوگوں کو اور وہ معائنہ کیے جانے والا دن ہے۔‘‘
	شَهَادَةٌ	ج شَهَادَاتٌ ۔اسم ذات ہے ۔ظاہر یا حاضر چیز۔گواہی۔﴿وَ سَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ﴾(9/توبہ:105)’اور تم لوگ لوٹائے جاؤ گے حاضر اور غائب کے جاننے والے کی طرف۔‘‘﴿وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ﴾(2/البقرہ:140)’’اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جس نے چھپایا گواہی کو جو اس کے پاس ہے اللہ کی طرف سے۔‘‘﴿فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍ﴾(24/نور:6)’ان میں کے ایک کی گواہی چار گواہیاں ہیں۔‘‘
(افعال)	اِشْهَادًا	کسی کو گواہ بنانا۔﴿وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ﴾(7/اعراف:172)’اور جب نکالا تیرے رب نے آدم علیہ السلام کی اولاد کو ان کی پشتوں سے اور ان کو گواہ بنایا ان کے نفس پر۔‘‘

اَشۡهِدۡ: فعل امر ہے۔تو گواہ بنا۔﴿وَ اَشۡهِدُوۡۤا اِذَا تَبَایَعۡتُمۡ﴾(2/البقرہ:282)’’اور تم لوگ گواہ بناؤ جب خرید وفروخت کرو۔‘‘
103

(استفعال) **اِسۡتِشۡهَادًا**: گواہی کیلئے کہنا۔گواہ طلب کرنا۔

اِسۡتَشۡهِدۡ: فعل امر ہے۔گواہ طلب کرو۔﴿فَاسۡتَشۡهِدُوۡا عَلَیۡهِنَّ اَرۡبَعَةً مِّنۡكُمۡ﴾(4/النساء:15)’’تو تم لوگ گواہ طلب کرو ان عورتوں پر اپنے میں سے چار۔‘‘

| ص د ق |

(ن) **صِدۡقًا**: سچ بولنا۔سچ کر دینا۔سچائی کا مطلب ہے کہ دل اور زبان میں ہم آہنگی ہو، بات واقعہ کے مطابق ہو اور عمل قول کے مطابق ہو۔﴿هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوۡلُهٗ وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوۡلُهٗ﴾(33/الاحزاب:22)’’یہ ہے وہ جو ہم سے وعدہ کیا اللہ نے اور اس نے رسول نے اور سچ کہا اللہ نے اور اس کے رسول نے۔‘‘﴿لَقَدۡ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوۡلَهُ الرُّءۡیَا بِالۡحَقِّ﴾(48/الفتح:27)’’بیشک اللہ نے سچ کر دیا اپنے رسول کے خواب کو حق کے ساتھ۔‘‘

صَادِقٌ: اسم الفاعل ہے۔سچ کہنے والا۔سچ کرنے والا۔﴿وَ اِنۡ یَّكُ صَادِقًا یُّصِبۡكُمۡ بَعۡضُ الَّذِیۡ یَعِدُكُمۡ﴾(40/المومن:28)’’اور اگر وہ ہوا سچ کہنے والا تو آن پہنچے گا اس میں سے بعض جس کا وہ وعدہ کرتا ہے تم سے۔‘‘﴿ذٰلِكَ جَزَیۡنٰهُمۡ بِبَغۡیِهِمۡ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوۡنَ﴾(6/الانعام:146)’’یہ ہم نے جزا دی ان کو ان کی سرکشی کے سبب سے اور یقیناً ہم سچ کرنے والے ہیں۔‘‘

اَصۡدَقُ: اسم التفضیل ہے۔زیادہ سچا۔﴿وَ مَنۡ اَصۡدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِیۡلًا﴾(4/النساء:122)’’اور کون زیادہ سچا ہے اللہ سے، بلحاظ بات کے۔‘‘

صِدۡقٌ: اسم ذات ہے۔سچائی۔﴿فَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ كَذَبَ عَلَی اللّٰهِ وَ كَذَّبَ بِالصِّدۡقِ اِذۡ جَآءَهٗ﴾(39/الزمر:32)’’اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جس نے جھوٹ کہا اللہ پر اور جھٹلایا سچائی کو جب وہ آئی اس کے پاس۔‘‘

صِدِّیۡقٌ: اسم صفت ہے۔انتہائی سچا۔کامل سچا۔﴿وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّیۡقُوۡنَ﴾(57/الحدید:19)’’اور جو لوگ ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسولوں پر وہ لوگ ہی کامل سچے ہیں۔‘‘

صَدِیۡقٌ: اسم ذات ہے۔دوست۔﴿فَمَا لَنَا مِنۡ شَافِعِیۡنَ ۙ وَ لَا صَدِیۡقٍ حَمِیۡمٍ﴾(26/الشعراء:100۔101)’’تو نہیں ہے ہمارے لئے کوئی شفاعت کرنے والا اور نہ کوئی گرم جوش دوست۔‘‘

صَدَقَةٌ: ج صَدَقَاتٌ۔اسم ذات ہے۔اپنے حق سے دست برداری۔کسی کے حق سے زیادہ دی ہوئی چیز۔خیرات (یہ عملی سچائی کا مظہر ہے اور لفظ صدقہ فرض خیرات یعنی زکوٰۃ اور نفلی خیرات، دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔‘‘﴿یَمۡحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ یُرۡبِی الصَّدَقٰتِ﴾(2/البقرۃ:276)’’اللہ بے برکت کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو۔‘‘

(تفعیل) **تَصۡدِیۡقًا**: کسی کو سچا قرار دینا۔تصدیق کرنا۔﴿وَ الَّذِیۡنَ یُصَدِّقُوۡنَ بِیَوۡمِ الدِّیۡنِ﴾(70/المعارج:26)’’اور جو لوگ سچا قرار دیتے ہیں یعنی تصدیق کرتے ہیں بدلے کے دن کی۔‘‘

مُصَدِّقٌ: اسم الفاعل ہے۔تصدیق کرنے والا۔﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ اٰمِنُوۡا بِمَا نَزَّلۡنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمۡ﴾(4/النساء:47)’’اے لوگو جن کو دی گئی کتاب، تم لوگ ایمان لاؤ اس پر جو ہم نے نازل کیا

اس حال میں کہ وہ تصدیق کرنے والا ہے اس کی جو تمہارے پاس ہے۔'' 103

(تفعّل) **تَصَدُّقًا** : اپنے حق سے دست بردار ہونا۔ دوسرے کو حق سے زیادہ دینا۔ خیرات کرنا۔ ﴿وَ اَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ﴾ (2/ البقرہ:280) ''اور یہ کہ تم لوگ اپنا حق چھوڑ دو، بہتر ہے تمہارے لئے۔''

تَصَدَّقْ : فعل امر ہے۔ تو زیادہ دے۔ تو خیرات کر۔ ﴿فَاَوْفِ لَنَا الْکَیْلَ وَ تَصَدَّقْ عَلَیْنَا﴾ (12/ یوسف:88) ''پس تو پورا بھر ہمارے لئے پیمانے کو اور زیادہ دے۔''

مُتَصَدِّقٌ : اسم الفاعل ہے۔ خیرات کرنے والا۔ ﴿وَ الْمُتَصَدِّقِیْنَ وَ الْمُتَصَدِّقٰتِ وَ الصَّآئِمِیْنَ وَ الصّٰٓئِمٰتِ﴾ (33/ الاحزاب:35) ''اور خیرات کرنے والا اور خیرات کرنے والیاں اور روزے والے اور روزے والیاں''۔ ﴿اِنَّ الْمُصَّدِّقِیْنَ وَ الْمُصَّدِّقٰتِ﴾ (57/ الحدید:18) ''بیشک خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں۔''

ترکیب

وَاِنْ کُنْتُمْ سے عَلٰی عَبْدِنَا تک پورا جملہ شرط ہے۔ فَاْتُوْا اور وَادْعُوْا سے شروع ہونے والے جملے جواب شرط ہیں۔ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ کے آگے فِیْ رَیْبِکُمْ محذوف ہے۔ یہ بھی شرط ہے اور اس کا جواب بھی فَاْتُوْا اور وَادْعُوْا ہے۔

ترجمہ

وَاِنْ	کُنْتُمْ	فِیْ رَیْبٍ	مِّمَّا	نَزَّلْنَا	عَلٰی عَبْدِنَا
اور اگر	تم لوگ ہو	کسی شک میں	اس کے بارے میں جو	ہم نے اتارا	اپنے بندے پر

فَاْتُوْا	بِسُوْرَۃٍ	مِّنْ مِّثْلِہٖ	وَادْعُوْا	شُھَدَآءَکُمْ
تو تم لوگ آؤ	ایک سورہ کے ساتھ	کسی طرح اس کے جیسی	اور تم لوگ بلاؤ	اپنے مددگاروں کو

مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ	اِنْ کُنْتُمْ	صٰدِقِیْنَ ﴿۲۳﴾
اللہ کے علاوہ	اگر تم لوگ ہو	سچے

نوٹ۔1

حرف شرط اِنْ عام طور پر ماضی پر نہیں آتا۔ لیکن اگر آئے تو پھر ماضی کا ترجمہ حال میں ہوتا ہے۔ اس لئے اِنْ کُنْتُمْ کے معنی ہیں اگر تم لوگ ہو۔

نوٹ۔2

اَتٰی (پہنچنا۔ آنا) اور جَآءَ (آنا)، یہ دو فعل ایسے ہیں جن کے ساتھ مفعول آتا ہے، حالانکہ یہ دونوں افعال لازم ہیں۔ جیسے ھَلْ اَتٰکَ (کیا وہ پہنچا یا آیا تیرے پاس)۔ اِذْجَآءَ ھُمْ (جب وہ آیا ان کے پاس) اس کو ایک استثناء کی صورت بھی کہہ سکتے ہیں۔ لیکن غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں افعال کے مفعول سے پہلے عام طور پر لفظ عِنْدَ محذوف ہوتا ہے۔ جیسے ھَلْ اَتٰکَ دراصل ھَلْ اَتٰی عِنْدَکَ ہے۔ اور اِذْجَآءَ ھُمْ دراصل اِذْجَآءَ عِنْدَھُمْ ہے۔ اس طرح دراصل یہ مفعول نہیں بلکہ متعلق فعل ہوتا ہے۔ جیسے جَلَسَ عَلَی الْکُرْسِیِّ (وہ بیٹھا کرسی پر) میں عَلَی الْکُرْسِیِّ متعلق فعل ہے۔

نوٹ ۔3

اگر ہوتا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ تو مطلب ہوتا ''ایک سورہ اس کے جیسی''۔لیکن یہاں مِنْ کا اضافہ کر کے کہا گیا ہے بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ۔ اس کا مطلب ہے کہ ایک سورہ کسی لحاظ یا کسی پہلو سے اس کے جیسی۔

نوٹ ۔4

نزولِ قرآن کے وقت جتنی شدید اس کی مخالفت تھی، اس کے پیشِ نظر یہ بات حیران کن بھی ہے اور غور طلب بھی کہ ایسا کیوں نہیں ہوا کہ کچھ لوگ کوئی کلام بنا کر لاتے اور دعویٰ کرتے کہ یہ قرآن جیسا یا اس سے بہتر کلام ہے۔ کم از کم دعویٰ تو کر سکتے تھے اور توقع کر سکتے تھے کہ قرآن کے مخالفین ان کی ہاں میں ہاں ملائیں گے۔ لیکن تاریخ شاہد ہے کہ کسی نے جھوٹا دعویٰ بھی نہیں کیا اس کی وجہ سمجھ لیں۔

آغازِ اسلام کے وقت عرب قوم بے شمار برائیوں میں ملوث تھی۔ لیکن ان میں کچھ خوبیاں بھی تھیں۔ مثلاً مہمان نواز تھے ، بات کے دھنی تھے، وغیرہ۔ لیکن ان کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ وہ لوگ نہ صرف یہ کہ جھوٹ نہیں بولتے تھے، بلکہ انہیں جھوٹ سے شدید نفرت تھی۔ اس بنا پر عرب کا ہر شاعر اور زبان دان خوب جانتا تھا کہ کوئی قرآن کا کتنا ہی مخالف ہو لیکن اس کے جھوٹے دعوے کی قلعی کھولنے میں وہ کوئی رعایت نہیں کرے گا۔ اس لئے کسی نے یہ ہمت نہیں کی۔

حیاتِ طیبہ کے دوران ہی پورا عرب اسلام قبول کر چکا تھا۔ اسکے بعد یہ دعویٰ کوئی غیر اہلِ زبان کر سکتا تھا لیکن اس کے متعلق فیصلہ کرنے کا حق اہلِ زبان کو حاصل ہے۔ کسی کلام کے متعلق کوئی غیر اہلِ زبان اپنی رائے کا اظہار تو کر سکتا ہے لیکن اس کے متعلق اہلِ زبان کی رائے فیصلہ کن اور حرفِ آخر ہوتی ہے۔ یہ اصول ہر زبان کے لئے پوری دنیا میں تسلیم کیا جاتا ہے۔

آیت نمبر (24)

﴿فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَ لَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ ۚۖ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۴﴾﴾

ن	و	ر

(ن)

نُوْرًا — روشن ہونا۔

نُوْرٌ — اسم ذات ہے۔ پھیلنے والی روشنی جو اشیاء کو دیکھنے اور سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔ نور۔ ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِیْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ ۚ﴾ (5/المآئدہ:44) ''بیشک ہم نے نازل کیا تورات کو اس میں ہدایت اور نور ہے۔''

نَارٌ — اسم ذات ہے۔ آگ۔ ﴿وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ﴾ (2/البقرہ:39) ''اور جن لوگوں نے انکار کیا اور جھٹلایا ہماری نشانیوں کو، وہ لوگ آگ والے ہیں۔''

(افعال)

اِنَارَةً — چمکنا (لازم)۔ روشن کرنا۔ روشنی دینا۔ کسی چیز کو واضح کرنا۔ (متعدی)

مُنِیْرٌ — اسم الفاعل ہے۔ چمکنے والا۔ روشن کرنے والا۔ ﴿وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا ﴿۴۶﴾﴾ (33/الاحزاب:46) ''اور اللہ کی طرف بلانے والا ہوتے ہوئے اس کی اجازت سے اور روشن کرنے والا چراغ ہوتے ہوئے۔''

ح ج ر

103

(ن) **حَجْرًا** منع کرنا۔روک دینا۔سخت ہونا۔

حِجْرٌ ج حُجُوْرٌ۔اسم ذات ہے۔ممانعت۔رکاوٹ،گود،عقل(کیونکہ یہ نقصان دہ چیزوں سے منع کرتی ہے۔)﴿وَ قَالُوْا هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّ حَرْثٌ حِجْرٌ ﴾(6/الانعام:138)''اوران لوگوں نے کہا یہ مویشی اور کھیتی ہیں جو منع ہے یعنی ان کو کھانا منع ہے۔''﴿وَ رَبَآىِٕبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ﴾(4/النساء:23)''اور تمہاری سوتیلی بیٹیاں جو تمہاری گودوں میں ہیں﴿هَلْ فِیْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِیْ حِجْرٍ ۝۵﴾(89/الفجر:5)''کیا اس میں قسم ہے عقل والے کیلئے۔''

حَجَرٌ ج حِجَارَةٌ۔اسم ذات ہے۔سخت مٹی۔پتھر۔﴿فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ﴾(2/البقرۃ:60)''تو ہم نے کہا تم مارو اپنی لاٹھی کو اس چٹان پر۔''﴿ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِیَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً﴾(2/البقرۃ:74)''پھر سخت ہو گئے تمہارے دل اسکے بعد تو وہ پتھروں کی مانند ہیں یا زیادہ شدید بلحاظ سختی کے۔''

حُجْرَةٌ ج حُجُرَاتٌ۔سخت مٹی کا بنایا ہوا کمرہ۔حجرہ۔﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝۴﴾(49/الحجرات:4)''بیشک جو لوگ پکارتے ہیں آپ ﷺ کو حجروں کے باہر سے ان میں سے اکثر عقل نہیں کرتے۔''

مَحْجُوْرٌ اسم المفعول ہے۔سخت کیا ہوا۔مضبوط۔﴿وَ جَعَلَ بَیْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ۝۵۳﴾(25/الفرقان:53)''اور اس نے بنایا ان دونوں کے مابین ایک پردہ اور ایک مضبوط رکاوٹ۔''

ع د د

(ن) **عَدًّا** شمار کرنا۔گننا۔﴿ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝۵﴾(32/السجدہ:5)''پھر وہ عروج کرے گا اس کی طرف ایک دن میں،اس کی مقدار ہے ایک ہزار سال جس سے تم لوگ شمار کرتے ہو۔''

عَادٌّ اسم الفاعل ہے۔گننے والا۔شمار کرنے والا۔﴿لَبِثْنَا یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ فَسْـَٔلِ الْعَآدِّیْنَ ۝۱۱۳﴾(23/المومنون:113)''ہم رہے ایک دن یا دن کا کوئی حصہ،تو پوچھ لو شمار کرنے والوں سے۔''

مَعْدُوْدٌ مونث مَعْدُوْدَةٌ ج مَعْدُوْدَاتٌ۔اسم المفعول ہے۔گنا ہوا۔شمار کیا ہوا۔﴿لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَةً﴾(2/البقرہ:80)''ہرگز نہیں چھوئے گی ہم کو آگ مگر گنے ہوئے چند دن۔''﴿وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ فِیْۤ اَیَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ﴾(2/البقرہ:203)''اور تم لوگ یاد کرو اللہ کو گنے ہوئے دنوں میں۔''

عَدَدٌ اسم ذات ہے۔گنتی۔شمار۔﴿فَسَیَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّ اَقَلُّ عَدَدًا ۝۲۴﴾(72/الجن:24)''تو وہ لوگ جان لیں گے کون زیادہ کمزور ہے بلحاظ مددگار رکھنے کے اور زیادہ قلیل ہے بلحاظ گنتی کے۔''

عِدَّةٌ اسم ذات ہے۔شمار کی ہوئی چند چیزیں۔شمار۔شمار کی ہوئی مدت۔﴿اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا﴾(9/التوبۃ:36)''بیشک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں۔''﴿قُلْ رَّبِّیْۤ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ﴾(18/الکہف:22)''آپ ﷺ کہیے میرا رب زیادہ جانتا ہے ان کی مدت کو۔''

(افعال) اِعْدَادًا تیار کرنا۔﴿ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا ﴾(4/:93)''اوراس نے تیارکیا اس کے لئے ایک عظیم عذاب۔''

اُعِدَّ ماضی مجہول ہے۔تیار کیا گیا۔﴿ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴾(3/آل عمران:133)''اور جنت،جس کی چوڑائی آسمان اورزمین ہیں،وہ تیارکی گئی متقی لوگوں کیلئے۔''

اَعِدَّ فعل امر ہے۔تو تیار کر۔﴿ وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ ﴾(8/الانفال:60)''اورتم لوگ تیارکروان کے لئے جوتم سے بن پڑے قوت میں سے۔''

(تفعیل) تَعْدِیْدًا کثرت سے گننا۔بار بار گننا۔﴿ الَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّ عَدَّدَهٗ ﴾(104/الھمزۃ:2)''جس نے جمع کیامال کواور بار بار گنتا رہااس کو۔''

ترکیب

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا شرط ہے۔وَلَنْ تَفْعَلُوْا جملہ معترضہ ہے۔فَاتَّقُوا النَّارَ جواب شرط ہے۔اَلنَّارَ پر لام تعریف ہے یعنی اس آگ سے بچو۔وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ کی ترکیب کے دوامکانات ہیں۔(1) وَقُوْدُهَا مبتداء اور النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ خبرمعرفہ۔(2) وَقُوْدُهَا خبرمقدم اور النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ مبتداء موخر۔لیکن دونوں صورتوں میں مفہوم میں کوئی خاص فرق نہیں پڑتا۔ اُعِدَّتْ عطف ہے۔اَلَّتِیْ پر یعنی جوکہ تیارکی گئی ہے۔

ترجمہ

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا	وَلَنْ تَفْعَلُوْا	فَاتَّقُوا النَّارَ	الَّتِیْ وَقُوْدُهَا
تو اگرتم لوگ نہ کرسکو	اورتم لوگ ہرگز نہ کرسکوگے	تو بچواس آگ سے	جس کا کہ ایندھن ہیں

النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚۖ	اُعِدَّتْ	لِلْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۴﴾
انسان اورپتھر	جوکہ تیارکی گئی ہے	انکارکرنے والوں کیلئے

آیت نمبر (25)

﴿ وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَ اُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَ لَهُمْ فِیْهَاۤ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙۗ وَّ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵﴾ ﴾

ب ش ر

(ن۔ض۔س) بَشْرًا اور بَشَرًا کھال کوچھیل کراسے ظاہرکرنا۔خوش ہونا۔خوش کرنا۔(کیونکہ خوشی میں چہرے کی جلد تمتما اٹھتی ہے)۔

بُشْرٰی ج بُشَرٌ۔افعل التفضیل کا مونث ہے۔خوشخبری۔بشارت۔﴿ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِیْنَ ﴾(2/البقرہ:97)''تویقینا انہوں نے یعنی جبریل علیہ السلام نے نازل کیااس کوآپ ﷺ کے دل پر اللہ کے حکم سے تصدیق کرنے والا ہوتے ہوئے اس کی جوپہلے سے ہےاور ہدایت اور بشارت ہوتے ہوئے مومنوں کے

لئے۔‘‘ ﴿وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ﴾ (7/الاعراف:57) ’’اور وہ ہے جو بھیجتا ہے ہواؤں کو بشارت ہوتے ہوئے اپنی رحمت کے آگے یعنی بارش سے پہلے۔‘‘ 103

بَشِيْرٌ فَعِيْلٌ کا وزن ہے۔ بشارت دینے والا۔ ﴿اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا﴾ (2/البقرہ:119) ’’یقینا ہم نے بھیجا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ بشارت دینے والا اور خبردار کرنے والا ہوتے ہوئے۔‘‘

بَشَرٌ اسم ذات ہے۔ انسان۔ (کیونکہ جانوروں کے مقابلے میں انسان کے جسم پر بال کم ہوتے ہیں اور جلد زیادہ ظاہر ہے) ﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ (18/الکھف:110) ’’آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیئے کہ کچھ نہیں سوائے اس کے کہ میں ایک بشر ہوں تم لوگوں کی مانند۔‘‘

(افعال) **اِبْشَارًا** خوشخبری حاصل کرنا۔ بشارت لینا۔

اَبْشِرْ فعل امر ہے۔ تو بشارت لے۔ ﴿وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ﴾ (41/حٰمٓ السجدہ:30) ’’اور تم لوگ بشارت لو جنت کی۔‘‘

(تفعیل) **تَبْشِيْرًا** خوش خبری سنانا۔ بشارت دینا۔

بَشِّرْ فعل امر ہے۔ تو خوش خبری سنا۔ تو بشارت دے۔ ﴿فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ (3/آل عمران:21) ’’تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشارت دیں ان لوگوں کو ایک دردناک عذاب کی۔‘‘

(مفاعلہ) **مُبَاشَرَةً** باہم رہنا سہنا۔ مباشرت کرنا۔

بَاشِرْ فعل امر ہے۔ مباشرت کرو۔ ﴿فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ﴾ (2/البقرہ:187) ’’تو اب تم لوگ مباشرت کرو ان سے یعنی اپنی بیویوں سے۔‘‘

(استفعال) **اِسْتِبْشَارًا** خوش ہونا۔ خوشی منانا۔

اِسْتَبْشِرْ فعل امر ہے۔ خوش ہوجا۔ خوشی مناؤ۔ ﴿فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ﴾ (9/التوبۃ:111) ’’پس تم لوگ خوشی مناؤ اپنے سودے کی۔‘‘

ج	ن	ن

(ن) **جَنًّا** ڈھانپنا۔ چھپا دینا۔ ﴿فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا﴾ (6/الانعام:76) ’’تو جب ڈھانپ دیا اس کو رات نے، اس نے دیکھا ایک تارا۔‘‘

جُنُوْنًا چھپی ہوئی عقل والا ہونا۔ دیوانہ ہونا۔

جِنٌّ اسم ذات ہے۔ جن۔ جِنَّات (کیونکہ یہ مخلوق ہم سے چھپی ہوئی ہے) ﴿فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ﴾ (18/الکھف:50) ’’تو ان لوگوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے، وہ تھا جنوں میں سے تو وہ نکلا یعنی اس نے خلاف ورزی کی اپنے رب کے حکم کی۔‘‘

جِنَّةٌ اسم ذات ہے۔ جن۔ دیوانگی۔ ﴿الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ ۝﴾ (114/الناس:6-5) ’’جو وسوسہ اندازی کرتا ہے لوگوں کے سینوں میں، جنات اور انسانوں میں سے۔‘‘ ﴿مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ﴾ (7/الاعراف:184) ’’نہیں ہے ان کے صاحب کو کسی قسم کی کوئی دیوانگی۔‘‘

جَانٌّ فَاعِلٌ کا وزن ہے۔ لیکن یہ لفظ زیادہ تر جن کے اسم جمع کے طور پر اور سانپ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ﴿وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۝﴾ (55/الرحمٰن:15) ’’اور اس نے پیدا کیا جنوں کو آگ کی لو سے۔‘‘ ﴿فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا﴾ (28/القصص:31) ’’تو جب اس نے دیکھا اس کو لہراتا ہوا گویا کہ وہ سانپ ہے تو وہ چلا پیٹھ پھیرے ہوئے۔‘‘

مَجْنُوْنٌ مَفْعُوْلٌ کا وزن ہے۔اسم صفت کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔دیوانہ، پاگل۔﴿ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ﴾(37/الصافات:36)''کیا ہم چھوڑ دیں اپنے خداؤں کو ایک دیوانے شاعر کے لئے۔''

جَنَّةٌ ج جَنَّاتٌ۔اسم ذات ہے۔گھنا باغ، درختوں کی وجہ سے جس کی زمین چھپی ہوئی ہو۔جنت۔﴿ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ﴾(2/البقرہ:82)''اور جو لوگ ایمان لائے اور عمل کیے نیک، وہ لوگ جنت والے ہیں۔'' ﴿ وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ﴾(9/التوبۃ:72)''اور پاکیزہ ٹھکانوں کا عدن کے باغات میں۔''

جَنِيْنٌ ج اَجِنَّةٌ۔فَعِيْلٌ کا وزن ہے،اسم المفعول کے معنی میں۔چھپایا ہوا۔ڈھانپا ہوا۔﴿ وَ اِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ﴾(53/النجم:32)''اور جب تم لوگ چھپائے گئے تھے تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں۔''

ج	ر	ی

(ض)

جَرْيًا بہنا۔جاری ہونا۔﴿ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ﴾(14/ابراہیم:32)''اور اس نے مسخر کیا تمہارے لئے کشتی کو تاکہ وہ بہے سمندر میں اس کے حکم سے۔''

جَارٍ مونث جَارِيَةٌ ج جَارِيَاتٌ اور جَوَارٍ۔اسم الفاعل ہے۔بہنے والا۔کشتی۔﴿ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ﴾(88/الغاشیۃ:12)''اس میں ہے بہنے والا چشمہ۔'' ﴿ اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ﴾(69/الحاقۃ:11)''بیشک جب پانی اونچا ہوا تو ہم نے سوار کیا تم لوگوں کو کشتی میں۔''﴿ وَ مِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴾(42/الشوریٰ:32)''اور اس کی نشانیوں میں سے کشتیاں ہیں سمندر میں پہاڑیوں کی مانند۔''

مَجْرٍ اسم الظرف ہے۔بہنے کی جگہ۔﴿ وَ قَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَ مُرْسٰهَا ﴾(11/ھود:41)''اور اس نے کہا تم لوگ سوار ہو اس میں، اللہ کے نام سے اس کے بہنے کا راستہ ہے اور ٹھہرنے کی جگہ ہے۔''

ن	ھ	ر

(ف)

نَهْرًا کسی کو جھڑکنا۔پانی کا اپنے بہنے کے لئے راستہ بنانا۔

لَا تَنْهَرْ فعل نہی ہے۔تو مت جھڑک۔﴿ فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا ﴾(17/بنی اسرائیل:23)''تو تم مت کہو ان دونوں سے اُف تک اور تم مت جھڑکو ان دونوں کو۔''

نَهَرٌ ج اَنْهَارٌ۔اسم ذات ہے۔دریا۔نہر۔﴿ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ﴾(2/البقرہ:249)''بیشک اللہ تم لوگوں کو آزمانے والا ہے ایک نہر سے۔''﴿ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ﴾(71/نوح:12)''اور وہ بنا دے گا تمہارے لئے باغات اور وہ بنا دے گا تمہارے لئے نہریں۔''

نَهَارٌ اسم ذات ہے۔دن۔﴿ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ ﴾(2/البقرہ:274)''جو لوگ خیرات کرتے ہیں اپنے مال رات میں اور دن میں۔''

ش	ب	ہ

ثلاثی مجرد سے فعل استعمال نہیں ہوتا۔

باب	لفظ	معنی
(تفعیل)	تَشْبِيْهًا	(1) ملتا جلتا کرنا۔ مانند کرنا۔ (2) شبہ یا شک میں ڈالنا (اتنا ملتا جلتا کرنا کہ فرق مشکل ہو)
	شُبِّهَ	ماضی مجہول ہے۔ مانند کیا گیا۔ مشکوک کیا گیا۔ ﴿وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ﴾ (4/النساء:157) ''اور ان لوگوں نے اس کو قتل نہیں کیا۔ اور انہوں نے اس کو سولی نہیں چڑھایا بلکہ وہ مشکوک کیا گیا ان کے لئے۔''
(تفاعل)	تَشَابُهًا	ایک دوسرے کے مانند ہونا۔ ﴿اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا﴾ (2/البقرہ:70) ''بیشک تمام گائیں باہم ملتی جلتی ہوئیں ہم پر۔''
	مُتَشَابِهٌ	اسم الفاعل ہے۔ باہم مانند ہونے والا۔ ﴿وَّ الزَّيْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّ غَيْرَ مُتَشَابِهٍ﴾ (6/الانعام:99) ''اور زیتون اور انار، ملتے جلتے ہونے والے اور باہم مانند نہ ہونے والے۔''
(افتعال)	اِشْتِبَاهًا	کسی کے مانند ہونا۔
	مُشْتَبِهٌ	اسم الفاعل ہے۔ کسی کے مانند ہونے والا۔ ﴿وَّ الزَّيْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّ غَيْرَ مُتَشَابِهٍ﴾ (6/الانعام:99) ''اور زیتون اور انار، ملتے جلتے ہونے والے اور باہم مانند نہ ہونے والے۔''

ز و ج

باب	لفظ	معنی
(ن)	زَوْجًا	بھڑکانا۔ ملانا۔
	زَوْجٌ	ج اَزْوَاجٌ۔ اسم ذات ہے (1) جوڑا۔ جوڑے کا ایک حصہ۔ (2) ساتھی۔ (3) کسی چیز کی قسم۔ (1) ﴿فَقُلْنَا يٰۤاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَ لِزَوْجِكَ﴾ (20/طٰہٰ:117) ''تو ہم نے کہا کہ اے آدم یقیناً یہ دشمن ہے۔ تیرے لئے اور تیرے جوڑے کے لیے۔ (2) ﴿اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَ اَزْوَاجَهُمْ وَ مَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ۝﴾ (37/الصّٰفّٰت:22۔23) ''اکٹھا کرو ان لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا اور ان کے ساتھیوں کو اور جن کی یہ لوگ بندگی کیا کرتے تھے اللہ کے سوا، پھر ان کی رہنمائی کرو جہنم کے راستے کی طرف۔'' ﴿وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝﴾ (31/لقمٰن:10) ''اور ہم نے اتارا آسمان سے پانی کو پھر ہم نے اگایا اس میں ہر قسم کی عمدہ چیزیں۔'' ﴿وَّ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ۝﴾ (56/واقعہ:7) ''اور تم لوگ ہو جاؤ گے تین قسموں کے۔''
(تفعیل)	تَزْوِيْجًا	کسی کو کسی کا جوڑا بنانا۔ ساتھی بنانا۔ ﴿زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ﴾ (33/الاحزاب:37) ''ہم نے جوڑا بنایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس کو، تاکہ نہ رہے مومنوں پر کوئی گناہ اپنے منہ بولوں کی بیویوں میں۔'' ﴿يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا﴾ (42/الشوریٰ:50) ''وہ عطا کرتا ہے، جس کے لئے وہ چاہتا ہے، بیٹیاں اور وہ عطا کرتا ہے، جس کے لئے وہ چاہتا ہے، بیٹے، یا وہ ساتھی بناتا ہے ان کو بطور بیٹے اور بیٹیاں۔''

ط ھ ر

باب	لفظ	معنی
(ن۔ک)	طُهْرًا اور طَهَارَةً	پاک ہونا۔ ﴿وَ لَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ﴾ (2/البقرہ:222) ''اور ان سے قرابت مت کرو یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں۔''
(ف)	طَهْرًا	گندگی دور کرنا۔ پاک کرنا۔
	طَهُوْرٌ	فَعُوْلٌ کے وزن پر اسم المبالغہ ہے۔ بہت پاک کیا ہوا۔ نہایت پاکیزہ۔ ﴿وَ سَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ۝﴾ (76/الدھر:21) ''اور پلائے گا ان کو، ان کا رب نہایت پاکیزہ شراب۔''

(تفعیل) **تَطْهِيْرًا** — پاک کرنا۔ کثرت سے یا بار بار پاک کرنا۔ ﴿وَ يُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ﴾ 103 (8/الانفال: 11) ''اور جب اس نے نازل کیا تم پر آسمان سے پانی تا کہ وہ پاک کرے تم کو اس سے۔''

طَهِّرْ — فعل امر ہے۔ تو پاک کر۔ تو پاک رکھ۔ ﴿وَّ طَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ﴾ (22/الحج: 26) ''اور پاک رکھ میرے گھر کو طواف کرنے والوں کیلئے۔''

مُطَهِّرٌ — اسم الفاعل ہے۔ پاک کرنے والا۔ ﴿وَ رَافِعُكَ اِلَيَّ وَ مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ (3/ال عمران: 55) ''اور میں اٹھانے والا ہوں آپؑ کو اپنی طرف اور پاک کرنے والا ہوں آپؑ کو ان سے جنہوں نے انکار کیا۔''

مُطَهَّرٌ — اسم المفعول ہے۔ خوب پاک کیا ہوا۔ ﴿فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۝ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۝﴾ (80/عبس: 14-13) ''عزت دیے ہوئے، بلند کیے ہوئے، پاک کیے ہوئے صحیفوں میں۔''

(تفعّل) **تَطَهُّرًا** — کوشش کر کے خود کو پاک کرنا۔ پاک ہونا۔ ﴿فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا﴾ (9/توبہ: 108) ''اس میں ایسے لوگ ہیں جو پسند کرتے ہیں کہ پاک رہیں۔''

اِطَّهَّرْ — فعل امر ہے۔ خود کو پاک کر۔ پاک ہو۔ ﴿وَ اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا﴾ (5/المائدہ: 6) ''اور اگر تم لوگ ہو ناپاک تو خود کو پاک کرو۔''

مُتَطَهِّرٌ اور مُطَّهِّرٌ — اسم الفاعل ہے۔ پاک ہونے والا۔ خود کو پاک رکھنے والا۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۝﴾ (2/البقرہ: 222) ''بیشک اللہ پسند کرتا ہے خوب توبہ کرنے والوں کو اور وہ پسند کرتا ہے خود کو پاک رکھنے والوں کو۔'' ﴿وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝﴾ (9/التوبہ: 108) ''اور اللہ پسند کرتا ہے خود کو پاک رکھنے والوں کو۔''

خ ل د

(ن) **خُلُوْدًا** — کسی تبدیلی کے بغیر عرصہ دراز تک ایک حالت میں رہنا۔ ہمیشہ رہنا۔ ﴿وَ تَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ۝﴾ (26/الشراء: 129) ''اور تم لوگ بناتے ہو قلعے شائد کہ تم لوگ ہمیشہ رہو گے۔''

خَالِدٌ — اسم الفاعل ہے۔ ہمیشہ رہنے والا۔ ﴿اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝﴾ (2/البقرہ: 82) ''وہ لوگ جنت والے ہیں، وہ لوگ اس میں ہمیشہ ایک حالت میں رہنے والے ہیں۔''

خُلْدٌ — اسم ذات ہے۔ دوام۔ ہمیشگی۔ ﴿ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ﴾ (10/یونس: 52) ''پھر کہا جائے گا ان لوگوں سے جنہوں نے ظلم کیا تم لوگ چکھو ہمیشگی کا عذاب۔''

(افعال) **اِخْلَادًا** — ہمیشہ کے لئے کسی ایک جانب جھک جانا۔ مائل ہونا۔ ﴿وَ لَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَ لٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ﴾ (7/الاعراف: 176) ''اور اگر ہم چاہتے تو ضرور بلند کرتے اس کو اس کے ذریعہ سے یعنی آیات کے علم کے ذریعہ سے لیکن وہ ہمیشہ کے لئے مائل ہوا زمین کی طرف اور پیروی کی اپنی خواہش کی۔''

(تفعیل) **تَخْلِيْدًا** — کسی کو ہمیشگی دینا۔ ہمیشہ کیلئے بنانا۔

مُخَلَّدٌ — اسم المفعول ہے۔ ہمیشہ کیلئے بنایا ہوا۔ ہمیشگی دیا ہوا۔ ﴿يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۝﴾ (56/واقعہ: 17) ''طواف کریں گے ان پر ہمیشگی دیئے ہوئے لڑکے۔''

ترکیب

بَشِّرْ فعل امر ہے۔آگے اَلَّذِیْنَ سے ملانے کے لئے اسے کسرہ دی گئی ہے۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ، یہ پورا جملہ بَشِّرْ کا مفعول ہے۔اَنَّ لَھُمْ سے لے کر اَلْاَنْھٰرُ تک پورا جملہ وہ بشارت ہے جسے دینے کا حکم ہے۔اس طرح یہ بَشِّرْ کا مفعول ثانی ہے۔

اَنَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ میں جَنّٰتٍ مبتداء موخرنکرہ ہےاور اَنَّ کا اسم ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔لَھُمْ قائم مقام خبر مقدم ہے۔اس کی خبر ثَابِتٌ یا وَاجِبٌ محذوف ہے۔تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ ، یہ جملہ جَنّٰتٍ کی صفت ہے۔ تَحْتِھَا میں ھَا کی ضمیر جَنّٰتٍ کے لئے ہے۔

کُلَّمَا حرف شرط ہے رُزِقُوْا سے لے کر رِزْقًا تک بیان شرط ہے اور قَالُوْا سے لے کر مُتَشَابِھًا تک جواب شرط ہے۔یہ پورا جملہ شرطیہ جَنّٰتٍ کی دوسری صفت ہے۔

رُزِقُوْا ماضی مجہول ہے لیکن شرط ہونے کی وجہ سے اس کا ترجمہ مستقبل میں ہوگا۔مِنْھَا میں ھَا کی ضمیر جنت کے لئے ہے۔رِزْقًا حال ہے ثَمَرَۃٍ کا۔

اُتُوْا بِہٖ کو سمجھ لیں۔اَتٰی۔ یَاْتِیْ (آنا) فعل لازم ہے جس کا مجہول نہیں آتا۔لیکن جب اس کے ساتھ بِ کا صلہ آئے تو اَتٰی بِہٖ کا لفظی ترجمہ بنتا ہے ’’وہ آیا اس کے ساتھ‘‘۔اس کا اصل مطلب یہ ہے کہ وہ اس کو لایا۔اس طرح یہ متعدی ہوجاتا ہے چنانچہ بِ کے صلے کے ساتھ اَتٰی کا مجہول آسکتا ہے۔اُتُوْا (وہ لایا گیا) ماضی مجہول ہے۔بِہٖ میں ہٖ کی ضمیر نائب فاعل ہے جو رزق کے لئے ہے۔لیکن جواب شرط ہونے کی وجہ سے ترجمہ مستقبل میں ہوگا۔مُتَشَابِھًا حال ہے۔یہ دراصل اسم الفاعل مُتَشَابِہٌ تھا جو نصب میں ہونے کی وجہ سے مُتَشَابِھًا ہوا ہے۔

اَزْوَاجٌ مُّطَھَّرَۃٌ یہ مرکب توصیفی مبتداء موخرنکرہ ہے۔جبکہ لَھُمْ فِیْھَا قائم مقام خبر مقدم ہے۔

ترجمہ

وَبَشِّرِ	الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشارت دیجئے	ان لوگوں کو جو	ایمان لائے	اور نیک عمل کیے

اَنَّ	لَھُمْ	جَنّٰتٍ	تَجْرِیْ	مِنْ تَحْتِھَا	الْاَنْھٰرُ
کہ	ان کیلئے	باغات ہیں	بہتی ہیں	جن کے دامن میں	نہریں

كُلَّمَا	رُزِقُوْا	مِنْھَا	مِنْ ثَمَرَۃٍ	رِّزْقًا	قَالُوْا
جب بھی	ان کو دیا جائے گا	اس میں	کوئی پھل	رزق ہوتے ہوئے	وہ لوگ کہیں گے

ھٰذَا الَّذِیْ	رُزِقْنَا	مِنْ قَبْلُ	وَاُتُوْا بِہٖ	مُتَشَابِھًا
یہ ہے جو	ہم کو دیا گیا	اس سے پہلے	اور وہ لایا جائے گا	باہم ملتا جلتا ہونے والا ہوتے ہوئے

وَلَھُمْ فِیْھَآ	اَزْوَاجٌ مُّطَھَّرَۃٌ	وَّھُمْ	فِیْھَا	خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵﴾
اور ان کے لیے ہیں اس میں	پاک کیے ہوئے جوڑے	اور وہ لوگ	اس میں	ہمیشہ ایک حالت میں رہنے والے ہیں

نوٹ۔1

بَشَّرَ۔ یُبَشِّرُ باب تفعیل میں دو مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے۔جس کی بشارت دی جاتی ہے وہ بِنَفۡسِہٖ آتا ہے۔اور جو بشارت دی جاتی ہے۔اس پر کبھی بِ کا صلہ آتا ہے اور کبھی اَنۡ یا اَنَّ آتا ہے۔

نوٹ۔2

حروف اِنَّ ۔اَنَّ ۔اَنۡ اور اِنۡ کے متعلق چند باتیں ذہن نشین کرلیں:

(1) اِنَّ کے معنی ہیں ''بیشک'' جبکہ اَنَّ کے معنی ہیں ''کہ''۔یہ دونوں حروف اسم پر داخل ہوتے ہیں اور دونوں اپنے اسم کو منصوب کرتے ہیں۔

(2) اِنَّ جملہ کے شروع میں آتا ہے جبکہ اَنَّ جملہ کے درمیان میں آتا ہے۔البتہ قَالَ یا اس کے مشتقات سے شروع ہونے والے جملوں کے درمیان میں اِنَّ آتا ہے لیکن ایسی صورت میں اِنَّ کے معنی ''کہ'' ہوتے ہیں۔

(3) اَنۡ کے معنی ہیں ''کہ'' جبکہ اِنۡ کے معنی ہیں ''اگر''۔یہ دونوں حروف فعل پر داخل ہوتے ہیں۔اَنۡ مضارع کو منصوب کرتا ہے جبکہ اِنۡ مضارع کو مجزوم کرتا ہے۔

نوٹ۔3

مِنۡ قَبۡلُ میں قَبۡلُ مضاف ہے اور اس کا مضاف الیہ ھٰذَا محذوف ہے قاعدہ یہ ہے کہ قَبۡلُ کے بعد اس کا مضاف الیہ اگر مذکور ہو تو پھر مِنۡ کے زیرِ اثر قَبۡلُ کو حالت جرّ میں لکھا جاتا ہے۔جیسے مِنۡ قَبۡلِھِمۡ ۔مِنۡ قَبۡلِکُمۡ وغیرہ۔لیکن اگر مضاف الیہ محذوف ہو تو مِنۡ کے باوجود قَبۡلُ حالت رفع میں ہی رہتا ہے جیسے یہاں مِنۡ قَبۡلُ ہے۔

آیت نمبر (26)

103

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖۤ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّ يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ؕ وَ مَا يُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۙ۝۲۶ ﴾

ح ی ی

(س) حَيَاءً: شرمانا۔ حیا کرنا۔

حَيَاةً: زندہ ہونا۔ زندہ رہنا ﴿ فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَ لَا يَحْيٰى ۝۷۴ ﴾ (20/طٰہٰ:74) ’’تو یقیناً اس کے لئے جہنم ہے، نہ وہ مرے گا اس میں اور نہ زندہ رہے گا۔‘‘

حَيٰوةٌ: اسم ذات ہے۔ زندگی۔ ﴿ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ ﴾ (67/الملک:2) ’’جس نے وجود بخشا موت اور زندگی کو تا کہ وہ آزمائے تم لوگوں کو کہ تم میں سے کون زیادہ اچھا ہے بلحاظ عمل کے۔‘‘

حَيٌّ: ج اَحْيَاءٌ۔ مونث حَيَّةٌ۔ اسم صفت ہے۔ زندہ۔ ﴿ وَ تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۫ ﴾ (3/آل عمران:27) ’’اور تو نکالتا ہے زندہ کو مردہ میں سے اور تو نکالتا ہے مردہ کو زندہ میں سے۔‘‘ ﴿ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ۝۱۹ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ۝۲۰ ﴾ (20/طٰہٰ:19۔20) ’’تو اس نے یعنی اللہ تعالیٰ نے کہا تو ڈال دے اس کو یعنی لاٹھی کو اے موسیٰ، تو انہوں نے ڈالا اس کو، تو جبھی وہ تھی زندہ، دوڑتی ہوئی۔‘‘ ﴿ وَ مَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَ لَا الْاَمْوَاتُ ؕ ﴾ (35/فاطر:22) ’’اور برابر نہیں ہیں نہ زندہ لوگ اور نہ ہی مردہ لوگ۔‘‘

مَحْيَا: اسم الظرف ہے۔ زندہ رہنے کا زمانہ، عرصۂ حیات۔ ﴿ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْ ؕ ﴾ (45/الجاثیہ:21) ’’کہ ہم بنا دیں گے ان کو ان کی مانند جو ایمان لائے اور نیکیاں کیں، برابر یعنی ایک جیسا، ان کا عرصہ حیات اور عرصہ موت۔‘‘

حَيَّ: اسم فعل ہے۔ غفلت سے جاگو۔ متوجہ ہو۔ آؤ۔ قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا۔

(تفعیل) تَحِيَّةً: کسی کو زندگی دینا۔ درازی عمر کی دعا دینا۔ سلام کرنا۔ ﴿ وَ اِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ ﴾ (58/المجادلہ:8) ’’اور جب بھی وہ لوگ آتے ہیں آپ ﷺ کے پاس تو وہ تہنیت کہتے ہیں آپ ﷺ کو اس سے یعنی ان الفاظ سے جن سے اللہ تہنیت نہیں بھیجتا ہے آپ ﷺ پر۔‘‘

حَيِّ: فعل امر ہے۔ تو دعا دے۔ تو سلام کر۔ ﴿ وَ اِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَاۤ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ ﴾ (4/النساء:86) ’’اور جب بھی دعا دی جائے تم لوگوں کو کسی سلام سے یعنی کسی لفظ سے تو تم لوگ دعا دو اس سے یعنی اس لفظ سے جو اس سے اچھا ہو یا لوٹا دو اس کو۔‘‘

(افعال) **اِحْیَاءً**
زندہ کرنا۔﴿ وَاللّٰہُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْیَا بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا ؕ﴾(16/النحل:65)
103
''اور اللہ نے نازل کیا آسمان سے کچھ پانی، پھر اس نے زندہ کیا اس سے یعنی پانی سے زمین کو اس کی موت کے بعد۔''

(استفعال) **اِسْتِحْیَاءً**
زندہ رہنے دینا۔کسی بات سے حیا کرنا۔شرم کرنا۔﴿ یُذَبِّحُ اَبْنَآءَھُمْ وَ یَسْتَحْیٖ نِسَآءَھُمْ ؕ﴾ (28/القصص:4)''وہ ذبح کرتا ان کے بیٹوں کو اور زندہ رہنے دیتا ان کی عورتوں کو۔'' ﴿ وَاللّٰہُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ﴾ (33/الاحزاب:53)''اور اللہ شرم نہیں کرتا حق سے یعنی حق بیان کرنے سے۔''

اِسْتَحْیِ
فعل امر ہے۔تو زندہ رکھ۔تو حیا کر۔﴿ قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ وَ اسْتَحْیُوْا نِسَآءَھُمْ ؕ﴾ (40/المومن:25)''ان لوگوں نے کہا تم لوگ قتل کرو ان کے بیٹوں کو جو ایمان لائیں اس کے ساتھ اور زندہ رکھو ان کی عورتوں کو۔''

ض ر ب

(ض) **ضَرْبًا**
عربی زبان کا یہ ایک کثیر المعانی لفظ ہے۔اس کا بنیادی مفہوم ہے ایک چیز کو دوسری چیز پر واقع کرنا۔اس حوالہ سے پھر یہ متعدد مفاہیم میں استعمال ہوتا ہے۔ان میں سے جن مفاہیم میں یہ قرآن مجید میں استعمال ہوا ہے وہ یہ ہیں۔(1) مارنا۔﴿ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْھَھُمْ وَ اَدْبَارَھُمْ ۚ﴾ (8/الانفال:50)''وہ یعنی فرشتے مارتے ہیں انکے چہروں پر اور ان کی پیٹھوں پر۔''۔(2) زمین میں مارنا یعنی چلنا۔سفر کرنا۔﴿ وَ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ ۖ﴾ (4/النساء:101)''اور جب بھی تم لوگ سفر کرو زمین میں تو تم لوگوں پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ تم لوگ قصر کرو نماز میں۔''(3) ایک چیز کو دوسری چیز پر تھوپنا۔چسپاں کرنا۔﴿ وَ ضُرِبَتْ عَلَیْھِمُ الذِّلَّۃُ ﴾ (2/البقرہ:61)''اور تھوپی گئی ان لوگوں پر ذلت۔''۔(4) ایک اینٹ کو دوسری اینٹ پر لگانا یعنی بنانا۔﴿ فَضُرِبَ بَیْنَھُمْ بِسُوْرٍ ﴾ (57/الحدید:13)''تو بنا دی گئی ان کے مابین ایک دیوار۔''۔(5) کسی ایک بات سے دوسری بات کو واضح کرنا۔یعنی بیان کرنا۔مثال دینا۔﴿ وَ یَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ﴾ (24/النور:35)''اور اللہ بیان کرتا ہے مثالیں لوگوں کے لئے۔''

ب ع ض

(س) **بَعْضًا**
مچھر سے تکلیف پہنچنا۔

بَعْضٌ
کسی چیز کو جزیا حصہ۔﴿ فَقُلْنَا اضْرِبُوْہُ بِبَعْضِھَا ؕ﴾ (2/البقرہ:73)''تو ہم نے یعنی اللہ تعالیٰ نے کہا کہ تم لوگ مارو اس کو یعنی مقتول کو اس کے یعنی گائے کے ٹکڑے سے۔'' ﴿ وَ یَلْعَنُ بَعْضُکُمْ بَعْضًا ﴾ (29/العنکبوت:25)''اور لعنت کریں گے تم میں کے کچھ لوگ کچھ لوگوں پر۔''

بَعُوْضٌ
اسم جنس ہے۔مچھر۔واحد۔بَعُوْضَۃٌ۔ایک مچھر۔مچھر کا بچہ۔

ف و ق

(ن) **فَوْقًا**
بلند ہونا۔اوپر ہونا۔

فَوْقٌ
ظرف بھی ہے اور بطور صفت بھی استعمال ہوتا ہے۔اس کے مفاہیم بھی متعدد ہیں۔(1) کسی کے اوپر﴿ وَ رَفَعْنَا فَوْقَکُمُ الطُّوْرَ ؕ﴾ (2/البقرہ:63)''اور ہم نے بلند کیا تمہارے اوپر طور کو۔''۔(2) کسی جگہ سے بلند سطح ﴿ اِذْ جَآءُوْکُمْ مِّنْ فَوْقِکُمْ وَ مِنْ اَسْفَلَ مِنْکُمْ ﴾

(33/الاحزاب:10) ''جب وہ لوگ آئے تمہارے پاس تم سے بلند جگہ سے اور تم سے پست جگہ سے''۔(3) گنتی میں زیادہ۔﴿فَاِنۡ كُنَّ نِسَآءً فَوۡقَ اثۡنَتَيۡنِ﴾ (4/النساء:11) ''تو اگر ان کی ہیں لڑکیاں دو سے زیادہ''۔(4) جسامت میں زیادہ ۔آیت زیرِ مطالعہ۔(5) رُتبہ میں زیادہ۔﴿وَ رَفَعۡنَا بَعۡضَهُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٍ﴾ (43/الزخرف:32) ''اور ہم نے بلند کیا ان کے کچھ لوگوں کو رتبہ میں زیادہ کچھ لوگوں سے''۔

(افعال) **اِفَاقَةً**: بے ہوشی یا بیماری پر قابو پانا۔ہوش میں آنا۔صحتیاب ہونا۔﴿وَ خَرَّ مُوۡسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبۡحٰنَكَ﴾ (7/الاعراف:143) ''اور گرے موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر پھر جب ہوش آیا تو کہا پاکی تیری ہے''۔

ح ق ق

(ن۔ض) **حَقًّا**: کسی چیز یا بات کا کسی چیز یا بات کے مطابق اور موافق ہونا۔اس بنیادی مفہوم کے ساتھ پھر اسے مختلف مفاہیم میں استعمال کرتے ہیں۔(1) ثابت ہونا یعنی کسی چیز کا دعویٰ کے مطابق ہونا۔﴿وَ اِذَاۤ اَرَدۡنَاۤ اَنۡ نُّهۡلِكَ قَرۡيَةً اَمَرۡنَا مُتۡرَفِيۡهَا فَفَسَقُوۡا فِيۡهَا فَحَقَّ عَلَيۡهَا الۡقَوۡلُ فَدَمَّرۡنٰهَا تَدۡمِيۡرًا ۝﴾ (17/بنی اسرائیل:16) ''اور جب کبھی ہم ارادہ کرتے ہیں کہ ہم ہلاک کریں کسی بستی کو تو ہم احکام دیتے ہیں اس کے خوشحال لوگوں کو، پھر وہ حکم عدولی کرتے ہیں اس میں، تو ثابت ہوتی ہے بات اس پر یعنی بستی پر، تو ہم تباہ کرتے ہیں اس کو جیسی تباہی ہوتی ہے''۔(2) سچ ہونا یعنی کسی دعوے کا چیز کے مطابق ہونا۔﴿فَحَقَّ عَلَيۡنَا قَوۡلُ رَبِّنَاۤ ۖ اِنَّا لَذَآئِقُوۡنَ ۝﴾ (37/الصافات:31) ''تو سچ ہوا ہم پر ہمارے رب کا فرمان، بیشک ہم چکھنے والے ہیں یعنی عذاب چکھنے والے ہیں''۔(3) بامقصد ہونا یعنی کسی چیز کا اس کے مقصد کے مطابق ہونا۔(4) واجب اور لازم ہونا۔جو چیز ثابت ہو، سچ ہو اور بامقصد ہو، اسے لازم ہونا چاہیے۔﴿اَفَمَنۡ حَقَّ عَلَيۡهِ كَلِمَةُ الۡعَذَابِ ؕ﴾ (39/الزمر:19) ''تو کیا جس پر لازم ہوا عذاب کا فرمان''۔

حَقٌّ: اسم ذات ہے۔(1) ثابت شدہ سچائی۔﴿اِنَّ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ لَيَعۡلَمُوۡنَ اَنَّهُ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّهِمۡ ؕ﴾ (2/البقرہ:144) ''یقیناً جن لوگوں کو دی گئی کتاب وہ لوگ خوب جانتے ہیں کہ یہ یعنی کعبہ کا قبلہ مقرر کیا جانا ثابت شدہ سچائی ہے ان کے رب کی جانب سے''۔(2) ثابت شدہ مقصد۔﴿وَ يَقۡتُلُوۡنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيۡرِ الۡحَقِّ ؕ﴾ (2/البقرہ:61) ''اور وہ لوگ قتل کرتے انبیاء کو ثابت شدہ مقصد کے بغیر''۔(3) ثابت شدہ لازم چیز۔﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ﴾ (3/آل عمران:102) ''اے لوگو تم لوگ تقویٰ کرو اللہ کا، جیسا اسکا تقویٰ لازم ہے''۔﴿وَ اٰتِ ذَا الۡقُرۡبٰى حَقَّهٗ﴾ (17/بنی اسرائیل:26) ''اور تو دے قرابت والے کو اسکی ثابت شدہ لازم چیز یعنی اس کا حق''۔

حَاقٌّ: فَاعِلٌ کے وزن پر اسم الفاعل۔مونث حَاقَّةٌ۔ثابت، سچا یا لازم ہونے والا۔﴿اَلۡحَآقَّةُ ۝ مَا الۡحَآقَّةُ ۝ۚ﴾ (69/العنکبوت:1۔2) ''ثابت ہونے والی، کیا ہے ثابت ہونے والی یعنی قیامت''۔

اَحَقُّ: افعل التفضیل ہے زیادہ حقدار۔﴿وَ نَحۡنُ اَحَقُّ بِالۡمُلۡكِ مِنۡهُ﴾ (2/البقرہ:247) ''اور ہم اس سے زیادہ حقدار ہیں سلطنت کے''۔

(افعال) **اِحۡقَاقًا**: ثابت کرنا۔﴿وَ يُحِقُّ اللّٰهُ الۡحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ لَوۡ كَرِهَ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ۝ۚ﴾ (10/یونس:82) ''اور اللہ ثابت کرتا ہے سچ کو اپنے فرمانوں سے اگرچہ کراہت کریں مجرم لوگ''۔

ر	و	د

103

(ن) رَوْدًا کسی چیز کی طلب یا تلاش میں گھومنا۔نرمی سے چلنا۔

رُوَیْدٌ فُعَیْلٌ کا وزن ہے۔اسم التصغیر ہے۔غیر محسوس طریقہ پر چلنا۔﴿ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴾ (86/الطارق:17) ’’پس تو ڈھیل دے کافروں کو، تو مہلت دے ان کو غیر محسوس طریقہ سے۔‘‘

(افعال) اِرَادَةً طلب کرنا۔خواہش کرنا یعنی ارادہ کرنا۔﴿ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ ﴾ (25/الفرقان:62) ’’اور وہ ہے جس نے بنایا رات کو اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے، اس کے لئے جو خواہش کرے کہ وہ یاددہانی حاصل کرے۔‘‘

(مفاعلہ) رِوَادًا بدنیتی سے پھسلانا۔بہکانا۔﴿ وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ فَطَمَسْنَاۤ اَعْيُنَهُمْ ﴾ (54/القمر:37) ’’اور یقیناً انہوں نے پھسلایا اس کو یعنی حضرت لوط علیہ السلام کو ان کے مہمان کے بارے میں تو ہم نے مٹا دیا ان کی آنکھوں کو۔‘‘

ف	س	ق

(ن۔ک) فِسْقًا اور فُسُوْقًا کھجور کے گودے کا چھلکے سے باہر نکلنا۔اطاعت کے دائرے سے باہر نکلنا۔نافرمانی کرنا۔﴿ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ ﴾ (18/الکھف:50) ’’تو ان لوگوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔وہ تھا جنوں میں سے تو وہ نکل گیا اپنے رب کے حکم سے یعنی حکم کی اطاعت سے۔‘‘۔﴿ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ؕ ﴾ (49/الحجرات:7) ’’اور اس نے کراہت دی تم لوگوں کو کفر سے اور نافرمانی کرنے سے اور حکم عدولی سے۔‘‘

فَاسِقٌ اسم الفاعل ہے۔نافرمانی کرنے والا۔﴿ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴾ (3/آل عمران:82) ’’تو جو وعدہ سے پھرے اس کے بعد تو وہ لوگ ہی نافرمانی کرنے والے ہیں۔‘‘

فِسْقٌ اسم ذات ہے۔نافرمانی۔﴿ وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ ﴾ (6/الانعام:121) ’’اور تم لوگ مت کھاؤ اس میں سے جس پر نہیں لیا گیا اللہ کا نام اور یقیناً یہ نافرمانی ہے۔‘‘

ترکیب

اَللّٰهُ ، اِنَّ کا اسم ہے۔لَا يَسْتَحْيٖ سے لے کر فَمَا فَوْقَهَا تک پورا جملہ فعلیہ اسکی خبر ہے۔اَمَّا حرف ہے جو کسی اجمال کی تفصیل کیلئے آتا ہے اور اس میں شرط کا مفہوم بھی ہوتا ہے اس لئے اس کے جواب پر کلمہ فَ آتا ہے۔اَمَّا کے بعد جو اسم آتا ہے وہ مبتداء اور جس پر فَ آئے وہ خبر ہوتی ہے۔اس لئے اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا پورا جملہ مبتداء ہے۔اور فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ پورا جملہ خبر ہے اسی طرح اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مبتداء اور فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا خبر ہے۔

مَاذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا میں اَرَادَ کا مفعول هٰذَا ہے اور مَثَلًا کو اس کا حال بھی مان سکتے ہیں اور تمیز بھی۔

يُضِلُّ بِهٖ سے آخر تک مَاذَا کا جواب ہے۔

ترجمہ

اِنَّ اللّٰہَ	لَا یَسۡتَحۡیٖۤ	اَنۡ یَّضۡرِبَ	مَثَلًا مَّا	بَعُوۡضَۃً 103
بیشک اللہ	حیا نہیں کرتا	کہ وہ بیان کرے	کوئی سی بھی مثال	مچھر کے بچے کی

فَمَا فَوۡقَہَا ؕ	فَاَمَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا	فَیَعۡلَمُوۡنَ
یا جو اس سے بڑھ کر ہے (حقیر ہونے میں)	پس وہ لوگ جو ایمان لائے	وہ لوگ تو جانتے ہیں

اَنَّہُ الۡحَقُّ	مِنۡ رَّبِّہِمۡ ۚ	وَ اَمَّا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا	فَیَقُوۡلُوۡنَ
کہ یہ سچائی ہے	ان کے رب سے	اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا	وہ لوگ تو کہتے ہیں

مَا ذَاۤ اَرَادَ اللّٰہُ	بِہٰذَا	مَثَلًا ۘ	یُضِلُّ بِہٖ	کَثِیۡرًا ۙ
اللہ نے کیا ارادہ کیا	اس سے	بطور مثال کے	وہ گمراہ کرتا ہے اس سے	بہتوں کو

وَّ یَہۡدِیۡ بِہٖ	کَثِیۡرًا ؕ	وَ مَا یُضِلُّ بِہٖۤ
اور وہ ہدایت دیتا ہے اس سے	بہتوں کو	اور وہ گمراہ نہیں کرتا اس سے

اِلَّا الۡفٰسِقِیۡنَ ﴿ۙ۲۶﴾
مگر نافرمانی کرنے والوں کو

نوٹ۔1

مَا اگر مفعول کے بعد آئے تو اسے غیر معین کرتا ہے۔ مثلاً اٰتِنِیۡ کِتَابًا کا مطلب ہے مجھے ایک کتاب دو (GIVE ME A BOOK) جبکہ اٰتِنِیۡ کِتَابًا مَّا کا مطلب ہے مجھے کوئی سی بھی کتاب دو (GIVE ME ANY BOOK) اسی طرح مَثَلًا مَّا کا مطلب ہے کوئی سی بھی مثال۔

نوٹ۔2

اسلام سے پہلے فسق کا لفظ انسانوں کے لئے استعمال نہیں ہوتا تھا بلکہ صرف گودے کے چھلی سے باہر نکلنے کے لئے بولا جاتا تھا۔ انسانوں کے لئے فاسق کا لفظ صرف قرآن کریم نے استعمال کیا ہے۔ (مفردات القرآن)

قرآن مجید میں چھوٹی اور بڑی ہر طرح کی نافرمانی کے لئے اس لفظ کو استعمال کیا گیا ہے۔ اس طرح اس کے تین درجے ہیں۔ (1) ایک فاسق وہ ہے جو نافرمانی کو برا سمجھتا ہے لیکن بشری تقاضے کے تحت کبھی نافرمانی کا ارتکاب ہو جاتا ہے (2) ایک فاسق وہ ہے جو کسی نافرمانی کا عادی ہو جاتا ہے اور اس کے متعلق فکر مند بھی نہیں رہتا۔ (3) ایک فاسق وہ ہے جو کسی نافرمانی کو اچھا عمل سمجھ کر اختیار کرتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرمان کو حقیقت نہیں سمجھتا۔ پہلے دو درجے تک فاسق مومن رہتا ہے اور صرف تیسرے درجے میں کافر ہوتا ہے۔ (تفسیر حقانی)

نوٹ۔3

اس آیت کی یہ شانِ نزول معروف ہے کہ قرآن مجید میں جب مکھی، مکڑی وغیرہ کی مثالیں دی گئیں تو مخالفین نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس

سے اعلیٰ وارفع ہے کہ اتنی حقیر چیزوں کی مثال دے۔اس لئے قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں ہوسکتا۔ان کی اس بات کا جواب اس آیت میں دیا گیا۔ 103

لیکن ایک رائے یہ بھی ہے کہ یہ آیت خودایک مستقل مثال ہے جو دنیا کی دی گئی ہے۔مچھر جب تک بھوکا یا کم خوراک ہوتا ہے زندہ رہتا ہے۔جب زیادہ خوراک کی وجہ سے موٹا تازہ ہوجاتا ہے تو مرجاتا ہے۔اسی طرح لوگ جب دنیا کو دل کھول کر حاصل کرلیتے ہیں توان کی پکڑ آجاتی ہے (ابن کثیر)

آیت نمبر (27)

﴿الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ ۪ وَ یَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۲۷﴾

ن ق ض

(ن)	نَقْضًا	کسی بنی ہوئی چیز کو توڑنا۔عمارت مسمار کرنا۔رسی کا بل کھولنا۔﴿وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِیْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ؕ﴾(16/النحل:92)''اورتم لوگ مت ہو اس خاتون کی مانند جس نے توڑا اپنے سوت کو مضبوطی کے بعد ریزہ ریزہ کرکے۔''
	لَاتَنْقُضُوْا	فعل نہی ہے۔تم لوگ مت توڑو۔﴿وَ لَا تَنْقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْكِیْدِهَا﴾(16/النحل:91) ''اورتم لوگ مت توڑو قسموں کواس کی تاکید کے بعد۔''
(افعال)	اِنْقَاضًا	بوجھل کرنا۔بوجھ کی وجہ سے ٹوٹنے کے قریب کرنا۔﴿وَ وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝۲ الَّذِیْۤ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝۳﴾(94/الانشراح:2۔3)''اورہم نے اتارا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بوجھ کو جس نے ٹوٹنے کے قریب کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ کو۔''

ع ھ د

(س)	عَهْدًا	(1) مسلسل نگہداشت کرنا۔وعدہ کرنا۔(2) تاکید کرنا۔ذمہ دار بنانا۔وعدہ لینا۔﴿وَ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ﴾(2/البقرہ:125)''اورتاکید کی ہم نے ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام کو کہ وہ دونوں پاک رکھیں میرے گھرکو۔''﴿اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْكُمْ یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ ۚ﴾(36/یٰسین:60)''کیا میں نے وعدہ نہیں لیا تم لوگوں سے اے آدم علیہ السلام کی اولاد کہ تم لوگ بندگی مت کرنا شیطان کی۔''
	عَهْدٌ	اسم ذات ہے۔ ایسا وعدہ جس کی نگہداشت کی جائے۔﴿وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ﴾ (17/بنی اسرائیل:34)''اورتم لوگ پورا کرو وعدہ کو۔''
(مفاعلہ)	مُعَاهَدَةً	باہم وعدہ کرنا۔معاہدہ کرنا۔﴿وَ مِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَىِٕنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ﴾ (9/التوبۃ:75)''اوران میں سے وہ بھی ہیں جنہوں نے معاہدہ کیا اللہ سے کہ اگر وہ دے گا ہم کو اپنے فضل میں سے تو ہم لازماً خیرات کریں گے۔''

و ث ق

(ض)	ثِقَةً	اعتبار کرنا۔بھروسہ کرنا۔
(ف)	وَثَاقًا	اس کی ماضی اور مضارع وَثُقَ۔یَوْثُقُ آتا ہے۔زنجیر یا رسی سے جکڑا ہوا ہونا۔مضبوط ہونا۔

﴿حَتّٰۤى اِذَاۤ اَثۡخَنۡتُمُوۡهُمۡ فَشُدُّوا الۡوَثَاقَ ۖ﴾ (47/محمد:4) ''یہاں تک کہ جب تم قتل کر چکو ان کو تو شدید کرو جکڑا ہوا ہونے کو یعنی قیدیوں کو مضبوطی سے باندھو۔''
103

مَوۡثِقٌ: مَفۡعِلٌ کا وزن ہے لیکن اسم الظرف کے بجائے اسم ذات کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ پختہ وعدہ۔ ﴿فَلَمَّاۤ اٰتَوۡهُ مَوۡثِقَهُمۡ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوۡلُ وَكِيۡلٌ ۝۶۶﴾ (12/ یوسف:66) ''تو جب انہوں نے دیا ان کو یعنی یعقوب علیہ السلام کو اپنا پختہ وعدہ تو انہوں نے کہا اللہ ذمہ دار ہے اس کا جو ہم کہتے ہیں۔''

مِيۡثَاقٌ: مِفۡعَالٌ کے وزن پر اسم الالہ ہے۔ جکڑنے کی زنجیر یا رسی۔ پھر جکڑی ہوئی چیز کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے یعنی پختہ وعدہ۔ ﴿وَ اِذۡ اَخَذَ اللّٰهُ مِيۡثَاقَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ لَا تَكۡتُمُوۡنَهٗ ۡ﴾ (3/ آل عمران:187) ''اور جب لیا اللہ نے ان کا پختہ وعدہ جن کو کتاب دی گئی کہ تم لوگ لازماً واضح کرو گے اس کو لوگوں کے لئے اور اس کو نہیں چھپاؤ گے۔''

(افعال) **اِيۡثَاقًا**: کسی کو جکڑنا۔ مضبوط باندھنا۔ ﴿وَّ لَا يُوۡثِقُ وَ ثَاقَهٗۤ اَحَدٌ ۝۲۶﴾ (89/ الفجر:26) ''اور نہیں جکڑتا کوئی ایک بھی، اس کا سا جکڑنا۔''

(مفاعلہ) **وِثَاقًا**: باہم معاہدہ کرنا۔ ایک دوسرے کو معاہدے میں جکڑنا۔ ﴿وَ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَ مِيۡثَاقَهُ الَّذِيۡ وَاثَقَكُمۡ بِهٖۤ ۙ﴾ (5/ المآئدہ:7) ''اور تم لوگ یاد کرو اللہ کی نعمت کو اپنے اوپر، اور اس کے پختہ وعدہ کو جس سے اس نے جکڑا تم لوگوں کو۔''

ق ط ع

(ف) **قَطۡعًا**: کاٹنا۔ ﴿مَا قَطَعۡتُمۡ مِّنۡ لِّيۡنَةٍ اَوۡ تَرَكۡتُمُوۡهَا قَآئِمَةً عَلٰۤى اُصُوۡلِهَا فَبِاِذۡنِ اللّٰهِ﴾ (59/ الحشر:5) ''جو تم لوگوں نے کاٹا کوئی درخت یا تم لوگوں نے چھوڑا جس کو کھڑا ہوا اس کی جڑوں پر تو وہ اللہ کی اجازت سے تھا''۔ ﴿وَ قَطَعۡنَا دَابِرَ الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا﴾ (7/ الاعراف:72) ''اور کاٹا ہم نے ان لوگوں کی پیٹھ کو جو جھٹلاتے تھے ہماری نشانیوں کو''۔ پیٹھ کاٹنا عربی محاورہ ہے جسے اردو میں جڑ کاٹنا کہتے ہیں۔ مطلب ہے نیست و نابود کر دینا۔ ﴿وَ تَقۡطَعُوۡنَ السَّبِيۡلَ ۙ﴾ (29/ العنکبوت:29) ''اور تم لوگ کاٹتے ہو راستے کو''۔ یہ راہزنی کے لئے عربی محاورہ ہے۔ کیونکہ راہزنی کی وجہ سے لوگ اس راستے پر چلنا چھوڑ دیتے ہیں۔

اِقۡطَعۡ: فعل امر ہے۔ تو کاٹ۔ ﴿وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقۡطَعُوۡۤا اَيۡدِيَهُمَا﴾ (5/ المآئدہ:38) ''اور مرد چور ہو اور عورت چور ہو تو تم لوگ کاٹو ان کے ہاتھ۔''

قَاطِعٌ: اسم الفاعل ہے۔ کاٹنے والا۔ ﴿مَا كُنۡتُ قَاطِعَةً اَمۡرًا حَتّٰى تَشۡهَدُوۡنِ ۝۳۲﴾ (27/ النمل:32) ''میں کاٹنے والی نہیں کوئی فیصلہ یعنی قطعی یا حتمی فیصلہ کرنے والی نہیں یہاں تک کہ تم لوگ موقع پر موجود ہو۔''

مَقۡطُوۡعٌ: اسم المفعول ہے۔ کاٹا ہوا۔ روکا ہوا۔ ﴿وَّ فَاكِهَةٍ كَثِيۡرَةٍ ۙ لَّا مَقۡطُوۡعَةٍ وَّ لَا مَمۡنُوۡعَةٍ ۙ۝۳۳﴾ (56/ الواقعہ:32۔33) ''اور کثیر میوے، نہ روکے ہوئے اور نہ منع کئے ہوئے۔''

قِطۡعٌ اور قِطَعٌ: اسم ذات ہے۔ کسی چیز کا ٹکڑا۔ حصہ۔ ﴿فَاَسۡرِ بِاَهۡلِكَ بِقِطۡعٍ مِّنَ الَّيۡلِ﴾ (11/ ھود:81) ''تو آپ یعنی لوط علیہ السلام سفر پر روانہ ہوں اپنے اہل کے ساتھ رات کے ایک حصے میں''۔ ﴿اُغۡشِيَتۡ وُجُوۡهُهُمۡ قِطَعًا مِّنَ الَّيۡلِ مُظۡلِمًا ؕ﴾ (10/ یونس:27) ''ڈھانپ دیا گیا ان کے چہروں کو رات کے ایک ٹکڑے سے اندھیرا کرنے والا ہوتے ہوئے۔''

(تفعیل) **تَقْطِیْعًا** ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔تقسیم کرنا۔﴿وَ سُقُوْا مَآءً حَمِیْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ۝۱۵﴾ (47/محمد:15) ''اوران کو پلایا جائے گا کھولتا ہوا، پانی تو وہ ٹکڑے ٹکڑے کردے گا ان کی آنتوں کو''۔ ﴿وَ قَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَیْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ؕ﴾ (7/الاعراف:160) ''اور ہم نے تقسیم کیا ان کو بارہ نسلی گروہوں میں۔''

(تفعّل) **تَقَطُّعًا** ٹکڑے ٹکڑے ہوجانا۔ٹکڑے ٹکڑے کر دینا۔(لازم ومتعدی) ﴿اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا وَ رَاَوُا الْعَذَابَ وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ۝۱۶۶﴾ (2/البقرہ:166) ''جب بیزاری ظاہر کریں گے وہ لوگ جن کی پیروی کی گئی ان لوگوں سے جنہوں نے پیروی کی، اور وہ لوگ دیکھیں گے عذاب کو تو ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں گے ان کے تعلقات''۔ ﴿وَ تَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَیْنَهُمْ ؕ﴾ (21/الانبیاء:93) ''اور ان لوگوں نے ٹکڑے ٹکڑے کیا اپنے کام کو اپنے مابین یعنی فرقے فرقے ہو گئے۔''

ء	م	ر

(ک) **اِمَارَةً** بااختیار ہونا۔حاکم ہونا۔

(ن) **اَمْرًا** کسی کو کسی کام کیلئے کہنا۔(1) حکم دینا۔﴿قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ﴾ (7/الاعراف:12) ''اس نے یعنی اللہ تعالیٰ نے کہا کس چیز نے منع کیا تجھ کو کہ تو سجدہ نہ کرے جب میں نے حکم دیا تجھ کو''(2) ترغیب دینا۔﴿لَا خَیْرَ فِیْ كَثِیْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ﴾ (4/النساء:114) ''کوئی خیر نہیں ہے ان کے اکثر مشوروں میں سوائے اسکے جو ترغیب دے خیرات کی یا بھلائی کی''۔(3) مشورہ دینا ﴿یُّرِیْدُ اَنْ یُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ ۚ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ۝۱۱۰﴾ (7/الاعراف:110) ''وہ یعنی موسیٰ علیہ السلام ارادہ کرتا ہے کہ وہ نکالے تم لوگوں کو تمہاری زمین سے تو تم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو۔''

مُرْ فعل امر ہے۔تو حکم دے۔﴿وَ اْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ اصْطَبِرْ عَلَیْهَا ؕ﴾ (20/طٰہٰ:132) ''اور تو حکم دے اپنے اہل کو نماز کا اور ثابت قدم رہ اس پر۔''

اٰمِرٌ اسم الفاعل ہے۔حکم دینے والا۔﴿الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (9/التوبۃ:112) ''اور ترغیب دینے والے بھلائی کی اور منع کرنے والے برائی سے۔''

اَمْرٌ ج اَوَامِرُ ۔اسم ذات ہے۔حکم۔﴿قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ﴾ (3/آل عمران:154) ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجئے کل کا کل حکم اللہ کے لئے ہے۔''

اَمْرٌ ج اُمُوْرٌ ۔اسم ذات ہے۔(1) اختیار۔(2) فرائض، کام۔(3) معاملات۔(1) ﴿یَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَیْءٍ ؕ﴾ (3/آل عمران:154) ''وہ لوگ کہتے ہیں کیا ہمارے لئے ہے اختیار میں سے کچھ بھی۔''

(2) ﴿وَ اَوْحٰی فِیْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ؕ﴾ (41/حٰمٓ السجدہ:12) ''اور اس نے وحی کیا ہر آسمان میں اس کے فرض یعنی کرنے کے کام کو''۔ ﴿وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝۱۸۶﴾ (3/آل عمران:186) ''اور اگر تم لوگ ثابت قدم رہو اور تقویٰ اختیار کرو تو یقیناً یہ بڑے حوصلے کے کاموں میں سے ہے۔''(3) ﴿وَ اِلَیْهِ یُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ﴾ (11/ھود:123) ''اور اس کی طرف ہی لوٹائے جائیں گے کل کے کل معاملات۔''

اِمْرٌ — اسم ذات ہے۔ناپسندیدہ یا بری بات ۔﴿لَقَدْ جِئْتَ شَیْئًا اِمْرًا ۝﴾(18/الکہف:71)''تو آیا ہے ایک ناپسندیدہ چیز کے پاس یعنی تیرا فیصلہ اچھا نہیں ہے۔''
103

(افتعال) **اِیْتِمَارًا** — مشورہ کرنا۔ سازش کرنا۔﴿قَالَ یٰمُوْسٰٓی اِنَّ الْمَلَاَ یَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِیَقْتُلُوْكَ﴾ (28/القصص:20)''اس نے کہا اے موسیٰ علیہ السلام بیشک سردار لوگ مشورہ کرتے ہیں آپ علیہ السلام کے لئے کہ وہ لوگ آپ علیہ السلام کو قتل کریں۔''

و ص ل

(ض) **وَصْلًا** — ملانا۔ملنا۔(متعدی ولازم)(1) ملانا۔جوڑنا (2) ملنا۔پہنچنا (3) تعلق رکھنا۔(1)﴿وَ الَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ﴾(13/الرعد:21)''اور وہ لوگ جو جوڑتے ہیں اس کو جس کا حکم دیا اللہ نے کہ وہ جوڑا جائے۔''۔(2) ﴿قَالُوْا یٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ یَّصِلُوْٓا اِلَیْكَ﴾ (11/ھود:81)''انہوں نے کہا اے لوط علیہ السلام بیشک ہم آپ (یعنی لوط علیہ السلام) کے رب کے رسول ہیں، یہ لوگ ہرگز نہیں پہنچیں گے آپ علیہ السلام تک۔''۔(3)﴿اِلَّا الَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ اِلٰی قَوْمٍۢ بَیْنَكُمْ وَ بَیْنَهُمْ مِّیْثَاقٌ﴾(4/النساء:90)''سوائے ان لوگوں کے جو تعلق رکھتے ہیں ایک ایسی قوم سے تمہارے اور جس کے مابین معاہدہ ہے۔''

(تفعیل) **تَوْصِیْلًا** — ملانا۔پہنچانا۔﴿وَ لَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ۝﴾(28/القصص:51) ''اور ہم پہنچا چکے ہیں ان کے لئے بات کو، شاید وہ لوگ یاددہانی حاصل کریں۔''

خ س ر

(س) **خَسْرًا** — خود نقصان اٹھانا۔کسی کو گھاٹے میں ڈالنا۔(لازم ومتعدی)﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ﴾(10/یونس:45)''گھاٹے میں رہے وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا اللہ سے ملنے کو۔''۔﴿وَ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ﴾(7/الاعراف:9)''اور جن کے ہلکے ہوئے ترازو تو یہ لوگ ہیں جنہوں نے گھاٹے میں ڈالا اپنے نفس کو۔''

خَاسِرٌ — اسم الفاعل ہے۔نقصان اٹھانے والا ۔﴿وَ هُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝﴾(3/آل عمران:85)''اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والا ہے۔''

اَخْسَرُ — اسم التفضیل ہے ۔زیادہ گھاٹے میں ہونے والا ۔﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا ۝﴾(18/الکہف:103)''آپ ﷺ کہیے کیا ہم خبر دیں تم لوگوں کو سب سے زیادہ گھاٹے میں ہونے والوں کی بلحاظ اعمال کے۔''

خُسْرَانٌ — فُعْلَانٌ کے وزن پر اسم المبالغہ ہے۔بے انتہا گھاٹا۔﴿اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ ۝﴾ (39/الزمر:15)''سن لو یہ واضح طور پر بے انتہا گھاٹا ہے۔''

خُسْرٌ — اسم ذات ہے۔گھاٹا۔نقصان ۔﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝﴾(103/العصر:2)''یقیناً تمام انسان خسارے میں ہیں۔''

خَسَارٌ — اسم ذات ہے۔گھاٹا۔نقصان۔﴿وَلَا یَزِیْدُ الْكٰفِرِیْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ۝﴾(35/فاطر:39) ''اور زیادہ نہیں کرتا کافروں کو ان کا کفر کرنا سوائے گھاٹے کے۔''

(افعال) **اِخْسَارًا** — گھاٹا دینا۔کمی کرنا۔﴿وَلَا تُخْسِرُوا الْمِیْزَانَ ۝﴾(55/الرحمٰن:9)''اور تم لوگ کمی مت کرو ترازو میں یعنی تول میں۔''

مُخۡسِرٌ اسم الفاعل ہے۔کمی کرنے والا۔﴿ اَوۡفُوا الۡکَیۡلَ وَ لَا تَکُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُخۡسِرِیۡنَ ﴿۱۸۱﴾﴾ 103

(26/الشعراء:181)’’تم لوگ پورا بھرو پیمانے کو اور مت ہو جاؤ کمی کرنے والوں میں سے۔‘‘

ترکیب

اَلَّذِیۡ گذشتہ آیت کے آخری لفظ الۡفٰسِقِیۡنَ پر عطف ہے اور اس پوری آیت میں فاسقوں کی صفت بیان ہوئی ہے۔ مَاۤ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖ میں ہ کی ضمیر مَا کیلئے ہے۔ اسے ضمیر عائد کہتے ہیں۔ اردو میں عام طور پر اس کے ترجمہ کی ضرورت نہیں پڑتی کیونکہ اردو میں بیان کا یہ اسلوب رائج نہیں ہے۔

ترجمہ

وَ یَقۡطَعُوۡنَ	مِنۡۢ بَعۡدِ مِیۡثَاقِہٖ	عَہۡدَ اللّٰہِ	یَنۡقُضُوۡنَ	الَّذِیۡنَ
اور وہ لوگ کاٹتے ہیں	اسکی پختگی کے بعد	اللہ کے وعدہ کو	توڑتے ہیں	جو لوگ

وَ یُفۡسِدُوۡنَ	اَنۡ یُّوۡصَلَ	اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖۤ	مَاۤ
اور وہ لوگ توازن بگاڑتے ہیں	کہ وہ جوڑا جائے	حکم دیا اللہ نے	اس کو جس کا

اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ﴿۲۷﴾	فِی الۡاَرۡضِ ؕ
یہ لوگ ہی گھاٹا پانے والے ہیں	زمین میں

نوٹ۔1

عَہۡدَ اللّٰہِ سے مراد یوم الست کا وعدہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں سے لیا تھا۔ اللہ کو اپنا رب تسلیم کر لینے کے بعد اسکے کسی حکم کی خلاف ورزی، اس وعدہ کی خلاف ورزی ہے۔

نوٹ۔2

جیسا کہ ترکیب میں بتایا گیا کہ یہ پوری آیت گذشتہ آیت میں مذکور فاسقین کی تشریح کر رہی ہے۔ اس میں توجہ طلب بات یہ ہے کہ اس تشریح میں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، کسی ایک کو ترک کرنے کا صراحتاً ذکر نہیں کیا گیا۔ اس سے یہ راہنمائی ملتی ہے کہ اگر کوئی ارکان اسلام کی پابندی کرے لیکن باہمی معاملات میں اور اجتماعیت میں اللہ کے احکام کی پیروی نہ کرے تو اس کا شمار فاسقوں میں ہوگا اور یہ گھاٹے کا سودا ہے۔

نوٹ۔3

سبق۔4، آیات (11-12) کے نوٹ۔1۔ میں آپ کو بتایا جا چکا ہے کہ جملہ میں اگر اِذَا آ جائے تو پھر ماضی کا ترجمہ حال یا مستقبل میں کیا جاتا ہے۔ لیکن آپ نے نوٹ کیا ہوگا کہ کچھ آیات میں اِذَا نہیں آیا ہے پھر بھی ان میں ماضی کا ترجمہ مستقبل میں کیا گیا ہے۔ مثلاً مادہ ق ط ع کا باب تفعل میں مفہوم واضح کرنے کیلئے آیت نمبر (2-166) کا ترجمہ۔ اب اس کی وجہ سمجھ لیں۔

قرآن مجید کا یہ ایک مخصوص انداز ہے کہ قیامت میں پیش آنے والے واقعات کا ذکر عام طور پر صیغہ ماضی میں کیا گیا ہے۔ یہ دراصل یقین دلانے کا ایک انداز ہے کہ قیامت میں پیش آنے والے واقعات اتنے یقینی ہیں جیسے کہ ہو چکے ہیں۔ ایسی آیات کا اردو میں ترجمہ کرتے وقت مستقبل کا صیغہ استعمال کرنا ہی بہتر ہوتا ہے۔

یقین دلانے کا یہ انداز اردو میں ایک مختلف طریقے سے استعمال ہوتا ہے۔ ایک افسر جب کسی ماتحت کو حکم دیتا ہے کہ کل یہ

کام ضرور ہوجائے، تو مستعد قسم کے ماتحت عموماً یہ جواب دیتے ہیں۔ ’’سر! یہ تو ہوگیا۔ اور کوئی حکم ہو تو بتائیں‘‘۔ ایسا لگتا ہے کہ اردو میں یقین دلانے کا یہ انداز شائد قرآن مجید سے ہی اخذ کیا گیا ہے۔

103

آیت نمبر (28)

﴿كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٢٨﴾﴾

ترکیب

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ جملہ استفہام ہے۔ تَكْفُرُوْنَ کا فاعل اس میں شامل اَنْتُمْ کی ضمیر ہے۔ یہ ضمیر آیت نمبر (2-26) میں مذکور فَاسِقِيْنَ پر عطف ہے۔ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا حال ہے۔

ترجمہ

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ	وَ كُنْتُمْ	اَمْوَاتًا
تم لوگ کیسے انکار کرتے ہو اللہ کا	درآں حال یہ کہ تم لوگ تھے	مردہ حالت میں

فَاَحْيَاكُمْ ۚ	ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ	ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ
تو اس نے زندہ کیا تم کو	پھر وہ موت دے گا تم کو	پھر وہ زندہ کرے گا تم کو

ثُمَّ اِلَيْهِ	تُرْجَعُوْنَ ﴿٢٨﴾
پھر اس ہی کی طرف	تم لوگ لوٹائے جاؤ گے

نوٹ۔1

اس آیت میں سوال فاسقوں سے کیا گیا ہے، جو اللہ تعالیٰ کے وجود کے قائل ہوتے ہیں۔ ان کے انکار کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی سے انکار کرنا، خواہ وہ قولی ہو یا عملی ہو۔ جس کے لئے گذشتہ آیت میں يَنْقُضُوْنَ اور يَقْطَعُوْنَ کے الفاظ آئے ہیں، اسی کو اب تَكْفُرُوْنَ کہا گیا ہے یعنی تیسرے درجے کا فسق۔

سمندر سے پانی کا بھاپ بن کر اٹھنا، بادل بننا، پانی برسنا، پودے اگنا، پودوں کا زمین اور فضا سے غذا حاصل کرنا، پھل کا پکنا، غرض یہ کہ اسی طرح کے نہ معلوم کتنے عناصرِ قدرت کام کرتے ہیں تب کہیں ایک انسان کے مختلف مقامات پر بکھرے ہوئے ذرات کھنچ کر ایک گندے پانی کی بوند میں جمع ہوتے ہیں جس سے وہ جنم لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس نظام پر ہم جتنا غور کریں گے اتنا ہی فَاَحْيَاكُمْ کی گہرائی اور گیرائی عیاں ہوگی۔ اور اس بات میں کوئی شک نہ رہے گا کہ مرنے کے بعد جب ہم دوبارہ زندہ ہوں گے تو نہ صرف ہماری ہڈیاں جمع ہوں گی بلکہ پور پور درست ہوگی۔ آیت نمبر 75/3۔4 دیکھیں۔

آیت نمبر (29)

﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۚ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ۭ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٢٩﴾﴾

ج	م	ع

103

(ف)	جَمْعًا	متفرق چیزوں کو باہم ملا دینا۔اکٹھا کرنا۔جمع کرنا۔﴿ فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ﴾ (3/آل عمران:25)''تو کیسا ہوگا جب ہم اکٹھا کریں گے ان کو اس دن کے لئے جس میں کوئی شک نہیں ہے۔''
	جَمْعٌ	مصدر کے علاوہ اسم ذات بھی ہے۔جمع کی ہوئی چیز یعنی جماعت۔﴿ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ ﴾ (75/القیامۃ:17)''یقیناً ہم پر ہے اسکا یعنی قرآن کا جمع کرنا اور اسکا پڑھنا۔'' ﴿ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ يُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴾ (54/القمر:45)''شکست دی جائے گی اس جماعت کو اور وہ لوگ پیٹھ پھیریں گے۔''
	جَامِعٌ	اسم الفاعل ہے۔جمع کرنے والا۔﴿ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ﴾ (3/آل عمران:9)''اے ہمارے رب بیشک تو لوگوں کو جمع کرنے والا ہے اس دن کے لئے جس میں کوئی شک نہیں ہے۔''
	مَجْمُوْعٌ	اسم المفعول ہے۔جمع کیا گیا۔جمع کیا ہوا۔﴿ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَ الْاٰخِرِيْنَ لَمَجْمُوْعُوْنَ ﴾ (56/الواقعہ:49۔50)''بیشک اگلے اور پچھلے یعنی سب جمع کیے جانے والے ہیں۔''
	مَجْمَعٌ	اسم الظرف ہے۔جمع کرنے کی جگہ۔﴿ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ ﴾ (18/الکہف:60)''میں نہیں ٹلوں گا یہاں تک کہ میں پہنچوں دو سمندروں کو ملانے کی جگہ۔''
	جُمُعَةٌ	اسم ظرف ہے۔ہفتہ کا ساتواں دن یعنی جمعہ کا دن۔﴿ اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ﴾ (62/الجمعہ:9)''جب ندا دی جائے نماز کے لئے جمعہ کے دن تو لپکو اللہ کی یاد کی طرف۔''
	جَمِيْعٌ	فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔کُل کے کُل۔سب کے سب۔﴿ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ﴾ (2/البقرہ:38)''ہم نے کہا تم لوگ اترو اس میں سے سب کے سب۔''
	اَجْمَعُ	اَفْعَلُ کے وزن پر صفت ہے۔سب۔تمام۔﴿ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴾ (2/البقرہ:161)''یہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی لعنت ہے اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی۔''
(افعال)	اِجْمَاعًا	کسی بات یا کام پر جمع ہونا۔اتفاق کرنا۔﴿ وَ مَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ ﴾ (12/یوسف:102)''اور آپ ﷺ نہ تھے ان کے پاس جب ان لوگوں نے اتفاق کیا اپنے فیصلے پر۔''
(افتعال)	اِجْتِمَاعًا	لوگوں یا چیزوں کا جمع ہونا۔﴿ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ ﴾ (17/بنی اسرائیل:88)''آپ ﷺ کہیے کہ اگر اکٹھا ہوں تمام انسان اور تمام جن اس پر کہ وہ لے آئیں اس قرآن کی مانند تو وہ نہ لا سکیں گے اس جیسا۔''
	مُجْتَمِعٌ	اِسم الفاعل ہے۔جمع ہونے والا۔﴿ وَّ قِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ﴾ (26/الشعراء:39)''اور کہا گیا لوگوں سے کیا تم لوگ جمع ہونے والے ہو۔''

ترکیب

هُوَ کی ضمیر گذشتہ آیت میں مذکور باللہ پر عطف ہے۔اس آیت میں هُوَ مبتداء ہے اور اَلَّذِىْ سے جَمِيْعًا تک پورا جملہ اس کی خبر ہے۔مَافِى الْاَرْضِ، یہ پورا فقرہ خَلَقَ کا مفعول ہے جبکہ جَمِيْعًا حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور تاکید کے طور پر آیا ہے۔

هُنَّ کی ضمیر اَلسَّمَآءِ کے لئے ہے اور اس سے پہلی مِنْ محذوف ہے۔ پورا جملہ یوں ہے۔ فَسَوّٰى مِنْ هُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ۔ اس طرح فَسَوّٰى کا مفعول سَبْعَ ہے اور سَمٰوٰتٍ تمیز ہے۔
هُوَ مبتداء، بِكُلِّ شَیْءٍ متعلق خبر مقدم اور عَلِیْمٌ خبر ہے۔

ترجمہ

هُوَ الَّذِیْ	خَلَقَ	لَكُمْ	مَّا فِی الْاَرْضِ	جَمِیْعًا	ثُمَّ
وہ ہے جس نے	پیدا کیا	تمہارے لئے	جو کچھ زمین میں ہے	کُل کا کُل	پھر

اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ	فَسَوّٰى	هُنَّ	سَبْعَ سَمٰوٰتٍ
وہ متوجہ ہوا آسمان کی طرف	تو اس نے ہموار کیے	ان میں سے	سات آسمان

وَهُوَ	بِكُلِّ شَیْءٍ	عَلِیْمٌ ﴿۲۹﴾
اور وہ	ہر چیز کو	جاننے والا ہے

نوٹ۔1

لَكُمْ میں لام تملیک یعنی ملکیت ظاہر کرنے والا لام نہیں ہے۔ انسان اس زمین کی کسی بھی چیز کا مالک نہیں ہے۔ انسان خلیفہ ہے اور خلیفہ مالک نہیں ہوتا۔ لَكُمْ کا لام تمتع کا ہے یعنی فائدہ اٹھانے کے لئے ہے۔ اس لئے یہ مفہوم ''تمہارے لئے'' یا ''تمہاری خاطر'' کے ترجمہ سے ادا کیا جا سکتا ہے۔

202
سبق۔14
50/2تا56

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ البقرۃ(۲)

آیت نمبر(50)

﴿وَ اِذۡ فَرَقۡنَا بِکُمُ الۡبَحۡرَ فَاَنۡجَیۡنٰکُمۡ وَ اَغۡرَقۡنَاۤ اٰلَ فِرۡعَوۡنَ وَ اَنۡتُمۡ تَنۡظُرُوۡنَ ﴿۵۰﴾﴾

ف ر ق

(ن۔ض)	فَرْقًا	بال میں کنگھی کر کے مانگ نکالنا۔کسی چیز کو پھاڑ کر الگ الگ کرنا۔﴿وَ قُرۡاٰنًا فَرَقۡنٰهُ لِتَقۡرَاَهٗ عَلَی النَّاسِ عَلٰی مُکۡثٍ﴾(17/بنی اسرائیل:106)''اور قرآن، ہم نے جُدا جُدا کیا اس کو تا کہ آپؐ پڑھیں اس کو لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر۔''
(س)	فَرَقًا	گھبرانا۔ڈرنا۔﴿وَ لٰکِنَّهُمۡ قَوۡمٌ یَّفۡرَقُوۡنَ ﴿۵۶﴾﴾(9/التوبۃ:56)''اور لیکن وہ ایسی قوم ہیں جو ڈرتے ہیں۔''
	اُفْرُقْ	فعل امر ہے۔تو الگ کر۔جدا کر۔﴿فَافۡرُقۡ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَ الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِیۡنَ ﴿۲۵﴾﴾(5/المآئدۃ:25)''تو آپ جُدائی کر دیں ہم دونوں اور نافرمان قوم کے درمیان۔''
	فُرْقَانٌ	فُعْلَانٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔خوب اچھی طرح فرق واضح کرنے والا۔﴿وَ اَنۡزَلَ التَّوۡرٰىةَ وَ الۡاِنۡجِیۡلَ ۙ﴿۳﴾ مِنۡ قَبۡلُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَ اَنۡزَلَ الۡفُرۡقَانَ ۬ؕ﴾(3/آل عمران:3۔4)''اور اس نے اتارا تورات اور انجیل کو اس سے پہلے ہدایت ہوتے ہوئے لوگوں کے لیے اور اس نے اتارا خوب فرق واضح کرنے والے کو یعنی قرآن کو۔''
	فَرِیْقٌ	فَعِیْلٌ کا وزن ہے۔کسی جماعت سے الگ ہونے والا گروہ۔فریق۔﴿وَ قَدۡ کَانَ فَرِیۡقٌ مِّنۡهُمۡ یَسۡمَعُوۡنَ کَلٰمَ اللّٰهِ﴾(2/البقرہ:75)''اور اس میں سے ایک گروہ ہے جو سنتا ہے اللہ کے کلام کو۔''
	فِرْقٌ	اسم ذات ہے۔کسی چیز کا ٹوٹا ہوا ٹکڑا۔﴿فَانۡفَلَقَ فَکَانَ کُلُّ فِرۡقٍ کَالطَّوۡدِ الۡعَظِیۡمِ ﴿ۚ۶۳﴾﴾(26/الشعراء:63)''پس وہ پھٹا تو ہر ٹکڑا تھا بڑے تودے کی مانند۔''
	فِرْقَةٌ	کسی جماعت سے الگ ہونے والی ٹکڑی۔فرقہ۔﴿فَلَوۡ لَا نَفَرَ مِنۡ کُلِّ فِرۡقَةٍ مِّنۡهُمۡ طَآئِفَةٌ لِّیَتَفَقَّهُوۡا فِی الدِّیۡنِ وَ لِیُنۡذِرُوۡا قَوۡمَهُمۡ﴾(9/التوبہ:122)''اور کیوں نہ نکلا ان سب میں سے ایک گروہ تا کہ وہ لوگ سمجھ حاصل کریں دین میں اور تا کہ وہ لوگ خبردار کریں اپنی قوم کو۔''
(تفعیل)	تَفْرِیْقًا	(۱) جُدائی ڈالنا۔(۲) الگ الگ کرنا۔(۳) فرق کرنا۔﴿اِنِّیۡ خَشِیۡتُ اَنۡ تَقُوۡلَ فَرَّقۡتَ بَیۡنَ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ﴾(20/طٰہٰ:94)''مجھے خوف ہوا کہ تو کہے گا کہ تو نے جُدائی ڈالی اسرائیل کے بیٹوں کے درمیان۔''﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ فَرَّقُوۡا دِیۡنَهُمۡ﴾(6/الانعام:159)''بے شک جن لوگوں نے الگ الگ کیا اپنے دین کو یعنی جدا جدا راہیں نکالیں۔''﴿لَا نُفَرِّقُ بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡ رُّسُلِهٖ ۟﴾(2/البقرہ:285)''ہم فرق نہیں کرتے اس کے رسولوں میں سے کسی ایک کے مابین۔''
(مفاعلہ)	مُفَارَقَةً اور فِرَاقًا	ایک دوسرے سے جدا ہونا۔﴿هٰذَا فِرَاقُ بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنِکَ ۚ﴾(18/الکہف:78)''یہ جدا ہونا ہے میرا اور آپ کا۔''

202

	فَارِقْ	فعل امر ہے۔ تو جُدا ہو۔ ﴿فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ﴾ (65/الطلاق:2) ''تو تم لوگ تھامے رہو ان کو بھلائی سے یا تم لوگ جُدا ہو ان سے بھلائی کے ساتھ۔''
(تفعّل)	تَفَرُّقًا	کوشش کر کے الگ الگ ہونا۔ ﴿وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ﴾ (42/الشوریٰ:14) ''اور وہ لوگ الگ الگ نہیں ہوئے اس کے بعد کہ جو علم آیا ان کے پاس، باہم حسد کرتے ہوئے۔''
	مُتَفَرِّقٌ	اسم الفاعل ہے۔ الگ الگ ہونے والا۔ ﴿وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ﴾ (12/یوسف:67) ''اور تم لوگ داخل ہوا الگ الگ ہونے والے دروازوں سے۔''

ب ح ر

(ف)	بَحْرًا	چیرنا۔ پھاڑنا۔ جیسے زمین کو گہرا کرنا یا اونٹ کا کان چیرنا۔
	بَحْرٌ	ج اَبْحُرٌ اور بِحَارٌ۔ زمین کا نشیب جہاں پانی جمع ہو۔ سمندر۔ دریا۔ ﴿وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ﴾ (2/البقرہ:164) ''اور کشتی جو چلتی ہے دریا میں۔'' ﴿مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ﴾ (31/لقمان:27) ''اس کے پیچھے سات سمندر ہوں۔'' ﴿وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ﴾ (82/الانفطار:3) ''اور جب سمندر بہائے جائیں گے۔''
	بَحِيْرَةٌ	اونٹنی جس کا کان چیر دیا گیا ہو۔ ﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ﴾ (5/المآئدۃ:103) ''اور اللہ نے مقرر نہیں کیا کان چری اونٹنی میں سے۔''
(س)	بَحَرًا	خوف سے حیران یا مبہوت ہونا۔ قرآن مجید میں اس باب سے کوئی لفظ استعمال نہیں ہوا۔ البتہ فُعْلَان کے وزن پر بُحْرَان کا لفظ اردو میں عام استعمال ہوتا ہے۔

غ ر ق

(س۔ن)	غَرَقًا اور غَرَقًا	پانی کی تہہ میں چلے جانا۔ ڈوب جانا۔ ﴿حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ﴾ (10/یونس:90) ''یہاں تک کہ جب آلیا اس کو ڈوبنے نے۔''
(افعال)	اِغْرَاقًا	کسی کو ڈبو دینا۔ ﴿وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا﴾ (7/الاعراف:64) ''اور ہم نے ڈبو دیا ان لوگوں کو جنہوں نے جھٹلایا ہماری نشانیوں کو۔''
	مُغْرَقٌ	اسم المفعول ہے۔ ڈبویا جانے والا۔ ڈبویا ہوا۔ ﴿وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ﴾ (11/ھود:37) ''اور آپؐ خطاب نہ کریں مجھ سے ان لوگوں کے بارے میں جنہوں نے ظلم کیا یقیناً یہ لوگ ڈبوئے جانے والے ہیں۔''

ن ظ ر

(ن)	نَظَرًا	کسی کی طرف نگاہ کر کے اپنی نظر یا فکر کو متحرک کرنا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ (۱) کسی طرف محض دیکھنا۔ (۲) صورتحال کو سمجھنے کے لیے دیکھنا۔ سمجھنا۔ (۳) کسی چیز کی حقیقت دریافت کرنے کے لیے دیکھنا۔ غور و فکر کرنا۔

(۴) دوسرے کے حالات سمجھنے کے لیے دیکھنا۔ رعایت کرنا۔ مہلت دینا۔ ﴿وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ﴾ (9/التوبہ:127) ''اور جب بھی کوئی صورت اتاری جاتی ہے تو ان میں سے کچھ دیکھتے ہیں کچھ کی طرف۔'' ﴿قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝﴾ (27/النمل:27) ''انہوں نے کہا میں دیکھوں گا آیا تو نے سچ کہا یا تو ہے جھوٹ بولنے والوں میں سے۔'' ﴿اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ (7/الاعراف:185) ''تو کیا ان لوگوں نے غور وفکر نہیں کیا زمین اور آسمانوں کی بادشاہت میں۔''

اُنْظُرْ — فعل امر ہے۔ تو دیکھ۔ ﴿فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا﴾ (30/الروم:50) ''پس تو غور کر اللہ کی رحمت کے آثار کی طرف کیسے وہ زندہ کرتا ہے زمین کو اس کی موت کے بعد۔'' ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا﴾ (2/البقرہ:104) ''اور تم لوگ مت کہو راعنا اور کہو آپؐ رعایت کریں ہماری اور سنو۔''

نَاظِرٌ — مؤنث نَاظِرَةٌ۔ اسم الفاعل ہے۔ دیکھنے والا۔ ﴿فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ۝﴾ (2/البقرہ:69) ''شوخ ہے اس کا رنگ وہ یعنی گائے خوش کرتی ہے دیکھنے والوں کو۔'' ﴿فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ۝﴾ (27/النمل:35) ''تو میں دیکھنے والی ہوں کہ کس چیز کے ساتھ واپس ہوتے ہیں بھیجے ہوئے لوگ۔''

نَظْرَةٌ — اسم ذات ہے۔ نگاہ۔ نظر۔ ﴿فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ۝﴾ (37/الصافات:88) ''تو اس نے دیکھا ایک نظر ستاروں کو۔''

نَظِرَةٌ — اسم ذات ہے۔ رعیات۔ مہلت۔ ﴿وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ﴾ (2/البقرہ:280) ''اور اگر وہ ہے تنگی والا تو مہلت ہے آسانی تک۔''

(افعال) **اِنْظَارًا** — کسی کو مہلت دینا۔ ﴿ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ۝﴾ (7/الاعراف:195) ''پھر تم لوگ داؤ چلاؤ مجھ پر، تو مہلت نہ دو مجھ کو۔''

اَنْظِرْ — فعل امر ہے۔ تو مہلت دے۔ ﴿قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝﴾ (7/الاعراف:14) ''اس نے کہا تو مہلت دے مجھ کو ان لوگوں کو دوبارہ اٹھائے جانے کے دن تک۔''

مُنْظَرٌ — اسم المفعول ہے۔ مہلت دیا ہوا۔ ﴿قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝﴾ (7/الاعراف:15) ''فرمایا بے شک تو مہلت دیئے ہوئے لوگوں میں سے ہے۔''

(افتعال) **اِنْتِظَارٌ** — راہ دیکھنا۔ انتظار کرنا۔ ﴿فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ﴾ (33/الاحزاب:23) ''تو ان میں ہیں وہ، جنہوں نے پورا کیا اپنی منت کو اور ان میں ہیں وہ، جو راہ دیکھتے ہیں۔''

اِنْتَظِرْ — فعل امر ہے۔ تو انتظار کر۔ ﴿فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝﴾ (10/یونس:20) ''تو تم لوگ انتظار کرو بے شک میں تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔''

مُنْتَظِرٌ — اسم الفاعل ہے۔ راہ دیکھنے والا۔ انتظار کرنے والا۔ اوپر آیت (10/یونس:20) دیکھیں۔

ترجمہ

فَاَنْجَيْنٰكُمْ	الْبَحْرَ	بِكُمُ	فَرَقْنَا	وَاِذْ
تو ہم نے نجات دی تم کو	سمندر کو	تم لوگوں کے لیے	ہم نے پھاڑ کر الگ کیا	اور جب

اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ	وَ	اٰلَ فِرْعَوْنَ	وَاَغْرَقْنَا
تم لوگ دیکھ رہے تھے	اس حال میں کہ	فرعون کے پیروکاروں کو	اور ہم نے ڈبو دیا

آیت نمبر (2/البقرہ:51)

﴿وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝۵۱﴾

و ع د

(ض) **وَعْدًا**: وعدہ کرنا۔ ﴿هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَ صَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۝۵۲﴾ (36/یٰسٓ:52) ''یہ ہے وہ جو وعدہ کیا رحمٰن نے اور سچ کہا بھیجے ہوؤں نے یعنی رسولوں نے۔''

عِدْ: فعل امر ہے۔ تو وعدہ کر۔ ﴿وَ شَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ﴾ (17/بنی اسرائیل:64) ''اور تو حصہ دار بن ان کا مال اور اولاد میں اور تو وعدہ کر ان سے۔''

مَوْعِدٌ: مَفْعِلٌ کے وزن پر اسم الظرف ہے۔ وعدہ کا وقت یا جگہ ﴿فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ﴾ (20/طٰہٰ:58) ''پس تو مقرر کر ہمارے اور اپنے مابین وعدے کی ایک ایسی جگہ اور وقت جس کے ہم خلاف نہ کریں۔''

مِيْعَادٌ: مِفْعَالٌ اسم الآلہ کا وزن ہے۔ لیکن خلافِ قاعدہ مِيْعَادٌ کا لفظ بطور ظرف استعمال ہوتا ہے۔ وعدہ کا مقررہ وقت۔ اس کی ایک توجیہہ یہ ممکن ہے کہ میعاد کا ترجمہ کریں وعدہ پورا کرنے کا آلہ یعنی وعدہ پورا کرنے کا وقت۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝۹﴾ (3/آل عمران:9) ''یقیناً اللہ خلاف نہیں کرتا وعدے کے مقررہ وقت کے۔''

وَعِيْدٌ: فَعِيْلٌ کا وزن ہے۔ برائی کا وعدہ یعنی دھمکی۔ ﴿فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ۝۴۵﴾ (50/قٓ:45) ''پس آپ ﷺ یاددہانی کرائیں قرآن کے ذریعے اس کو جو ڈرتا ہے میری دھمکی سے۔''

وَعْدٌ: اسم ذات ہے۔ وعدہ۔ ﴿وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۴۸﴾ (10/یونس:48) ''اور وہ لوگ کہتے ہیں کب ہوگا یہ وعدہ اگر تم لوگ سچے ہو۔''

(افعال) **اِيْعَادًا**: کسی کو دھمکی دینا۔ ڈرانا۔ ﴿وَ لَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ﴾ (7/الاعراف:86) ''اور تم لوگ مت بیٹھو ہر ایسے راستے پر جہاں تم لوگ ڈراتے ہو۔''

(مفاعلہ) **مُوَاعَدَةً**: ایک دوسرے سے وعدہ کرنا۔ ﴿وَ لٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا﴾ (2/البقرہ:235) ''اور لیکن تم لوگ خواتین سے باہمی وعدہ مت کرو خفیہ طور پر۔''

ع ج ل

(س) **عَجَلًا**: کسی چیز کو وقت سے پہلے حاصل کرنے کی کوشش کرنا۔ جلد بازی کرنا۔ ﴿وَ عَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ۝۸۴﴾ (20/طٰہٰ:84) ''اور میں نے جلدی کی تیری طرف اے میرے رب تاکہ تو راضی ہو۔''

202

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴾(75/القیامہ:16) ''آپ ﷺ حرکت نہ دیں اس کے لیے یعنی قرآن کے لیے، اپنی زبان کو تا کہ آپ ﷺ جلدی کریں اس کو یعنی قرآن پڑھنے میں زبان کو تیزی سے حرکت نہ دیں۔''

عَاجِلَةٌ اسم الفاعل ہے۔ وقت سے پہلے آنے والی۔ پھر اس مفہوم میں یہ لفظ دنیا اور اس کے بعد ساز و سامان کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ﴿كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ﴾(75/القیامہ:20) ''ہرگز نہیں، بلکہ تم لوگ محبت کرتے ہو دنیا سے۔''

عَجُوْلٌ فَعُوْلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بہت جلد باز۔ ﴿وَ كَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ﴾(17/بنی اسرائیل:11) ''اور انسان بڑا جلد باز ہے۔''

عَجَلٌ اسم ذات ہے۔ جلدی۔ جلد بازی۔ ﴿خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ﴾(21/الانبیاء:37) ''پیدا کیا گیا انسان کو جلد بازی سے یعنی اس کی سرشت میں جلد بازی رکھ دی گئی۔''

عِجْلٌ گائے کا بچھڑا کیونکہ اس میں بڑی تیزی اور پھرتیلا پن ہوتا ہے جو بیل بننے کے بعد ختم ہو جاتا ہے۔ ﴿فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ﴾(51/الذریات:26) ''پس وہ گیا اپنے گھر والوں کی طرف پھر وہ لایا ایک موٹا بچھڑا۔''

(افعال) **اِعْجَالًا** کسی کو آگے کرنا۔ ﴿وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴾(20/طٰہٰ:83) ''اور کس چیز نے آگے کیا تجھ کو اپنی قوم سے اے موسیٰ؟''

(تفعیل) **تَعْجِيْلًا** کوئی کام وقت سے پہلے کر دینا۔ جلدی کر دینا۔ جلدی کر دینا۔ ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ﴾(17/بنی اسرائیل:18) ''جو چاہتا رہتا ہے دنیا کو تو ہم جلدی کر دیتے ہیں اس کے لیے اس میں یعنی دنیا میں جو ہم چاہتے ہیں، اس کے لیے جس کے لیے ہم ارادہ کرتے ہیں پھر ہم مقرر کرتے ہیں اس کے لیے جہنم کو۔''

عَجِّلْ فعل امر ہے۔ تو جلدی کر دے۔ ﴿وَ قَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ﴾(38/صٓ:16) ''اور انہوں نے کہا اے ہمارے رب! تو جلدی کر دے ہمارے لیے، ہمارا حساب چکا دے حساب کے دن سے پہلے۔''

(تفعّل) **تَعَجُّلًا** جلدی کرنا۔ ﴿فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ﴾(2/البقرہ:203) ''تو جس نے جلدی کی دو دنوں میں تو کوئی گناہ نہیں ہے اس پر۔''

(استفعال) **اِسْتِعْجَالًا** وقت سے پہلے مانگنا۔ جلدی مچانا۔ ﴿يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ﴾(42/الشوریٰ:18) ''جلدی مچاتے ہیں اس کے لیے یعنی قیامت کے لیے وہ لوگ جو ایمان نہیں لاتے اس پر۔''

ترکیب

وٰعَدْنَا باب مفاعلہ سے ماضی کا جمع متکلم کا صیغہ ہے۔ مُوْسٰى اس کا پہلا مفعول ہے اور اَرْبَعِيْنَ دوسرا مفعول ہونے کی وجہ سے نصب میں ہے۔ جبکہ لَيْلَةً تمیز ہونے کی وجہ سے نصب میں ہے۔ اِتَّخَذَ بھی دو مفعول کا تقاضہ کرتا ہے۔ کس کو بنایا؟ اور کیا بنایا؟ اس آیت میں اِتَّخَذَ کا پہلا مفعول اَلْعِجْلَ ہے جبکہ دوسرا مفعول اِلٰهًا محذوف ہے۔

ترجمہ

وَاِذْ وٰعَدْنَا	مُوْسٰٓى	اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً	ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ 202
اور جب ہم نے معاہدہ کیا	موسیٰؑ سے	چالیس راتوں کا	پھر تم لوگوں نے بنایا

الْعِجْلَ	مِنْۢ بَعْدِهٖ	وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ
بچھڑے کو (الٰہ)	اس کے بعد	اور تم لوگ ظلم کرنے والے تھے

نوٹ۔1

فرعون سے رہائی پانے کے بعد جب کچھ اطمینان نصیب ہوا تو موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے ہدایات وراہنمائی کی درخواست کی۔ اس پر طے ہوا کہ موسیٰؑ چالیس روز وشب کوہِ طور پر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہیں تو انھیں ہدایات دی جائیں گی۔ چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا اور انھیں تورات عطا کی گئی۔

تورات میں دی گئی بنیادی اور اہم ہدایات کا ذکر قرآن مجید میں مختلف مقامات پر مختلف حوالوں سے آیا ہے۔ ایسے مقامات میں سے نسبتاً زیادہ جامع مقام سورہ بنی اسرائیل کا تیسرا اور چوتھا رکوع ہے یعنی آیات ۲۳ تا ۴۰۔

آیت نمبر (2/البقرہ:52)

﴿ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۲﴾﴾

ع	ف	و

(ن)

عَفَوْا (۱) کسی چیز کا نشان مٹا دینا یعنی اپنا حق معاف کرنا۔ دوسرے کی غلطی یا زیادتی کو معاف کرنا۔ ﴿اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۭ﴾ (2/البقرہ:237) ''سوائے اس کے کہ وہ خواتین معاف کر دیں یا وہ معاف کرے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔'' ﴿وَجَزٰۗؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَي اللّٰهِ ۭ﴾ (42/الشوریٰ:40) ''اور ایک زیادتی کا بدلہ ایک زیادتی ہے اس کے جیسی۔ تو جس نے معاف کیا اور اصلاح کی تو اس کا اجر اللہ پر ہے یعنی اللہ کے پاس محفوظ ہے۔''

(۲) کسی چیز کو بڑھانا یا لمبا کرنا یعنی ڈھیل دینا۔ درگزر کرنا۔ (اس مفہوم کے لیے زیادہ تر عَنْ کا صلہ آتا ہے)۔ ﴿وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ﴾ (42/الشوریٰ:25) ''اور وہ ہے جو قبول کرتا ہے توبہ کو اپنے بندوں سے اور وہ درگزر کرتا ہے برائیوں سے۔''

(۳) بڑھنا یا لمبا ہونا (لازم)۔ ﴿ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا﴾ (7/الاعراف:95) ''پھر ہم نے بدل دیا برائی کی جگہ کو بھلائی سے یہاں تک کہ وہ لوگ بڑھے۔''

اُعْفُ فعل امر ہے۔ تو معاف کر یا درگزر کر۔ ﴿وَاعْفُ عَنَّا ۪ وَاغْفِرْ لَنَا ۪ وَارْحَمْنَا ۪﴾ (2/البقرہ:286) ''اور تو درگزر فرما ہم سے اور تو بخش دے ہم کو اور تو رحم کر ہم پر۔''

عَافٍ اسم الفاعل ہے۔ معاف کرنے والا۔ درگزر کرنے والا۔ ﴿وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ﴾ (3/آل عمران:134) ''اور ضبط کرنے والے غصے کو اور درگزر کرنے والے لوگوں سے۔''

عَفُوٌّ فَعُوْلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بہت زیادہ معاف کرنے والا یا درگزر کرنے والا ﴿اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾﴾ (4/النساء:43) ''یقیناً اللہ بے انتہا معاف کرنے والا، بے انتہا بخشنے والا ہے۔''

عفوٌ (۱) معافی۔ درگزر۔ (۲) بڑھی ہوئی یعنی اضافی چیز۔ ضرورت سے زائد چیز ﴿خُذِ الۡعَفۡوَ وَ اۡمُرۡ بِالۡعُرۡفِ﴾ (7/الاعراف:199) ''آپؐ پکڑیں یعنی اپنائیں درگزر کو اور ترغیب دیں بھلائی کی۔'' ﴿وَ یَسۡـَٔلُوۡنَکَ مَا ذَا یُنۡفِقُوۡنَ ۬ؕ قُلِ الۡعَفۡوَ ؕ﴾ (2/البقرہ:219) ''اور یہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے کہ کتنا خرچ کریں، آپؐ کہیے کہ اضافی چیز کو۔''

ترجمہ

ثُمَّ عَفَوۡنَا	عَنۡکُمۡ	مِّنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِکَ	لَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ
پھر ہم نے درگزر کیا	تم لوگوں سے	اس کے بعد	تا کہ تم لوگ شکر کرو

نوٹ۔1

لفظ لَعَلَّ کے لفظی معنی ہیں ''شائد کہ'' اور قرآن مجید میں متعدد مقامات پر یہ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ مثلاً آیت نمبر (33/63) ''اس کے علاوہ اور بھی آیات ہیں۔ لیکن بیشتر مقامات پر اور خاص طور سے جہاں لَعَلَّ کے ساتھ کُمۡ یا ھُمۡ کی ضمیر لگا کر فعل مضارع آیا ہے، مثلاً تَتَّقُوۡنَ۔ تَھۡتَدُوۡنَ۔ تَشۡکُرُوۡنَ وغیرہ، وہاں اس کا اصل مفہوم یہ ہوتا ہے کہ یہ کام کرنے کا ایک موقع فراہم کیا گیا ہے، اب جس کا جی چاہے فائدہ اٹھائے یا نہ اٹھائے۔ اردو محاورہ میں یہ مفہوم لفظ ''تا کہ'' سے صحیح طور پر ادا ہوتا ہے۔

سورۃ البقرۃ (۲)

آیت نمبر (2/البقرہ:53)

﴿وَ اِذۡ اٰتَیۡنَا مُوۡسَی الۡکِتٰبَ وَ الۡفُرۡقَانَ لَعَلَّکُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ ﴿۵۳﴾﴾

ترجمہ

وَاِذۡ اٰتَیۡنَا	مُوۡسٰی	الۡکِتَابَ وَالۡفُرۡقَانَ	لَعَلَّکُمۡ تَھۡتَدُوۡنَ
اور جب ہم نے دیا	موسیٰؑ کو	کتاب اور فرق واضح کرنے والا	تا کہ تم لوگ ہدایت پاؤ

نوٹ

یہاں کتاب سے مراد تورات ہے اور فرقان سے مراد وہ معجزات ہیں جو موسیٰؑ کو دیے گئے تھے۔

سورۃ البقرۃ (۲)

آیت نمبر (2/البقرہ:54)

﴿وَ اِذۡ قَالَ مُوۡسٰی لِقَوۡمِهٖ یٰقَوۡمِ اِنَّکُمۡ ظَلَمۡتُمۡ اَنۡفُسَکُمۡ بِاتِّخَاذِکُمُ الۡعِجۡلَ فَتُوۡبُوۡۤا اِلٰی بَارِئِکُمۡ فَاقۡتُلُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ ؕ ذٰلِکُمۡ خَیۡرٌ لَّکُمۡ عِنۡدَ بَارِئِکُمۡ ؕ فَتَابَ عَلَیۡکُمۡ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ ﴿۵۴﴾﴾

ب ر ء

(ف) **بَرَءًا** عدم سے وجود میں لانا۔ وجود بخشنا۔ ﴿مَاۤ اَصَابَ مِنۡ مُّصِیۡبَۃٍ فِی الۡاَرۡضِ وَ لَا فِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ نَّبۡرَاَهَا ؕ﴾ (57/الحدید:22) ''نہیں پہنچتا کسی قسم کا کوئی واقعہ زمین میں اور نہ ہی تمہاری جان پر مگر یہ کہ وہ ایک کتاب میں ہے قبل اس کے کہ ہم وجود بخشتے ہیں اس کو۔''

(س) **بَرَءًا** کسی ناپسند چیز یا کسی ذمہ داری سے نجات پانا۔

بَارِءٌ: اسم الفاعل ہے۔ وجود دینے والا۔ ﴿هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ﴾ (59/الحشر:24) ”وہ اللہ ہی پیدا کرنے والا، وجود بخشنے والا، صورت گری کرنے والا ہے۔“

بَرِيْءٌ: فَعِيْلٌ ک اوزن ہے۔ ذمہ داری سے فارغ ہونے والا۔ بری ء الذمہ۔ ﴿وَّ اِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ؁﴾ (6/الانعام:19) ”اور یقیناً میں بری ء الذمہ ہوں اس سے جو تم لوگ شرک کرتے ہو۔“

بَرَاءٌ: ج بُرَءَاءُ۔ ناپسندیدہ چیز یا ذمہ داری سے پاک یعنی بیزار۔ ﴿اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ؁﴾ (43/الزخرف:26) ”یقیناً میں بیزار ہوں اس سے جس کی تم لوگ عبادت کرتے ہو۔“ ﴿اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (60/الممتحنۃ:4) ”یقیناً ہم بیزار ہیں تم لوگوں سے اور اس سے جس کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا۔“

بَرَاءَةٌ: اسم ذات ہے۔ فراغت۔ بیزاری۔ ﴿بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ؁﴾ (9/التوبہ:1) ”بیزاری ہے اللہ اور اس کے رسول ؐ کی طرف سے ان لوگوں سے جن سے تم لوگوں نے معاہدہ کیا مشرکوں میں سے۔“

بَرِيَّةٌ: اسم ذات ہے۔ وجود دی ہوئی چیز۔ مخلوق۔ ﴿اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ؁﴾ (98/البینۃ:7) ”یہ لوگ ہی سب سے بہتر مخلوق ہیں۔“

(افعال) **اِبْرَاءً**: بیماری سے نجات دینا۔ شفا دینا۔ ﴿وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ﴾ (3/آل عمران:49) ”اور میں شفا دیتا ہوں اندھے اور کوڑھی کو۔“

(تفعیل) **تَبْرِئَةً**: الزام سے نجات دینا۔ بری ء الذمہ قرار دینا۔ ﴿فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ﴾ (33/الاحزاب:69) ”تو بری قرار دیا ان ؑ کو اللہ نے اس سے جو ان لوگوں نے کہا۔“

مُبَرَّءٌ: اسم المفعول ہے۔ بری کیا ہوا۔ ﴿اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ؕ﴾ (24/النور:26) ”یہ لوگ بری کیے ہوئے ہیں اس سے جو وہ لوگ کہتے ہیں۔“

(تفعّل) **تَبَرُّءًا**: خود کو بری قرار دینا۔ اعلان براءت کرنا۔ بیزاری کا اظہار کرنا۔ ﴿فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ؕ﴾ (9/التوبہ:114) ”پھر جب واضح ہوا ان ؑ پر کہ یقیناً وہ یعنی آزر دشمن ہے اللہ کا تو انہوں نے اعلان براءت کیا اس سے۔“

ترکیب

یٰقَوْمِ میں میم کی کسرہ بتا رہی ہے کہ اس کا مضاف الیہ یائے متکلم محذوف ہے۔ یعنی یہ فقرہ دراصل یَاقَوْمِیْ ہے۔ اِنَّ کا اسم کُمْ ہے اور ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ جملہ فعلیہ اِنَّ کی خبر ہے۔ اس لیے ترجمہ میں ”ہے“ آئے گا۔ بِاتِّخَاذِ میں اِتِّخَاذِ مصدر ہے اور مضاف ہونے کی وجہ سے لام تعریف اور تنوین سے خالی ہے۔ کُمْ اس کا مضاف الیہ ہے۔ یہاں پر مصدر فعل کا کام کر رہا ہے اس لیے اِتِّخَاذِ کا مفعول اوّل اَلْعِجْلَ ہے اور اس کا مفعول ثانی اِلٰهًا محذوف ہے۔

ترجمہ

وَاِذْقَالَ مُوْسٰى	لِقَوْمِهٖ	يٰقَوْمِ	اِنَّكُمْ	ظَلَمْتُمْ
اور جب کہا موسیٰ ؑ نے	اپنی قوم سے	اے میری قوم	بے شک تم لوگوں نے	ظلم کیا ہے

202

اَنْفُسَكُمْ	بِاتِّخَاذِكُمُ	الْعِجْلَ	فَتُوْبُوْا	اِلٰى بَارِئِكُمْ
اپنے آپ پر	تمہارے بنانے سے	بچھڑے کو(اِلٰہ)	پس تم لوگ توبہ کرو	تم کو وجود بخشنے والے سے

فَاقْتُلُوْا	اَنْفُسَكُمْ	ذٰلِكُمْ خَيْرٌ	لَكُمْ	عِنْدَ بَارِئِكُمْ
تو تم لوگ قتل کرو	اپنوں کو	یہ بہتر ہے	تمہارے لیے	تم کو وجود بخشنے والے کے نزدیک

فَتَابَ عَلَيْكُمْ	اِنَّهٗ	هُوَ التَّوَّابُ	الرَّحِيْمُ
تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی	یقیناً وہ	ہی کثرت سے توبہ قبول کرنے والا	رحیم ہے

نوٹ۔1

اوپر ترکیب میں کہا گیا ہے کہ یہاں پر مصدر فعل کا کام کر رہا ہے۔اس بات کو سمجھنے کے لیے پہلے یہ بات نوٹ کریں کہ کسی فعل کے ماضی اور مضارع کے صیغوں میں فاعل کی ضمیر شامل ہوتی ہے۔اس لیے هُوَ ضَرَبَ یا هُوَ يَضْرِبُ کہنے کے بجائے اگر ہم صرف ضَرَبَ یا يَضْرِبُ کہہ دیں تب بھی مفہوم واضح رہے گا۔لیکن اس کے اسم الفاعل میں ضمیر شامل نہیں ہے۔اس لیے ضَارِبٌ کا مطلب صرف ''مارنے والا'' ہے۔اب اگر ہم کہنا چاہتے ہیں کہ ''وہ مارنے والا ہے'' تو فاعل کی ضمیر لگانا ضروری ہے۔اور فاعل حالتِ رفع میں ہوتا ہے اس لیے ضمیر مرفوعہ لگے گی اور ہم کہیں گے هُوَ ضَارِبٌ (وہ مارنے والا ہے)۔فاعل اگر اسم ظاہر ہے تو وہ رفع میں ہوگا جیسے زَيْدٌ ضَارِبٌ۔لیکن مفہوم ابھی مکمل نہیں ہوا ہے۔سوال ہے کہ کس کو مارنے والا ہے؟ یعنی یہ جملہ اپنا مفہوم مکمل کرنے کے لیے فاعل کے ساتھ مفعول کا بھی تقاضہ کر رہا ہے جو کہ حالتِ نصب میں ہوتا ہے۔اس لیے ہم کہیں گے زَيْدٌ ضَارِبٌ مَحْمُوْدًا۔

اب آپ سمجھ سکتے ہیں کہ بعض جملوں میں مصدر یا اسم الفاعل اس طرح استعمال ہوتے ہیں کہ اپنا مفہوم واضح کرنے کے لیے انہیں فاعل یا مفعول یا دونوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ایسی صورت میں وہ فاعل اور مفعول اسی لفظ یعنی مصدر یا اسم الفاعل کے فاعل اور مفعول کہلائیں گے حالانکہ وہ فعل نہیں ہیں۔اسی بات کو اس طرح کہا جاتا ہے کہ یہاں پر یہ مصدر یا یہ اسم الفاعل فعل کا کام کر رہا ہے۔

اسی طرح سے اگر ہم کہنا چاہتے ہیں کہ تمہارے مارنے کے سبب سے یا ان کے مارنے کے سبب سے یہ ہوا۔اب آپ غور کریں کہ ''تمہارا مارنا'' اور ''ان کا مارنا'' مرکب اضافی ہے۔اس لیے مارنا کے لیے مصدر آئے گا جو کہ مضاف ہوگا اور ''تمہارا یا ان کا'' کے لیے متعلقہ ضمیر اس کا مضاف الیہ ہوگی۔اب چونکہ مضاف الیہ حالتِ جرّ میں ہوتا ہے اس لیے ضمائر مجرورہ کی متعلقہ ضمیر استعمال ہوگی اور ہم کہیں گے بِضَرْبِكُمْ یا بِضَرْبِهِمْ۔لیکن ابھی سوال باقی ہے کہ کس کو مارنے کے سبب سے یہ ہوا۔تو ہم کہیں گے بِضَرْبِكُمْ مَحْمُوْدًا۔اب اس جملہ میں مَحْمُوْدًا مصدر ضَرْبٌ کا مفعول ہے۔

نوٹ۔2

موسیٰؑ نے کہا کہ تم لوگ توبہ کرو تو قتل کرو اپنے آپ کو۔یعنی بنو اسرائیل کو توبہ کرنے کا طریقہ بتایا۔جرم کی نوعیت ایسی تھی کہ محض استغفار کی تسبیح پڑھنے سے توبہ قبول نہیں ہونی تھی۔اس لیے قابلِ قبول توبہ کا طریقہ یہ بتایا گیا کہ وہ لوگ قتل کریں اپنوں کو۔

202

نوٹ۔3

اپنے آپ کو قتل کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر شخص نے خود اپنی گردن پر تلوار چلائی تھی۔ دراصل حکم یہ تھا کہ ہر قبیلہ کے ایسے افراد جنہوں نے بچھڑے کی پرستش میں حصہ نہیں لیا تھا، اپنے قبیلہ کے ان لوگوں کو قتل کریں جنہوں نے اس کی پرستس کی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ باپ نے بیٹے کو، بیٹے نے باپ کو اور بھائی نے بھائی کو قتل کیا۔ اس صورتحال کو اپنے آپ کو قتل کرنا کہا گیا ہے۔

نوٹ۔4

بنواسرائیل نے جب توبہ کر لی یعنی اپنے مجرموں کو قتل کر دیا تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کر لی۔ یہاں پر کچھ لوگوں کے ذہن میں یہ اُلجھن پیدا ہوتی ہے کہ مجرموں کو تو ان کے جرم کی سزا دی گئی پھر توبہ کہاں قبول ہوئی۔

اس ضمن میں پہلی بات یہ سمجھ لیں کہ توبہ کی قبولیت کا تعلق آخرت کی سزا سے ہے۔ اگر توبہ کرنے کے باوجود کسی کو اپنے گناہ کی سزا دنیا میں ملتی ہے تو یہ اس کے گناہ کا کفارہ ہے۔ اور ایسی صورت میں توبہ کی قبولیت یعنی آخرت کی سزا سے بچنے کا امکان بہت بڑھ جاتا ہے۔ اگر کسی کی توبہ کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ آخرت کی سزا کے ساتھ اس کی دنیا کی سزا بھی معاف کر دے تو یہ اضافی رحمت یعنی اس کا فضل ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ کچھ جرائم کی نوعیت ایسی ہوتی ہے کہ توبہ کرنے سے دنیا کی سزا ساقط نہیں ہوتی۔ مثلاً قتل عمد کا مجرم اگر توبہ کر لے تب بھی پھانسی کی سزا برقرار رہے گی اِلاّ یہ کہ مقتول کے ورثا معاف کر دیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ لوگوں نے اپنے جرم کا اعتراف کیا اور درخواست کی کہ انہیں رجم کی سزا دی جائے تاکہ ان کی توبہ کی قبولیت اور آخرت کی سزا سے بچنے کی صورت پیدا ہو۔

آیت نمبر (2/البقرہ:55)

﴿ وَ اِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰی نَرَی اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝۵۵ ﴾

ر ء ی

(ف) رَاٰیًا اور رُؤْیَةً: اس کا ماضی۔ مضارع رَءٰی۔ یَرٰی استعمال ہوتا ہے۔ (۱) مادی آنکھ سے دیکھنا یعنی دیکھنا۔ (۲) ذہن کی آنکھ سے دیکھنا یعنی سمجھنا۔ خیال کرنا۔ (۳) نیند میں دیکھنا یعنی خواب دیکھنا۔ ﴿ فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْهِ الَّیْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ ﴾ (6/الانعام:76) ''پھر جب چھا گئی انؑ پر رات تو انہوں نے دیکھا ایک تارا۔'' ﴿ وَ لَوْ یَرَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اِذْ یَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ ﴾ (2/البقرہ:165) ''اور کاش تصور کریں وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا (اس وقت کا) جب وہ لوگ دیکھیں گے عذاب کو۔'' ﴿ اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی ؕ ﴾ (37/الصافات:102) ''بے شک میں دیکھتا ہوں نیند میں کہ میں ذبح کرتا ہوں تجھ کو پس تو دیکھ کہ تو کیا خیال کرتا ہے۔''

رَأْیٌ: اسم ذات ہے۔ خیال۔ رائے۔ ﴿ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ اُخْرٰی كَافِرَةٌ یَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَیْهِمْ رَاْیَ الْعَیْنِ ؕ ﴾ (3/آل عمران:13) ''ایک جماعت ہے وہ قتال کرتی ہے اللہ کی راہ میں اور دوسری کافر ہے۔ وہ

لوگ سمجھتے ہیں ان کو اپنے سے دونا، آنکھ کا خیال ہوتے ہوئے یعنی آنکھوں دیکھے۔202

	رُؤْيَا	اسم ذات ہے۔ خواب۔ (یہ فُعْلیٰ کی وزن ہے اس لیے مبنی کی طرح استعمال ہوتا ہے)۔ ﴿لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ﴾ (12/ یوسف: 5) ''تو مت بیان کر اپنے خواب کو اپنے بھائیوں سے۔''
(افعال)	اِرَاءَةً اور اِرَاءً	اس کا ماضی۔ مضارع اَرٰی۔ یُرِی استعمال ہوتا ہے۔ دکھانا۔ سمجھانا۔ ﴿وَ كَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ﴾ (6/ الانعام: 75) ''اور اس طرح ہم دکھاتے ہیں ابراہیمؑ کو زمین اور آسمانوں کی بادشاہت۔'' ﴿قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى﴾ (40/ مومن: 29) ''کہا فرعون نے میں نہیں سمجھاتا تم لوگوں کو مگر وہ جو میں نے سمجھا۔''
	اَرِ	فعل امر ہے۔ تو دکھا۔ تو سمجھا۔ ﴿وَ اَرِنَا مَنَاسِكَنَا﴾ (2/ البقرہ: 128) ''اور تو سمجھا ہم کو ہماری عبادت کے طریقے۔''
(مفاعلہ)	رِئَاءً	اس کا ماضی۔ مضارع رَاءٰی۔ یُرَاءِیْ استعمال ہوتا ہے۔ ایک دوسرے کو دکھانے میں مقابلہ کرنا۔ دکھاوا کرنا۔ ریاکاری کرنا۔ ﴿يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَ لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ (4/ النساء: 142) ''وہ لوگ دکھاتے ہیں لوگوں کو اور یاد نہیں کرتے اللہ کو مگر تھوڑا سا۔''
(تفاعل)	تَرَاءٍ	اس کا ماضی۔ مضارع تَرَاءٰی۔ یَتَرَاءٰی استعمال ہوتا ہے۔ ایک دوسرے کو دیکھنا۔ آمنے سامنے ہونا۔ ﴿فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ﴾ (8/ الانفال: 48) ''پھر جب آمنے سامنے ہوئیں دو جماعتیں تو وہ پیچھے ہٹا اپنی ایڑیوں کے بل۔''

ج ھ ر

(ف)	جَهْرًا، جَهْرَةً اور جِهَارًا	(۱) کسی چیز کو نمایاں کرنا دکھانے کے لیے۔ (۲) آواز کو نمایاں کرنا سنانے کے لیے۔ ﴿سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَ مَنْ جَهَرَ بِهٖ﴾ (13/ الرعد: 10) ''برابر ہیں تم میں سے جو چھپائے بات کو اور نمایاں کرے اس کو۔'' ﴿يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَ جَهْرَكُمْ وَ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ﴾ (6/ الانعام: 3) ''وہ جانتا ہے تمہارے چھپانے کو اور تمہارے نمایاں کرنے کو اور وہ جانتا ہے جو تم لوگ کماتے ہو۔'' ﴿فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً﴾ (4/ النساء: 153) ''تو انہوں نے کہا تو دکھا ہمیں اللہ کو نمایاں کرتے ہوئے۔'' ﴿ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا﴾ (71/ نوح: 8) ''پھر میں نے دعوت دی ان کو آواز بلند کرتے ہوئے۔''
	اِجْهَرْ	فعل امر ہے۔ تو نمایاں کر۔ ﴿وَ اَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ﴾ (67/ الملک: 13) ''اور تم لوگ چھپاؤ اپنی بات کو یا نمایاں کرو اس کو۔''

ترجمہ

وَ اِذْ قُلْتُمْ	يٰمُوْسٰى	لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ	حَتّٰى نَرَى
اور جب تم لوگوں نے کہا	اے موسیٰؑ	ہم ہرگز نہیں مانیں گے تیری بات	یہاں تک کہ ہم دیکھیں

اللّٰهَ جَهْرَةً	فَاَخَذَتْكُمُ	الصّٰعِقَةُ	وَ	اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ
اللہ کو نمایاں طور پر	تو پکڑا تم کو	آسمانی بجلی نے	اس حال میں کہ	تم لوگ دیکھ رہے تھے

نوٹ۔1

آیت نمبر (2/البقرہ: 3) کی لغت میں آپ کو بتا چکے ہیں کہ اٰمَنَ۔ یُؤْمِنُ۔ اِیْمَانًا کے معنی ہیں تصدیق کرنا یا ایمان لانا۔ ان دونوں میں تھوڑا سا فرق ہے۔ تصدیق کرنے کا مطلب ہے کسی بات کو تسلیم کر لینا خواہ اس میں دلی یقین شامل نہ ہو۔ جبکہ ایمان لانے کا مطلب ہے دلی یقین کے ساتھ کسی بات کو قبول کرنا۔ اس فرق کو ظاہر کرنے کے لیے عام طور پر لِ اور بِ کا صلہ آتا ہے۔ اٰمَنَ لَکَ کا مطلب ہے اس نے تیری بات تسلیم کر لی۔ اور اٰمَنَ بِکَ کا مطلب ہے وہ تجھ پر ایمان لایا۔ قرآن مجید میں اس قاعدے کا استثنا بھی ہے۔ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ (29/العنکبوت: 26)۔ یہاں عبارت کا سیاق و سباق بتا رہا ہے کہ یہاں تصدیق کرنے کا نہیں ایمان لانے کا ذکر ہے۔

اب نوٹ کریں کہ آیت زیرِ مطالعہ میں لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ آیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بنو اسرائیل حضرت موسیٰؑ کی رسالت پر تو ایمان لا چکے تھے اور اس پر قائم بھی تھے۔ وہ صرف یہ بات ماننے سے انکار کر رہے تھے کہ تورات اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔

نوٹ۔2

مادہ ''رءی'' کے املا اور استعمال کے متعلق چند باتیں نوٹ کر کے ذہن نشین کر لیں۔

(۱) ثلاثی مجرد میں اس کا ماضی رَءٰی استعمال ہوتا ہے اور عام عربی میں اسی طرح لکھا جاتا ہے۔ لیکن قرآن مجید میں اسے ''ی'' کو حذف کر کے لکھا گیا ہے۔

(۲) ثلاثی مجرد میں اس کا مضارع ہمزہ کو حذف کر کے یَرٰی استعمال ہوتا ہے اور قرآن مجید میں بھی اسے ''ی'' کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ البتہ ضمیر مفعولی لگاتے وقت ''ی'' کو حذف کیا گیا ہے۔

(۳) ثلاثی مجرد میں جمع متکلم کے صیغے میں مضارع مضموم نَرٰیُ اور مضارع منصوب نَرٰیَ، دونوں تبدیل ہو کر نَرٰی ہو جاتے ہیں۔ اس لیے حَتّٰی نَرٰی میں حَتّٰی کا اثر ظاہر نہیں ہوا۔

(۴) ثلاثی مجرد میں مضارع کے واحد متکلم کا وزن اَفْعَلُ ہے جبکہ باب افعال میں ماضی کے واحد مذکر غائب کا وزن اَفْعَلَ ہے۔ ان دونوں وزن میں یہ مادہ تبدیل ہو کر اَرٰی استعمال ہوتا ہے۔ جملہ کے مفہوم سے ان کا فرق پتہ چلتا ہے۔

نوٹ۔3

موجودہ دور کے جدید تعلیم یافتہ ذہن کے مطابق اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا مطالبہ ایک معقول مطالبہ تھا۔ پھر اس پر اتنی سخت گرفت کیوں ہوئی؟ اس بات کو سمجھنے سے پہلے علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کا فرق سمجھ لیں۔

ہم کو بتایا گیا کہ آگ میں ہاتھ مت ڈالنا ورنہ جل جائے گا۔ ہم نے اس بات پر یقین کر لیا اور احتیاط کرتے رہے۔ یہ علم الیقین ہے۔ اس لیے کہ ہمیں ایک بات کا علم دیا گیا ہے اور ہم نے اس پر یقین کر کے اپنا عمل اس کے مطابق کر لیا۔ پھر کبھی ہمارے سامنے کسی آدمی کا ہاتھ آگ میں چلا گیا اور ہم نے اسے تکلیف سے بلبلاتے دیکھا۔ یہ عین الیقین ہے۔ اور ایک مرتبہ غلطی سے ہمارا ہاتھ آگ میں چلا گیا اور ہم خود تکلیف سے بلبلا اٹھے۔ یہ حق الیقین ہے۔

اب نوٹ کر لیں کہ اس دنیا میں اصل امتحان علم الیقین کا ہے اور اسی پر اجر و ثواب اور انعام و اکرام ملے گا۔ عین الیقین حاصل ہونے کے بعد کسی بات پر ایمان لانے میں کوئی کمال نہیں ہے اس لیے ایسا ایمان قبول نہیں

کیا جائے گا اور اس پر کوئی ثواب نہیں ملے گا۔ جب کوئی مرتا ہے تو اس دنیا میں آنکھ بند ہوتے ہی دوسری دنیا میں202 اس کی آنکھ کھل جاتی ہے اور اسے ہر بات کا عین الیقین حاصل ہوجاتا ہے اور وہ ایمان لے آتا ہے لیکن اس پر وہ کسی انعام واکرام کا مستحق قرار نہیں پاتا۔

دوسری بات یہ نوٹ کرلیں کہ ایک دہریہ اگر اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا مطالبہ کرتا ہے تو اس کے جرم کی نوعیت مختلف ہے۔ لیکن کسی نبی یا رسول پر ایمان رکھنے والا شخص اگر یہ مطالبہ کرتا ہے تو اس کے جرم کی سنگینی بڑھ جاتی ہے۔

آیت نمبر(2/البقرہ:56)

﴿ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝٥٦ ﴾

ب ع ث

(ف) **بَعْثًا**: کسی کو اٹھا کر کسی طرف بھیجنا۔ اس لیے یہ اٹھانے اور بھیجنے، دونوں معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ ﴿قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا﴾ (36/یٰسٓ:52) ''انہوں نے کہا ہائے ہماری شامت! کس نے اٹھایا ہم کو ہمارے مرقد سے۔'' ﴿فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ﴾ (5/المآئدۃ:31) ''تو بھیجا اللہ نے ایک کوّا جو کریدتا ہے زمین میں۔''

اِبْعَثْ: فعل امر ہے۔ تو اٹھا۔ تو بھیج۔ ﴿رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ﴾ (2/البقرہ:129) ''اے ہمارے رب! اور تو بھیج ان میں ایک رسول ان میں سے۔''

مَبْعُوْثٌ: اسم المفعول ہے۔ اٹھایا ہوا۔ بھیجا ہوا۔ ﴿وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝٢٩﴾ (6/الانعام:29) ''اور ہم اٹھائے جانے والے نہیں ہیں۔''

(انفعال) **اِنْبِعَاثًا**: اٹھنا۔ جانا۔ ﴿اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ۝١٢﴾ (91/الشمس:12) ''جب اٹھا ان کا زیادہ شقی۔''

ترجمہ

ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ	مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ	لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ
پھر ہم نے اٹھایا تم کو	تمہاری موت کے بعد	تاکہ تم لوگ شکر ادا کرو

202

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ البقرۃ (۲)

آیت نمبر (57)

﴿وَ ظَلَّلۡنَا عَلَیۡکُمُ الۡغَمَامَ وَ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکُمُ الۡمَنَّ وَ السَّلۡوٰی ؕ کُلُوۡا مِنۡ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقۡنٰکُمۡ ؕ وَ مَا ظَلَمُوۡنَا وَ لٰکِنۡ کَانُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ ﴿۵۷﴾﴾

ظ	ل	ل

(س) ظَلًّا (۱) کسی چیز کا سایہ دار ہونا۔ (۲) ہو جانا۔ ظَلَّ (ماضی) = وہ ہوا یا وہ ہو گیا۔ یَظَلُّ (مضارع) = وہ ہو جاتا ہے یا ہو جائے گا (ان معانی میں یہ افعال ناقصہ میں سے ہے۔ اس کا اصل مفہوم ہے ''دن میں ہونا''، لیکن زیادہ تر صرف ہو جانے کے معانی میں استعمال ہوتا ہے اور ان معانی میں اس کے بعض صیغے کبھی صرف ایک لام کے ساتھ بھی آتے ہیں)۔ ﴿وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُہُمۡ بِالۡاُنۡثٰی ظَلَّ وَجۡہُہٗ مُسۡوَدًّا﴾ (16/النحل:58) ''اور جب کبھی خوشخبری دی جاتی ہے ان کے کسی ایک کو بیٹی کی تو ہو جاتا ہے اس کا چہرہ سیاہ۔'' ﴿وَ انۡظُرۡ اِلٰۤی اِلٰـہِکَ الَّذِیۡ ظَلۡتَ عَلَیۡہِ عَاکِفًا ؕ﴾ (20/طٰہٰ:97) ''اور تو دیکھ اپنے الٰہ کی طرف جس پر تو ہوا اعتکاف کرنے والا۔''

ظِلٌّ ج ظِلَالٌ۔ اسم ذات ہے۔ سایہ۔ امان و آشتی۔ ﴿اَلَمۡ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیۡفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ﴾ (25/الفرقان:45) ''کیا آپؐ نے دیکھا نہیں اپنے رب کی طرف کیسے اس نے پھیلایا سائے کو۔'' ﴿ہُمۡ وَ اَزۡوَاجُہُمۡ فِیۡ ظِلٰلٍ﴾ (36/یٰسٓ:56) ''وہ اور ان کے جوڑے امان اور آشتی میں ہوں گے۔''

ظُلَّۃٌ ج ظُلَلٌ۔ اسم ذات ہے۔ جو چیز سایہ فگن کی جائے۔ جیسے بادل۔ سائبان۔ درخت کی شاخیں وغیرہ۔ ﴿وَ اِذۡ نَتَقۡنَا الۡجَبَلَ فَوۡقَہُمۡ کَاَنَّہٗ ظُلَّۃٌ﴾ (7/الاعراف:171) ''اور جب ہم نے اٹھایا پہاڑ کو ان کے اوپر جیسے کہ وہ سائبان ہے۔'' ﴿وَ اِذَا غَشِیَہُمۡ مَّوۡجٌ کَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰہَ مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ ۬ۚ﴾ (31/لقمان:32) ''اور جب چھا جاتی ہے ان پر ایک موج بادلوں کی مانند تو وہ لوگ پکارتے ہیں اللہ کو، خالص کرنے والے ہوتے ہوئے اس کے لیے دین کو۔''

ظَلِیۡلٌ فَعِیۡلٌ کا وزن ہے۔ ہمیشگی والا سایہ۔ گھنی چھاؤں۔ ﴿لَہُمۡ فِیۡہَاۤ اَزۡوَاجٌ مُّطَہَّرَۃٌ ۫ وَّ نُدۡخِلُہُمۡ ظِلًّا ظَلِیۡلًا ﴿۵۷﴾﴾ (4/النساء:57) ''ان کے لیے اس میں پاک کیے ہوئے جوڑے ہیں اور ہم داخل کریں گے ان کو ہمیشگی والے سایوں میں۔''

(تفعیل) تَظۡلِیۡلًا کسی پر کسی چیز کا سایہ کرنا۔ امان دینا۔ آیت زیر مطالعہ۔

غ	م	م

(ن) غَمًّا کسی چیز کو ڈھانپ دینا۔ غمگین کرنا یعنی فرحت کو ڈھانپ دینا۔

غَمٌّ اسم ذات ہے۔ غمگینی۔ بے چینی۔ ﴿فَاسۡتَجَبۡنَا لَہٗ ۙ وَ نَجَّیۡنٰہُ مِنَ الۡغَمِّ ؕ﴾ (21/الانبیاء:88) ''تو ہم نے سن لی اس کی اور ہم نے نجات دی اس کو غم سے۔''

غُمَّةٌ صفت ہے۔ پوشیدہ۔ مُبہم۔ ﴿ثُمَّ لَا يَكُنۡ اَمۡرُكُمۡ عَلَيۡكُمۡ غُمَّةً﴾ (10/یونس:71) ''پھر نہ رہے تمہارا کام تم پر مبہم حال میں۔''

202

غَمَامٌ اسم ذات ہے۔ بادل۔ کیونکہ یہ سورج کی روشنی کو ڈھانپ دیتا ہے۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

م	ن	ن

(ن) مَنًّا کسی پر وزن یا بوجھ ڈالنا۔ اس بنیادی مفہوم سے پھر دو معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ (۱) کسی پر احسان کرنا۔ (۲) احسان جتانا۔ ﴿لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ﴾ (3/آل عمران:164) ''اللہ نے احسان کیا ہے ایمان لانے والوں پر جب اس نے بھیجا ان میں ایک رسول ان میں سے۔'' ﴿يَمُنُّوۡنَ عَلَيۡكَ اَنۡ اَسۡلَمُوۡا ؕ قُلۡ لَّا تَمُنُّوۡا عَلَىَّ اِسۡلَامَكُمۡ ۚ﴾ (49/الحجرات:17) ''وہ لوگ احسان جتاتے ہیں آپؐ پر کہ وہ اسلام لائے۔ آپؐ کہیے تم احسان مت جتاؤ مجھ پر اپنے اسلام کا۔''

اُمۡنُنۡ فعل امر ہے۔ تو احسان کر۔ ﴿هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامۡنُنۡ اَوۡ اَمۡسِكۡ بِغَيۡرِ حِسَابٍ ۝﴾ (38/ص:39) ''یہ ہماری بخشش ہے۔ پس تو احسان کر یا روکے رکھ کسی حساب کے بغیر۔''

مَنٌّ اسم ذات ہے۔ (۱) مقررہ وزن یعنی ایک من۔ (۲) احسان۔ (۳) بنو اسرائیل کی صحرا نوردی کے دوران پتوں پر جم جانے والی شبنم جسے وہ کھاتے تھے (کیونکہ یہ بھی ان پر اللہ کا ایک احسان تھا)۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُبۡطِلُوۡا صَدَقٰتِكُمۡ بِالۡمَنِّ وَالۡاَذٰى ۙ﴾ (2/البقرہ:264) ''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم لوگ باطل مت کرو اپنے صدقات کو احسان سے اور تکلیف سے یعنی احسان جتا کر اور تکلیف دے کر)۔

مَمۡنُوۡنٌ اسم المفعول ہے۔ احسان کیا ہوا۔ ﴿لَهُمۡ اَجۡرٌ غَيۡرُ مَمۡنُوۡنٍ ۝﴾ (41/حمٓ السجدہ:8) ''ان کے لیے بدلہ ہے کوئی احسان کیے ہوئے بغیر۔''

مَنُوۡنٌ فَعُوۡلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بہت زیادہ بوجھ ڈالنے والا۔ پھر اس سے زمانہ مُراد لیتے ہیں کیونکہ ہر لمحہ گزرنے کے ساتھ انسان پر جوابدہی کا بوجھ بڑھتا رہتا ہے۔ ﴿اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيۡبَ الۡمَنُوۡنِ ۝﴾ (52/الطور:30) ''یا وہ لوگ کہتے ہیں شاعر ہے۔ ہم انتظار کرتے ہیں ان کے لیے زمانے کی گردش کا۔''

ط	ی	ب

(ض) طِيۡبًا نفس و پاکیزہ ہونا۔ کسی چیز سے دل کا خوش ہونا۔ ﴿قَالَ لَهُمۡ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيۡكُمۡ طِبۡتُمۡ فَادۡخُلُوۡهَا﴾ (39/الزمر:73) ''ان سے کہا اس کے دربان نے السلام علیکم، تم لوگ نفیس و پاکیزہ ہوئے پس تم لوگ اس میں داخل ہو جاؤ یعنی جنت میں۔'' ﴿فَانۡكِحُوۡا مَا طَابَ لَكُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ (4/النساء:3) ''تو تم لوگ نکاح کرو جس سے دل خوش ہو تمہارا عورتوں میں سے۔''

طُوۡبٰى فُعۡلٰى کا وزن ہے۔ زیادہ پاکیزہ۔ زیادہ خوشگوار۔ ﴿اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوۡبٰى لَهُمۡ وَ

حُسْنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾ (13/الرعد:29) ''جو لوگ ایمان لائے اور عمل کیے بھلے تو انتہائی فرحت ہے ان کے لیے اور اچھا انجام ہے۔''

202

طَیِّبٌ صفت ہے۔ پاکیزہ۔ خوشگوار۔ ﴿ وَ الْبَلَدُ الطَّیِّبُ یَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ﴾ (7/الاعراف:58) ''اور پاکیزہ شہر، نکلتا ہے اس کا سبزہ اس کے رب کی اجازت سے۔''

طِیْبٌ خوشبو۔ قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا۔

ترکیب

ظَلَّلْنَا کا مفعول اَلْغَمَامَ ہے اور اس سے مُراد بال کی جنس ہے۔ اگر بادل کا ٹکڑا مُراد ہوتا تو اَلْغَمَامَةَ آتا۔ طَیِّبٰتِ مضاف ہے اور مَا اس کا مضاف الیہ ہے۔ ظَلَمُوْنَا میں ظَلَمُوْا جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے اور نَا ضمیر مفعولی ہے۔ اگر جمع متکلم کا صیغہ ہوتا تو ظَلَمْنَا آتا۔

ترجمہ

وَ ظَلَّلْنَا	عَلَیْکُمُ	الْغَمَامَ	وَ اَنْزَلْنَا	عَلَیْکُمُ
اور ہم نے سایہ فگن کیا	تم لوگوں پر	بادل کو	اور ہم نے اتارا	تم لوگوں پر

الْمَنَّ وَ السَّلْوٰی ؕ	کُلُوْا	مِنْ طَیِّبٰتِ مَا	رَزَقْنٰکُمْ ؕ
من اور سلویٰ	تم لوگ کھاؤ	اس کے پاکیزہ سے جو	ہم نے عطا کیا تم لوگوں کو

وَ مَا ظَلَمُوْنَا	وَ لٰکِنْ	کَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ
اور انہوں نے ظلم نہیں کیا ہم پر	اور لیکن	وہ لوگ اپنے آپ پر ظلم کیا کرتے تھے

نوٹ۔1

آسان عربی گرامر میں آپ کَانَ اور لَیْسَ پڑھ چکے ہیں۔ یہ جب جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں تو خبر کو نصب دیتے ہیں۔ خبر کو نصب دینے والے تقریباً گیارہ مزید افعال ناقصہ عربی میں استعمال ہوتے ہیں۔ لیکن ان میں سے صرف ظَلَّ، اَصْبَحَ، مَازَالَ اور مَادَامَ قرآن مجید میں استعمال ہوئے ہیں۔ جس میں سے ظَلَّ آیت زیر مطالعہ کی لغت میں آپ نے پڑھ لیا۔

اَصْبَحَ یُصْبِحُ (باب افعال) میں اصل مفہوم ہے، صبح کے وقت ہو جانا لیکن پھر زیادہ تر صرف ہو جانے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ ﴿ فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ ﴾ (3/آل عمران:103) ''پھر اس نے ملاپ پیدا کیا تمہارے دلوں کے مابین تو تم لوگ ہو گئے اس کی نعمت سے بھائی بھائی۔'' ﴿ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ ﴿۶﴾ ﴾ (49/الحجرات:6) ''تو تم لوگ ہو جاؤ گے اس پر جو تم نے کیا ندامت کرنے والے۔''

زَالَ۔ یَزَالُ (ف) کے معنی ہیں زائل ہونا۔ اس سے پہلے جب مَا نافیہ یا لَا لگتا ہے تو معنی ہوتے ہیں زائل نہ ہونا۔ پھر یہ ہمیشہ ہونے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ ﴿ بِالْبَیِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِیْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَکُمْ بِهٖ ؕ ﴾ (40/مومن:34) ''تو تم لوگ ہمیشہ شک میں رہے اس سے جو وہ لایا تمہارے پاس۔'' ﴿ وَ لَا یَزَالُوْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ حَتّٰی یَرُدُّوْکُمْ عَنْ دِیْنِکُمْ ﴾ (2/البقرہ:217) ''اور وہ لوگ ہمیشہ قتال کرتے رہیں گے تم سے یہاں تک کہ وہ پھیر دیں تم کو تمہارے دین سے۔''

مَادَامَ میں اصل فعل دَامَ ہے جس کے معنی ہیں ہمیشہ کے لیے ہو جانا یا رہنا اس کے ساتھ جو مَا لگا ہے۔

یہ مَا ظرفیہ ہے یعنی اس میں ظرف (وقت) کا مفہوم ہے جس کے معنی ہیں ''جب تک۔'' اس طرح مَادَامَ کا مطلب ہوجاتا ہے ''وہ جب تک رہا۔'' ﴿وَ اَوۡصٰنِیۡ بِالصَّلٰوۃِ وَ الزَّکٰوۃِ مَا دُمۡتُ حَیًّا ﴾ (19/مریم:31) ''اور اس نے مجھے تاکید کی نماز کی اور زکوٰۃ کی جب تک میں رہوں زندہ۔''

نوٹ۔2

اب یہ بھی سمجھ لیں کہ فعل ناقص کی اصطلاح دو طرح سے استعمال ہوتی ہے۔ اگر کسی فعل کے لام کلمہ پر حرف علت آئے تو اسے فعل ناقص کہتے ہیں جیسے دَعَا۔ یَدۡعُوۡا، لَقِیَ۔ یَلۡقٰی وغیرہ۔ یہ افعال لفظ کے لحاظ سے ناقص ہیں۔ جبکہ کَانَ وغیرہ معانی کے لحاظ سے ناقص ہیں۔ اس فرق کو اچھی طرح سمجھ لیں۔

ہم پڑھ چکے ہیں کہ فعل اپنے فاعل کے ساتھ مل کر جملہ مکمل کردیتا ہے۔ جیسے جَلَسَ زَیۡدٌ۔ ضَرَبَ زَیۡدٌ وغیرہ۔ لیکن کَانَ اور اس کے قبیلہ کے افعال اپنے فاعل کے ساتھ مل کر جملہ مکمل نہیں کرتے۔ مثلاً کَانَ زَیۡدٌ (زید تھا)، لَیۡسَ زَیۡدٌ (زید نہیں ہے)، اَصۡبَحَ زَیۡدٌ (زید ہوگیا) وغیرہ۔ یہ سب جملے نامکمل ہیں۔ ان کو مکمل کرنے کے لیے کوئی خبر لگانی ہوتی ہے۔ جیسے کَانَ زَیۡدٌ عَالِمًا۔ لَیۡسَ زَیۡدٌ عَالِمًا۔ اَصۡبَحَ زَیۡدٌ عَالِمًا۔ اس لیے یہ افعال معنوی لحاظ سے ناقص ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان افعال کے فاعل کو فاعل کہنے کے بجائے ان کا اسم (مبتدا) کہتے ہیں۔

نوٹ۔3

بنواسرائیل کے جن واقعات کا حوالہ قرآن مجید میں ہے ان کی ترتیب زمانی کو سمجھ لیں۔ ان کا وطن ملک شام تھا۔ حضرت یوسفؑ کے زمانے میں یہ مصر میں جا کر آباد ہوگئے تو شام پر ایک قوم عمالقہ کا قبضہ ہوگیا۔ مصر سے واپسی پر صحرائے سینا کی ایک وادی تِیۡہ میں قیام کے دوران توراۃ ملنے، بچھڑا پوجنے اور بجلی گرنے کے واقعات پیش آئے۔ اس کے بعد حکم ہوا کہ عمالقہ سے قتال کر کے اپنے وطن (بیت المقدس) میں داخل ہوجاؤ اس سے انہوں نے انکار کردیا۔ اس جرم میں انہیں چالیس سال صحرانوردی کی سزا ملی جو وادی تِیۡہ تک محدود تھی۔ اس کا رقبہ تقریباً دس میل ہے۔

حضرت موسیٰؑ کی زندگی کے آخری ایام میں دریائے اردن کے کنارے ایک شہر پر ان کا قبضہ ہوا۔ جبکہ بیت المقدس حضرت یوشعؑ کے زمانے میں فتح ہوا۔

آیت نمبر (2/ البقرہ:58)

﴿وَ اِذۡ قُلۡنَا ادۡخُلُوۡا ہٰذِہِ الۡقَرۡیَۃَ فَکُلُوۡا مِنۡہَا حَیۡثُ شِئۡتُمۡ رَغَدًا وَّ ادۡخُلُوا الۡبَابَ سُجَّدًا وَّ قُوۡلُوۡا حِطَّۃٌ نَّغۡفِرۡ لَکُمۡ خَطٰیٰکُمۡ ؕ وَ سَنَزِیۡدُ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۵۸﴾﴾

د خ ل

(ن) دُخُوۡلًا داخل ہونا۔ ﴿فِیۡہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰہِیۡمَ ۬ۚ وَ مَنۡ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ؕ﴾ (3/آل عمران:97) ''اس میں واضح نشانیاں ہیں، ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے اور جو داخل ہوا اس میں وہ ہے امن میں ہونے والا۔''

اُدۡخُلۡ فعل امر ہے۔ تو داخل ہوجا۔ ﴿وَّ قِیۡلَ ادۡخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِیۡنَ ﴿۱۰﴾﴾ (66/التحریم:10) ''اور کہا گیا تم دونوں داخل ہو آگ میں، داخل ہونے والوں کے ساتھ۔''

	دَاخِلٌ	اسم الفاعل ہے۔ داخل ہونے والا۔ اوپر آیت نمبر (66/التحریم: 10) دیکھیں۔ 202
(س)	دَخَلًا	عقل یا جسم میں خرابی داخل ہونا۔
	دَخَلٌ	اسم ذات ہے۔ جو چیز خرابی ڈالے۔ باعثِ فساد۔ ﴿تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ﴾ (16/النحل: 92) ''تم لوگ بناتے ہو اپنی قسموں کو باعثِ فساد آپس میں۔''
(افعال)	اِدْخَالًا	داخل کرنا۔ ﴿وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ﴾ (4/النساء: 57) ''اور جو لوگ ایمان لائے اور عمل کیے بھلے، ہم داخل کریں گے ان کو باغات میں۔''
	اَدْخِلْ	فعل امر ہے۔ تو داخل کر۔ ﴿وَ اَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ (27/النمل: 19) ''اور تو داخل کر مجھ کو اپنی رحمت سے اپنے صالح بندوں میں۔''
	مُدْخَلٌ	اسم المفعول ہے۔ جو ظرف کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔ داخل کیا ہوا یا داخل کرنے کی جگہ۔ ﴿نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ نُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا﴾ (4/النساء: 31) ''تو ہم دور کریں گے تم سے تمہاری برائیوں کو اور ہم داخل کریں گے تم کو باعزت داخل کرنے کی جگہ میں۔''
(افتعال)	اِدِّخَالًا	اہتمام سے داخل ہونا۔ گُھسنا۔
	مُدَّخَلٌ	اسم المفعول جو بطور ظرف استعمال ہوتا ہے۔ گُھسنے کی جگہ۔ ﴿لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا﴾ (9/التوبہ: 57) ''اگر وہ لوگ پائیں کوئی پناہ گاہ یا کوئی غار یا کوئی گھسنے کی جگہ۔''

ق ر ی

(ض)	قَرْيٌ	کسی چیز کا کسی جگہ جمع ہونا۔
	قَرْيَةٌ	ج قُرًى۔ جب لام تعریف داخل ہو تو اَلْقُرٰى۔ اسم ذات ہے۔ جہاں انسان جمع ہو کر آباد ہو جائیں۔ اس مفہوم میں یہ لفظ بستی اور بستی والوں، دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ﴿رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ﴾ (4/النساء: 75) ''اے ہمارے رب تو نکال ہم کو اس بستی سے۔'' ﴿وَ سْئَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا﴾ (12/یوسف: 82) ''اور آپؐ پوچھ لیجیے اس بستی والوں سے جس میں ہم تھے۔'' ﴿لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ﴾ (59/الحشر: 14) ''یہ لوگ نہیں لڑیں گے تم سے جم کر مگر کچھ قلعہ بند شہروں میں یا دیواروں کے پیچھے سے یعنی دوسروں کے کندھے استعمال کر کے۔'' ﴿وَ تِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا﴾ (18/الکہف: 59) ''اور یہ بستیوں والے، ہم نے ہلاک کیا ان کو جب انہوں نے ظلم کیا۔''

ح ط ط

(ن)	حَطًّا	اترنا۔ نازل ہونا۔ (لازم)۔ کسی کا بوجھ اتارنا (متعدی)۔
(استفعال)	اِسْتِحْطَاطًا	بوجھ اتارنے کی درخواست کرنا۔
	حِطَّةٌ	اسم ذات ہے۔ بوجھ اتارنے کی درخواست یا دعا۔ قرآن مجید میں یہ لفظ گناہوں کا بوجھ اتارنے کی دعا کے لیے آیا ہے۔

غ ف ر

(ض)	غَفْرًا اور غُفْرَانًا	گندگی سے بچانے کے لیے کسی چیز کو ڈھانپ دینا یا چھپا دینا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ پھر متعدد معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً (۱) معاف کر دینا۔ بخش دینا۔ (۲) کسی ناپسندیدہ بات

کو نظر انداز کرنا یا درگزر کرنا خواہ ناپسندیدگی کا احساس باقی رہے۔ ﴿وَ لَمَنْ صَبَرَ وَ غَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾ (42/الشوریٰ: 43) ''اور بے شک جس نے صبر کیا اور معاف کیا تو یقیناً یہ حوصلے کے کاموں میں سے ہے۔'' ﴿قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ﴾ (45/الجاثیہ: 14) ''آپؐ کہیے ان لوگوں سے جو ایمان لائے کہ وہ لوگ درگزر کریں ان سے جو امید نہیں رکھتے اللہ کے دنوں کی یعنی بدلے کے دن کی۔''

202

اِغْفِرْ: فعل امر ہے۔ تو بخش دے۔ تو درگزر کر۔ ﴿رَبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ﴾ (23/المؤمنون: 118) ''اے میرے رب تو بخش دے اور تو رحم فرما۔''

غَافِرٌ: اسم الفاعل ہے۔ معاف کرنے والا۔ ﴿غَافِرِ الذَّنْبِ وَ قَابِلِ التَّوْبِ﴾ (40/المومن: 3) ''معاف کرنے والا گناہ کا اور قبول کرنے والا توبہ کا۔''

غَفُوْرٌ: اسم المبالغہ ہے۔ بہت زیادہ یعنی دل کھول کر بخشنے والا۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (2/البقرہ: 173) ''بے انتہا بخشنے والا ہے ہر حال میں رحم کرنے والا ہے۔''

غَفَّارٌ: اسم المبالغہ ہے۔ کثرت سے یعنی بار بار بخشنے والا۔ ﴿وَ اِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى﴾ (20/طٰہٰ: 82) ''اور یقیناً میں کثرت سے بخشنے والا ہوں اس کو جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور عمل کیے نیک پھر اس نے ہدایت پائی یعنی ہدایت پر رہا۔''

مَغْفِرَةٌ: اسم ذات ہے۔ معافی بخشش۔ ﴿وَ اللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَ الْمَغْفِرَةِ﴾ (2/البقرہ: 221) ''اور اللہ بلاتا ہے جنت اور مغفرت کی طرف۔''

(استفعال)

اِسْتِغْفَارًا: معافی مانگنا۔ بخشش طلب کرنا۔ جس سے معافی مانگی جائے وہ مفعول بنفسہ آتا ہے۔ جس غلطی پر معافی مانگی جائے اور جس کے لیے معافی مانگی جائے، دونوں پر لام کا صلہ آتا ہے۔ ﴿لَوْ لَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ (27/النمل: 46) ''تم لوگ کیوں نہیں بخشش مانگتے اللہ سے تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔'' ﴿فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ﴾ (3/آل عمران: 135) ''پھر انہوں نے معافی مانگی اپنے گناہوں کی۔'' ﴿سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ﴾ (12/یوسف: 98) ''عنقریب میں بخشش طلب کروں گا تمہارے لیے اپنے رب سے۔''

اِسْتَغْفِرْ: فعل امر ہے۔ تو معافی مانگ۔ ﴿وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ﴾ (3/آل عمران: 159) ''اور آپ ﷺ مغفرت طلب کریں ان کے لیے اور مشورہ کریں ان سے فیصلوں میں۔''

مُسْتَغْفِرٌ: اسم الفاعل ہے۔ معافی مانگنے والا۔ ﴿وَ الْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ﴾ (3/آل عمران: 17) ''اور بخشش طلب کرنے والے راتوں کے پچھلے پہر میں۔''

خ ط ء

(س)

خَطَاءً: صحیح راہ سے ہٹ جانا۔ غلطی کرنا۔ بالا رادہ اور بلا ارادہ، دونوں طرح کی غلطیوں کے لیے آتا ہے۔ قرآن مجید میں اس باب سے فعل استعمال نہیں ہوا ہے۔

خَطِيْٓئَةٌ: ج خَطِيْٓئٰتٌ اور خَطَايَا۔ اسم ذات ہے۔ غلطی خواہ بالارادہ ہو یا بلا ارادہ۔ ﴿وَمَنْ يَّكْسِبْ

﴿خَطِیْٓئَةً اَوْ اِثْمًا﴾ (4/ النساء: 112) ''اور جس نے کمایا کوئی خطا یا کوئی گناہ۔'' ﴿مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ﴾ (2/ البقرہ:81) ''جس نے کمایا کوئی برائی اور اس کو گھیر لیا اس کی غلطی نے تو وہ لوگ آگ والے ہیں۔'' ﴿وَّ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْٓئٰتِكُمْ﴾ (7/ الاعراف:161) ''اور تم لوگ داخل ہو دروازے میں سجدہ کرنے والے ہوتے ہوئے تو ہم بخش دیں گے تمہاری خطاؤں کو۔'' ﴿اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا﴾ (20/ طٰہٰ:73) ''بے شک ہم ایمان لائے اب رب پر تا کہ وہ بخش دے ہمارے لیے ہماری خطاؤں کو۔''

خِطْأً اسم ذات ہے۔ بالارادہ غلطی۔ ﴿نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا﴾ (17/ بنی اسرائیل:31) ''ہم رزق دیتے ہیں ان کو اور تم کو بھی بے شک ان کو قتل کرنا بڑی غلطی ہے۔''

خَطَأً اسم ذات ہے۔ بلا ارادہ غلطی۔ ﴿وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا﴾ (4/ النساء:92) ''اور نہیں ہے کسی مومن کے لیے کہ وہ قتل کرے کسی مومن کو مگر بلا ارادہ غلطی سے۔''

خَاطِئٌ اسم الفاعل ہے۔ غلطی کرنے والا۔ ﴿يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ﴾ (12/ یوسف:97) ''اے ہمارے والد آپؑ بخشش طلب کریں ہمارے لیے ہمارے گناہوں کی بے شک ہم غلطی کرنے والے تھے۔''

(افعال) **اِخْطَاءً** بلا ارادہ غلطی کرنا۔ چوک جانا۔ ﴿وَ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ﴾ (33/ الاحزاب:5) ''اور تم پر کوئی گناہ نہیں ہے اس میں جس میں تم چوک گئے۔''

ح س ن

(ک) **حَسُنًا** پسندیدہ ہونا یعنی (۱) خوبصورت ہونا۔ (۲) اچھا یا بھلا ہونا۔ ﴿وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا﴾ (4/ النساء:69) ''اور اچھے ہوئے وہ لوگ بطور ساتھی کے۔''

حُسْنٌ اسم ذات ہے۔ خوبصورتی۔ اچھائی۔ بھلائی۔ ﴿وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ﴾ (3/ آل عمران:195) ''اور اللہ، اس کے پاس ثواب کی خوبصورتی یعنی اچھا بدلہ ہے۔''

حَسَنٌ مؤنث حَسَنَةٌ ج حِسَانٌ۔ اسم صفت ہے۔ خوبصورت۔ اچھا۔ بھلا۔ ﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا﴾ (2/ البقرہ:245) ''کون ہے جو قرض دے اللہ کو ایک خوبصورت قرض۔'' ﴿مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا﴾ (4/ النساء:85) ''جو سفارش کرے کسی اچھی سفارش کی تو اس کے لیے ہے ایک حصہ اس میں سے۔'' ﴿فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ﴾ (55/ الرحمٰن:70) ''ان میں یعنی جنتوں میں خوبصورت بھلائیاں ہیں۔''

اَحْسَنُ مؤنث حُسْنٰى۔ اسم التفضیل ہے۔ زیادہ اچھا، سب سے اچھا۔ ﴿وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً﴾ (2/ البقرہ:138) ''اور کون زیادہ اچھا ہے اللہ سے بلحاظ رنگ کے۔'' ﴿وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا﴾ (7/ الاعراف:137) ''اور پورا ہوا تیرے رب کا سب سے اچھا فرمان بنی اسرائیل پر بسبب اس کے جو انہوں نے صبر کیا۔''

(افعال) **اِحْسَانًا** کسی کو خوبصورتی دینا۔ خوبصورت بنانا یعنی کسی کام کو NEAR PERFECTION

LEVEL پر کرنا۔﴿ اِنَّا لَا نُضِیۡعُ اَجۡرَ مَنۡ اَحۡسَنَ عَمَلًا ﴾(18/الکھف:30)''بے شک ہم ضائع نہیں کرتے اس کے اجر کو جس نے خوبصورت بنایا عمل کو یعنی بلا کم و کاست عمل کیے۔''﴿ اِذَا مَا اتَّقَوۡا وَّ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوۡا وَّ اٰمَنُوۡا ثُمَّ اتَّقَوۡا وَّ اَحۡسَنُوۡا ﴾(5/الاعراف:93)''جبکہ انہوں نے تقویٰ اختیار کیا اور ایمان لائے اور عمل کیے بھلائیوں والے پھر انہوں نے (مزید) تقویٰ اختیار کیا اور ایمان لائے پھر انہوں نے (اور) تقویٰ اختیار کیا اور درجۂ احسان کو پہنچے۔''

مُحۡسِنٌ: اسم الفاعل ہے۔ خوبصورت بنانے والا۔ کام کو بلا کم و کاست کرنے والا۔ درجۂ احسان پر کام کرنے والا۔﴿ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴾(2/البقرہ:195)''یقیناً اللہ محبوب رکھتا ہے درجۂ احسان پر کام کرنے والوں کو۔''

ترکیب

دَخَلَ فعل لازم ہے جس کا مفعول نہیں آتا۔ اس لیے مرکب اشاری هٰذِهِ الۡقَرۡيَةَ اور الۡبَابَ ظرف مکان ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں۔ رَغَدًا اور سُجَّدًا حال ہیں۔ حِطَّةٌ کے مرفوع ہونے سے معلوم ہوا کہ یہ قُوۡلُوۡا کا مفعول نہیں ہے۔ اگر مفعول ہوتا تو حِطَّةً آتا۔ یہ دراصل DIRECT TENSE ہے۔ مبتداء محذوف ہے اور حِطَّةٌ اس کی خبر ہے۔ یعنی حکم تھا کہ یہ لفظ کہو۔ فعل امر قُوۡلُوۡا کا جواب امر یعنی جزا ہونے کی وجہ سے نَغۡفِرۡ مجزوم ہوا ہے۔

ترجمہ

وَ اِذۡ قُلۡنَا	ادۡخُلُوۡا	هٰذِهِ الۡقَرۡيَةَ	فَكُلُوۡا	مِنۡهَا
اور جب ہم نے کہا	تم لوگ داخل ہو	اس بستی میں	تو تم لوگ کھاؤ	اس میں سے

حَيۡثُ	شِئۡتُمۡ	رَغَدًا	وَّادۡخُلُوا	الۡبَابَ
جہاں سے	تم چاہو	جی بھر کے	اور تم داخل ہو	دروازے میں

سُجَّدًا	وَّ قُوۡلُوۡا	حِطَّةٌ	نَّغۡفِرۡ	لَكُمۡ
سجدہ کرنے والوں کی حالت میں	اور کہو	معافی ہو	تو ہم بخش دیں گے	تمہارے لیے

خَطٰيٰكُمۡ	وَ سَنَزِيۡدُ	الۡمُحۡسِنِيۡنَ
تمہاری خطاؤں کو	اور ہم زیادہ کریں گے (بلحاظ درجہ)	بلا کم و کاست کام کرنے والوں کو

آیت نمبر(2/البقرہ:59)

﴿ فَبَدَّلَ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا قَوۡلًا غَيۡرَ الَّذِىۡ قِيۡلَ لَهُمۡ فَاَنۡزَلۡنَا عَلَى الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا رِجۡزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوۡا يَفۡسُقُوۡنَ ۝٥٩ ﴾

ب د ل

(ن) بَدۡلًا: کسی چیز کے عوض دوسری چیز لینا۔

بَدَلٌ: اسم ذات ہے۔ بدلے میں ملی ہوئی چیز۔ بدل۔ بدلہ۔﴿ بِئۡسَ لِلظّٰلِمِيۡنَ بَدَلًا ﴾(18/الکھف:50) ''کتنا برا ہے ظالموں کے لیے بدلہ۔''

(افعال) اِبْدَالًا: کسی چیز کی جگہ دوسری چیز رکھنا یا دینا۔ بدل دینا۔ بدلے میں دینا۔ ﴿عَسٰی رَبُّنَاۤ اَنۡ یُّبۡدِلَنَا خَیۡرًا مِّنۡهَاۤ﴾ (68/القلم:32) ''امید ہے ہمارے رب سے کہ وہ بدلے میں دے ہم کو اس سے بہتر۔''

202

(تفعیل) تَبْدِیْلًا: بدل دینا یا بدلے میں دینا (تدریجاً) تبدیل کرنا۔ ﴿ثُمَّ بَدَّلۡنَا مَکَانَ السَّیِّئَةِ الۡحَسَنَةَ﴾ (7/الاعراف:95) ''پھر ہم نے رفتہ رفتہ تبدیل کیا برائی کی جگہ کو بھلائی سے۔''

مُبَدِّلٌ: اسم الفاعل ہے۔ تبدیل کرنے والا۔ ﴿وَ لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ﴾ (6/الانعام:34) ''اور کوئی تبدیل کرنے والا نہیں ہے اللہ کے فرمانوں کو۔''

(تفعّل) تَبَدُّلًا: کسی چیز کی جگہ دوسری چیز لینا۔ بدلنا۔ ﴿وَ مَنۡ یَّتَبَدَّلِ الۡکُفۡرَ بِالۡاِیۡمَانِ فَقَدۡ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیۡلِ ﴿۱۰۸﴾﴾ (2/البقرہ:108) ''اور جو لیتا ہے کفر کو ایمان کے بدلے تو وہ بھٹک گیا ہے سیدھی راہ سے۔''

(استفعال) اِسْتِبْدَالًا: کسی چیز کی جگہ دوسری چیز طلب کرنا۔ تبدیلی چاہنا۔ ﴿اَتَسۡتَبۡدِلُوۡنَ الَّذِیۡ هُوَ اَدۡنٰی بِالَّذِیۡ هُوَ خَیۡرٌ ؕ﴾ (2/البقرہ:61) ''کیا تم لوگ وہ چاہتے ہو جو گھٹیا ہے اس کے بدلے میں جو بہتر ہے۔''

ر ج ز

(ن) رَجْزًا: جسم کا کپکپانا۔ رجزیہ اشعار پڑھنا۔

رِجْزٌ اور رُجْزٌ: اسم ذات ہے۔ عذاب (جو جسم پر کپکپی طاری کردے)۔ گندگی (جو ایسے عذاب کا سبب بنے)۔ ﴿اِنَّا مُنۡزِلُوۡنَ عَلٰۤی اَهۡلِ هٰذِهِ الۡقَرۡیَةِ رِجۡزًا مِّنَ السَّمَآءِ﴾ (29/العنکبوت:34) ''بے شک ہم نازل کرنے والے ہیں اس بستی کے لوگوں پر ایک عذاب آسمان سے۔'' ﴿وَ یُذۡهِبَ عَنۡکُمۡ رِجۡزَ الشَّیۡطٰنِ﴾ (8/الانفال:11) ''اور تاکہ وہ لے جائے تم سے شیطان کی گندگی کو۔'' ﴿وَ الرُّجۡزَ فَاهۡجُرۡ ﴿۵﴾﴾ (74/المدثر:5) ''اور گندگی سے آپؐ دور رہیں۔''

ترکیب

بَدَّلَ کا فاعل اَلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ہے۔ قَوْلًا مفعول ہے اور غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَھُمْ متعلق فعل ہے۔ اَنْزَلْنَا کا فاعل اس میں شامل نَحْنُ کی ضمیر ہے۔ رِجْزًا مفعول ہے۔ عَلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا متعلق فعل ہے۔

ترجمہ

فَبَدَّلَ	الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا	قَوْلًا	غَیْرَ الَّذِیْ
تو تبدیل کیا	ان لوگوں نے جنہوں نے ظلم کیا	بات کو	اس کے علاوہ جو

قِیْلَ لَھُمْ	فَاَنْزَلْنَا	عَلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا	رِجْزًا
کہی گئی ان سے	تو ہم نے نازل کیا	ان لوگوں پر جنہوں نے ظلم کیا	ایک عذاب

مِّنَ السَّمَآءِ	بِمَا	کَانُوْا یَفْسُقُوْنَ
آسمان سے	بسبب اس کے جو	وہ لوگ حکم عدولی کرتے تھے

نوٹ۔1

گذشتہ آیت میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ بنواسرائیل کو حِطَّۃٌ کہنے کے لیے کہا گیا تھا اور اس کی رفع بتارہی ہے کہ یہی لفظ کہنے کا حکم تھا۔ اب فرض کریں کہ وہ اس کی جگہ مَغۡفِرَۃٌ کہتے تو مفہوم میں کوئی خاص تبدیلی نہ ہوتی لیکن پھر بھی یہ حکم عدولی ہوتی کیونکہ لفظ تبدیل ہوگیا۔ لیکن ان لوگوں نے حِطَّۃٌ کے بجائے حِنۡطَۃٌ (گندم) کہا۔ اس طرح لفظ بھی تبدیل کیا اور مفہوم بھی۔ اس لیے ان کا جرم دوہرا ہوگیا۔

گذشتہ آیت میں حِطَّۃٌ کے لفظ کو نصب کے بجائے رفع میں لا کر اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کی جانب ہماری راہنمائی کی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے بعض احکام میں مفہوم کے ساتھ بعض الفاظ بھی مقصود ہوتے ہیں۔ اس کی اور بھی مثالیں ہیں۔ مثلاً ایک مرتبہ کسی صحابیؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعا تعلیم فرمائی۔ دعا کو دوہراتے وقت صحابیؓ نے نَبِیِّکَ کے بجائے رَسُوۡلِکَ کہہ دیا تو آپؐ نے انہیں ٹوک دیا اور ہدایت فرمائی کہ رَسُوۡلِکَ نہیں نَبِیِّکَ کہو۔

اس بنیاد پر کہا جاتا ہے کہ قرآن مجید، نماز، اذان، حضورؐ کی دعاؤں وغیرہ میں الفاظ تبدیل کرنا جائز نہیں ہے۔ یہ دقیانوسیت نہیں ہے بلکہ یہی اطاعت کی روح ہے۔ اس کو دقیانوسیت اور تنگ نظری کہنے والوں کی غالب اکثریت اس حقیقت سے لا علم ہے اور وہ لوگ محض فیشن کے طور پر ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔

آیت نمبر(2/البقرہ:60)

﴿وَ اِذِ اسۡتَسۡقٰی مُوۡسٰی لِقَوۡمِہٖ فَقُلۡنَا اضۡرِبۡ بِّعَصَاکَ الۡحَجَرَ ؕ فَانۡفَجَرَتۡ مِنۡہُ اثۡنَتَا عَشۡرَۃَ عَیۡنًا ؕ قَدۡ عَلِمَ کُلُّ اُنَاسٍ مَّشۡرَبَہُمۡ ؕ کُلُوۡا وَ اشۡرَبُوۡا مِنۡ رِّزۡقِ اللّٰہِ وَ لَا تَعۡثَوۡا فِی الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِیۡنَ ﴿۶۰﴾﴾

س ق ی

(ض)	سَقۡیًا اور سُقۡیًا	کسی کو پلانا۔ سیراب کرنا۔ ﴿وَ سَقٰہُمۡ رَبُّہُمۡ شَرَابًا طَہُوۡرًا ﴿۲۱﴾﴾ (76/الدھر:21) ''اور پلائے گا ان کو ان کا رب انتہائی پاکیزہ شراب۔'' ﴿فَقَالَ لَہُمۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ نَاقَۃَ اللّٰہِ وَ سُقۡیٰہَا ﴿ؕ۱۳﴾﴾ (91/الشمس:13) ''تو کہا ان سے اللہ کے رسول نے (خبردار رہو) اللہ کی اونٹنی سے اور اس کی سیرابی سے۔''
	سِقَایَۃٌ	اسم ذات ہے۔ پانی کی سبیل یا پیالہ وغیرہ۔ ﴿جَعَلَ السِّقَایَۃَ فِیۡ رَحۡلِ اَخِیۡہِ﴾ (12/یوسف:70) ''اس نے رکھا پانی کے پیالے کو اس کے بھائی کے کجاوے میں۔''
(افعال)	اِسۡقَاءً	کسی کو پینے کے لیے دینا۔ ﴿نُسۡقِیۡکُمۡ مِّمَّا فِیۡ بُطُوۡنِہٖ مِنۡۢ بَیۡنِ فَرۡثٍ وَّ دَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا﴾ (16/النحل:66) ''ہم پینے کے لیے دیتے ہیں تم لوگوں کو اس میں سے جو ان کے پیٹوں میں ہے، گوبر اور خون کے بیچ میں سے خالص دودھ۔''
(استفعال)	اِسۡتِسۡقَاءً	پینے کے لیے مانگنا۔ ﴿وَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی مُوۡسٰۤی اِذِ اسۡتَسۡقٰہُ قَوۡمُہٗۤ﴾ (7/الاعراف:160) ''اور ہم نے وحی کیا موسیٰؑ کی طرف جب پینے کے لیے مانگا اس سے اس کی قوم نے۔''

ع ص و

(ن)	عَصۡوًا	کسی کو لاٹھی سے مارنا۔

عَصَا — ج عَصِیٌّ۔ اسم ذات ہے۔ لاٹھی۔ ﴿قَالَ هِیَ عَصَایَ﴾ (20/طٰہٰ:18) ''انہوں نے کہا یہ میری لاٹھی ہے۔'' ﴿فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَ عِصِیَّهُمْ﴾ (26/الشعراء:44) ''تو ان لوگوں نے ڈالیں اپنی رسیاں اور اپنی لاٹھیاں۔''

202

ف	ج	ر

(ن) **فَجْرًا اور فُجُوْرًا** — (۱) کسی چیز کو پھاڑ کر پانی بہانا۔ (۲) حدود اللہ کو توڑ کر اپنی مرضی کرنا۔ نافرمانی کرنا۔ ﴿وَ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ یَنْۢبُوْعًا ﴾ (17/بنی اسرائیل:90) ''اور انہوں نے کہا ہم ہرگز نہ مانیں گے تیری بات یہاں تک کہ تو پھاڑ کر بہا دے ہمارے لیے زمین سے ایک چشمہ۔'' ﴿یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ لِیَفْجُرَ اَمَامَهٗ﴾ (75/القیامہ:5) ''بلکہ چاہتا ہے انسان کہ وہ نافرمانی کرے اپنے آگے۔''

فَاجِرٌ — ج فَاجِرُوْنَ اور فُجَّارٌ۔ اسم الفاعل ہے۔ نافرمانی کرنے والا۔ ﴿وَ لَا یَلِدُوْۤا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا﴾ (71/نوح:27) ''اور وہ لوگ (اولاد) نہیں جنیں گے مگر نافرمان ناشکری۔'' ﴿اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ كَالْفُجَّارِ﴾ (38/صٓ:28) ''یا ہم بنا دیں گے پرہیزگاروں کو نافرمانوں جیسا۔''

فُجُوْرٌ — اسم ذات ہے۔ نافرمانی۔ برائی۔ ﴿وَ نَفْسٍ وَّ مَا سَوّٰىهَا ۔ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰىهَا﴾ (91/الشمس:7۔8) ''قسم ہے نفس کی اور جیسا اس نے سنوارا اس کو پھر اس نے الہام کیا اس میں اس کی بدی اور اس کی پرہیزگاری کو۔''

فَجْرٌ — ظرف کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ رات کی تاریکی پھاڑ کر روشنی نکلنے کا وقت۔ فجر کا وقت۔ ﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّیْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ﴾ (17/بنی اسرائیل:78) ''آپؐ قائم کیجئے نماز کو سورج کے ڈھلنے سے رات کی اندھیری تک اور فجر کے قرآن کو۔''

(تفعیل) **تَفْجِیْرًا** — پھاڑ کر بہانا (اس میں تسلسل کا مفہوم ہوتا ہے)۔ ﴿وَ فَجَّرْنَا فِیْهَا مِنَ الْعُیُوْنِ﴾ (36/یٰسٓ:34) ''اور ہم نے جاری کیے اس میں چشمے۔''

(تفعّل) **تَفَجُّرًا** — پھوٹ بہنا۔ (کوشش اور تکلّف سے)۔ ﴿وَ اِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا یَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ﴾ (2/البقرہ:74) ''اور بےشک پتھروں میں وہ بھی ہیں جن سے پھوٹ بہتی ہیں نہریں۔''

(انفعال) **اِنْفِجَارًا** — پھوٹ بہنا۔ (بلا تکلّف)۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ع	ی	ن

(ض) **عَیْنًا** — (۱) نظر لگانا۔ (۲) آنکھ سے آنسو جاری ہونا۔

عَیْنٌ — ج اَعْیُنٌ۔ اسم ذات ہے۔ آنکھ۔ ﴿وَ كَتَبْنَا عَلَیْهِمْ فِیْهَاۤ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَ الْعَیْنَ بِالْعَیْنِ﴾ (5/المآئدہ:45) ''اور ہم نے واجب کیا ان پر اس میں یعنی تورات میں کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ۔'' ﴿وَ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا﴾ (11/ھود:37) ''اور آپؐ بنائیں کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے۔''

عَیْنٌ — ج عُیُوْنٌ۔ اسم ذات ہے۔ پانی کا چشمہ۔ ﴿عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ﴾ (76/الدھر:6) ''ایک چشمہ، پئیں گے اس سے اللہ کے بندے۔'' ﴿فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ﴾ (26/الشعراء:57) ''تو ہم نے نکالا ان کو باغوں اور چشموں سے۔''

عَيْنَاءُ ج عِيْنٌ۔ یہ اَفْعَلُ العیوب اَعْيَنُ کی مؤنث ہے۔ بڑی آنکھ والی۔ وحشی گائے، نیل گائے (کیونکہ اس کی آنکھ کی پتلی بڑی اور چوڑی ہوتی ہے)۔ پھر استعارۃً بڑی آنکھ والی عورت کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ ﴿وَ عِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ۴۸﴾ (37/ الصافات:48) ''اور ان کے پاس ہیں نگاہ نیچی رکھنے والیاں، بڑی آنکھوں والیاں۔''

مَعِيْنٌ فَعِيْلٌ کا وزن ہے۔ ہمیشہ اور ہر حال میں جاری ہونے والا یعنی شفاف پانی۔ ﴿وَ اٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِيْنٍ ۵۰﴾ (23/ المؤمنون:50) ''اور ہم نے ٹھکانہ دیا ان دونوں کو ایک ٹیلے پر جو قرار پکڑنے والا اور شفاف پانی والا تھا۔''

ء ن س

(ض) **اَنَسًا** کسی چیز کو دیکھ کر یا سن کر وحشت دور ہونا۔ اجنبیت دور ہونا۔ مانوس ہونا۔

اِنْسٌ آدمی۔ انسان۔ یہ لفظ واحد اور جمع دونوں کے لیے آتا ہے۔ ایک انسان کے لیے اِنْسِيٌّ بھی آتا ہے۔ ﴿فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّ لَا جَآنٌّ ۳۹﴾ (55/ الرحمٰن:39) ''تو اس دن نہیں پوچھا جائے گا اس کے گناہ کے بارے میں کسی انسان سے اور نہ ہی کسی جن سے۔'' ﴿وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ﴾ (6/ الانعام:112) ''اور اس طرح ہم نے بنایا ہر نبی کے لیے کچھ دشمن جنوں اور انسانوں کے شیطانوں کو۔'' ﴿فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ۲۶﴾ (19/ مریم:26) ''تو میں ہرگز بات نہ کروں گی آج کے دن کسی انسان سے۔''

اُنَاسٌ ج اَنَاسِيُّ۔ انسانی گروہ۔ ﴿يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ﴾ (17/ بنی اسرائیل:71) ''جس دن ہم بلائیں گے ہر گروہ کو اس کے امام کے ساتھ۔'' ﴿وَ نُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّ اَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ۴۹﴾ (25/ الفرقان:49) ''اور تاکہ ہم پینے کو دیں اسے، اس میں سے جو ہم نے پیدا کیا، چوپائے اور بہت سے انسانی گروہ۔''

اَلْاِنْسَانُ انسانی جنس۔ ﴿وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ۲۸﴾ (4/ النساء:28) ''اور پیدا کیا گیا انسان کو کمزور۔''

(افعال) **اِيْنَاسًا** دیکھنا۔ سمجھنا۔ ﴿فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا﴾ (4/ النساء:6) ''تو اگر تم دیکھو ان میں سمجھ بوجھ۔''

(استفعال) **اِسْتِيْنَاسًا** سننے کی خواہش کرنا تاکہ اجنبیت دور ہو۔ استعارۃً اجازت لینے کے لیے آتا ہے۔ ﴿لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا﴾ (24/ النور:27) ''تم لوگ داخل مت ہو کسی گھر میں اپنے گھر کے علاوہ یہاں تک کہ اجازت مانگ لو اور سلام کر لو گھر والوں پر۔''

مُسْتَأْنِسٌ اسم الفاعل ہے۔ سننے کی خواہش کرنے والا۔ ﴿فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَ لَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ﴾ (33/ الاحزاب:53) ''پس جب کھا لو تو بکھر جاؤ اور سننے کے خواہش مند نہ ہو بات کے۔''

ش ر ب

(س) **شُرْبًا** پینا۔ ﴿فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ﴾ (2/ البقرہ:249) ''پس جس نے پیا اس سے تو وہ نہیں ہے مجھ سے۔''

اِشْرَبْ فعل امر ہے۔ تو پی۔ ﴿وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا﴾ (7/ الاعراف:31) ''اور تم لوگ پیو اور ضرورت سے زیادہ خرچ مت کرو۔''

202

شَارِبٌ اسم الفاعل ہے۔ پینے والا۔ ﴿وَ اَنۡهٰرٌ مِّنۡ خَمۡرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيۡنَ﴾ (47/محمد:15) ”اور کچھ نہریں ہیں لذیذ شراب کی پینے والوں کے لیے۔“

مَشۡرَبٌ ج مَشَارِبُ۔ اسم الظرف ہے۔ پینے کی جگہ۔ ﴿وَ لَهُمۡ فِيۡهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ﴾ (36/یٰسٓ:73) ”اوران کے لیے ہے اس میں نفع اٹھانے اور پینے کے مقامات۔“

شِرۡبٌ پینے کی باری۔ ﴿هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرۡبٌ وَّ لَكُمۡ شِرۡبُ يَوۡمٍ مَّعۡلُوۡمٍ﴾ (26/الشعراء:155) ”یہ ایک اونٹنی ہے۔ اس کے لیے ہے پینے کی ایک باری اور تمہارے لیے ہے ایک معلوم دن کی پینے کی باری۔“

شُرۡبٌ مصدر ہے۔ پینا۔ ﴿فَشٰرِبُوۡنَ شُرۡبَ الۡهِيۡمِ﴾ (56/الواقعہ:55) ”تو وہ لوگ پینے والے ہیں سخت پیاسے کا پینا۔“

شَرَابٌ اسم ذات ہے۔ پینے کی چیز۔ ﴿وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَهُمۡ شَرَابٌ مِّنۡ حَمِيۡمٍ﴾ (10/یونس:4) ”اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لیے ہے پینے کی چیز کھولتے پانی میں سے۔“

(افعال) **اِشۡرَابًا** پلانا۔ ﴿وَ اُشۡرِبُوۡا فِىۡ قُلُوۡبِهِمُ الۡعِجۡلَ بِكُفۡرِهِمۡ﴾ (2/البقرہ:93) ”اور پلایا گیا ان کے دلوں میں بچھڑے کو یعنی اس کی محبت کو ان کے کفر کے سبب سے۔“

ع ث ی

(ف۔س) **عَثَيَانًا** کفر یا غرور میں مبالغہ کرنا۔ انتشار پیدا کرنا۔ دھاندلی کرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

اِسۡتَسۡقٰی کے فاعل موسیٰ ؑ ہیں اور لِقَوۡمِهٖ متعلق فعل ہے۔ اِضۡرِبۡ کا فاعل اس میں شامل اَنۡتَ کی ضمیر ہے جو موسیٰ ؑ کے لیے ہے، بِعَصَاكَ متعلق فعل ہے اور اَلۡحَجَرَ مفعول ہے اس لیے نصب میں ہے۔ اِنۡفَجَرَتۡ کا فاعل اِثۡنَتَا عَشۡرَةَ ہے۔ چونکہ گیارہ سے انیس تک کے عدد میں عَشَرَ مبنی برفتحہ ہوتا ہے اس لیے صرف اِثۡنَتَا (دراصل اِثۡنَتَانِ) فاعل ہونے کی وجہ سے رفع میں آیا ہے، جبکہ عَيۡنًا تمیز ہونے کی وجہ سے نصب میں ہے۔ عَلِمَ کا فاعل كُلُّ اُنَاسٍ ہے۔ یہ چونکہ مرکب اضافی ہے اس لیے فاعل کی رفع صرف مضاف كُلُّ پر آئی ہے۔ مَشۡرَبَهُمۡ بھی مرکب اضافی اور عَلِمَ کا مفعول ہے۔ اس کی نصب بھی صرف مضاف مَشۡرَبَ پر آئی ہے۔ مُفۡسِدِيۡنَ دراصل لَا تَعۡثَوۡا میں شامل اَنۡتُمۡ ضمیر فاعلی کا حال ہے اس لیے منصوب ہے۔

ترجمہ

وَ اِذِ اسۡتَسۡقٰى	مُوۡسٰى	لِقَوۡمِهٖ	فَقُلۡنَا	اضۡرِبۡ	بِّعَصَاكَ
اور جب پانی مانگا	موسیٰ ؑ نے	اپنی قوم کے لیے	تو ہم نے کہا	آپؑ ماریئے	اپنی لاٹھی سے

الۡحَجَرَ	فَانۡفَجَرَتۡ	مِنۡهُ	اثۡنَتَا عَشۡرَةَ	عَيۡنًا	قَدۡ عَلِمَ	كُلُّ اُنَاسٍ
چٹان کو	پس پھوٹ بہے	اس میں سے	بارہ	چشمے	جان لیا	ہر ایک گروہ نے

مَّشۡرَبَهُمۡ	كُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا	مِنۡ رِّزۡقِ اللّٰهِ	وَلَا تَعۡثَوۡا
اپنے پینے کی جگہ کو	تم لوگ کھاؤ اور پیو	اللہ کی دین میں سے	اور تم لوگ انتشار مت پھیلاؤ

فِی الۡاَرۡضِ	مُفۡسِدِیۡنَ 202
زمین میں	عدلِ اجتماعی بگاڑنے والے ہوتے ہوئے

نوٹ۔1

یہ بات نوٹ کرلیں کہ عَثٰی۔ یَعۡثٰی (ف) یا عَثِیَ۔ یَعۡثٰی۔ عَثَیَانًا زیادہ تر انفرادی دادا گیری اور غنڈہ گردی کے لیے آتا ہے۔ جبکہ اَفۡسَدَ۔ یُفۡسِدُ۔ اِفۡسَادًا عدلِ اجتماعی میں بگاڑ پیدا کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ انفرادی دھاندلی کو بروقت انصاف فراہم کرکے اگر کنٹرول نہ کیا جائے، تو آخر کار وہ فساد پر منتج ہوتی ہے۔ پھر انصاف مانگنے کے لیے یا کسی ملزم کے خلاف گواہی دینے کے لیے سر سے کفن باندھنا پڑتا ہے۔ پھر گروہی تعصّبات کی بنیاد پر تحقیقات سے پہلے ہی فیصلہ کرلیا جاتا ہے۔ اور وہ سب کچھ ہوتا ہے جو آج پاکستان میں ہو رہا ہے۔ یہ ہمارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے جو گذشتہ پچاس برسوں میں مُک مُکا کے اصول کا غلط استعمال کرکے ہم نے کمایا ہے۔

سبق 16
202
61/2 تا 64

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ البقرۃ (۲)

آیت نمبر (61)

﴿وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ
بَقْلِهَا وَقِثَّاۗىِٕهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ۭ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ ۭ اِهْبِطُوْا
مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ۭ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۤ وَبَاۗءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ
كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝۶۱﴾

ط ع م

(س)	طَعْمًا	کسی چیز کو چکھنا۔ کوئی چیز کھانا۔ ﴿فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا﴾ (33/الاحزاب:53) ''پس جب تم لوگ کھا چکو تو منتشر ہو جاؤ۔''
	طَعْمٌ	اسم ذات بھی ہے۔ ذائقہ۔ مزہ۔ ﴿وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ﴾ (47/محمد:15) ''اور نہریں ہیں دودھ کی، نہیں بدلتا اس کا ذائقہ۔''
	طَعَامٌ	اسم ذات ہے۔ خوراک۔ کھانے کی چیز۔ ﴿كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ﴾ (3/آل عمران:93) ''ہر خوراک حلال تھی۔ بنو اسرائیل کے لیے۔''
	طَاعِمٌ	اسم الفاعل ہے۔ کھانے والا۔ ﴿لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰي طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ﴾ (6/الانعام:145) ''میں نہیں پاتا اس میں جو وحی کیا گیا میری طرف کسی حرام کی ہوئی چیز کو کھانے والے پر، وہ کھاتا ہے جس کو۔''
(افعال)	اِطْعَامًا	چکھانا۔ کھلانا۔ ﴿الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ڏ﴾ (106/قریش:4) ''جس نے کھلایا ان کو بھوک میں۔''
	اَطْعِمْ	فعل امر ہے۔ تو کھلا۔ ﴿وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۭ﴾ (22/الحج:36) ''اور تم لوگ کھلاؤ قناعت کرنے والے کو اور مانگنے والے کو۔''
(استفعال)	اِسْتِطْعَامًا	کھانا مانگنا۔ ﴿اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِۨ اسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا﴾ (18/الکھف:77) ''جب وہ دونوں پہنچے ایک بستی والوں کے پاس تو انہوں نے کھانا مانگا اس کے رہنے والوں سے۔''

ن ب ت

(ن)	نَبْتًا اور نَبَاتًا	کسی چیز کا اگنا۔ بڑھنا۔ ﴿وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَاۗءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ﴾ (23/المؤمنون:20) ''اور ایک درخت، وہ نکلتا ہے طور سینا سے، اگتا ہے روغن کے ساتھ۔''
	نَبَاتٌ	اسم ذات بھی ہے۔ زمین سے اگنے والی چیزیں۔ ﴿وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ﴾ (7/الاعراف:58) ''اور پاک شہر، نکلتا ہے اس کا سبزہ اس کے رب کی اجازت سے۔''

(افعال) اِنْبَاتًا اگانا۔ بڑھانا۔ ﴿وَ اَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ﴾ (27/النمل:60) ''اور اس نے اتارا تمہارے لیے آسمان سے کچھ پانی پھر اس نے اگائے اس سے باغات۔''
202

د ن و

(ن۔س) دُنُوًّا (۱) قریب ہونا۔ نزدیک ہونا۔ (۲) اچھا ہونا۔ بہتر ہونا۔ (یعنی بھلائی کے نزدیک ہونا)۔ (۳) کم تر ہونا۔ حقیر ہونا (کیونکہ گھر کی مرغی دال برابر ہو جاتی ہے)۔ ﴿ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۙ﴾ (53/النجم:8) ''پھر وہ قریب ہوئے پھر وہ آگے بڑھے۔''

دَانٍ مؤنث دَانِيَةٌ۔ فَاعِلٌ کے وزن پر اسم الفاعل ہے۔ قریب ہونے والا۔ ﴿وَ جَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ۚ﴾ (55/الرحمٰن:54) ''اور دونوں باغوں کے میوے قریب ہونے والے یعنی جھکے ہوئے۔'' ﴿فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۙ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ﴾ (69/الحاقہ:22۔23) ''ایک بلند باغ میں ہے جس کے خوشے قریب ہونے والے ہیں یعنی جھکے ہوئے ہوں گے۔''

اَدْنٰى افعل التفضیل ہے۔ (۱) زیادہ قریب۔ (۲) زیادہ بہتر۔ (۳) زیادہ حقیر۔ ﴿غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۙ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ﴾ (30/الروم:2-3) ''مغلوب ہوئے روم والے قریب کی زمین میں۔'' ﴿ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۭ﴾ (33/الاحزاب:59) ''یہ سب سے بہتر ہے کہ وہ خواتین پہچانی جائیں تو ستائی نہ جائیں۔'' ﴿يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى﴾ (7/الاعراف:169) ''وہ لوگ لیتے ہیں اس کم ترین جگہ کا سامان۔''

اَلدُّنْيَا لفظ دُنْيَا دراصل افعل التفضیل میں مؤنث کے صیغے فُعْلٰی کے وزن پر ہے۔ قرآن مجید میں اسے معرّف باللام استعمال کیا گیا ہے۔ کیونکہ اصطلاحاً اس سے مراد زمین اور زمینی زندگی ہے۔ ﴿لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ﴾ (2/البقرہ:114) ''ان کے لیے ہے دنیا میں رسوائی۔''

(افعال) اِدْنَاءً قریب کرنا۔ ﴿يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ۭ﴾ (33/الاحزاب:59) ''کہ وہ خواتین قریب کریں اپنے اوپر اپنی اوڑھنیوں میں سے۔''

م ص ر

(ن) مَصْرًا کسی دو چیزوں کے درمیان حد ہونا۔
مِصْرٌ اگر معرب ہو تو اس کا مطلب ہے کوئی بھی فصیل والا شہر۔ آیت زیر مطالعہ۔
مِصْرُ اگر غیر منصرف ہو تو اس کا مطلب ہے ملک مصر ﴿يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ﴾ (43/الزخرف:51) ''اے میری قوم کیا میرے لیے نہیں ہے مصر کا ملک۔''

س ء ل

(ف) سُؤَالًا سوال کرنا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ پھر زیادہ تر دو معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ (۱) کسی سے کوئی چیز مانگنا۔ اس کے دو مفعول آتے ہیں۔ کس سے مانگا اور کیا مانگا؟ اور دونوں مفعول بنفسہ آتے ہیں۔ جیسے سَئَلْتُ اللّٰهَ نِعْمَةً ''میں نے مانگی اللہ سے ایک نعمت۔''
(۲) کسی سے کسی چیز کے بارے میں پوچھنا یعنی معلومات مانگنا۔ جس سے پوچھا جائے وہ مفعول بنفسہ آتا ہے اور جس کے بارے میں پوچھا جائے اس کے ساتھ عَنْ کا صلہ آتا ہے۔ جیسے

سَئَلۡتُ زَیۡدًا عَنۡ مَحۡمُوۡدٍ (میں نے پوچھا زید سے محمود کے بارے میں)۔ ﴿فَمَا سَاَلۡتُكُمۡ مِّنۡ اَجۡرٍ﴾ (10/یونس:72) ''(تو میں نہیں مانگتا تم لوگوں سے کسی قسم کا کوئی بھی بدلہ)۔ ﴿اِنۡ سَاَلۡتُكَ عَنۡ شَیۡءٍۭ بَعۡدَهَا فَلَا تُصٰحِبۡنِیۡ﴾ (18/الکہف:76) ''اگر میں پوچھوں آپؑ سے کسی چیز کے بارے میں اس کے بعد تو آپؑ میرے ساتھ نہ رہیں۔''

اِسۡئَلۡ فعل امر ہے۔ تو مانگ۔ تو پوچھ۔ قرآن مجید میں یہ زیادہ تر جملہ کے درمیان میں مَاقبل سے ملا کر لکھا گیا ہے اور همزة الوصل گرا کر فَسۡئَلۡ یا وَسۡئَلۡ آیا ہے۔ دو جگہ جملہ کے شروع میں آیا ہے وہاں مادہ کا ھمزہ بھی گرا کر صرف سَلۡ آیا ہے۔ ﴿وَ سۡئَلُوۡا مَاۤ اَنۡفَقۡتُمۡ وَ لۡیَسۡئَلُوۡا مَاۤ اَنۡفَقُوۡا﴾ (60/ممتحنہ:10) ''اور تم لوگ مانگو جو تم نے خرچ کیا اور چاہیے کہ وہ لوگ مانگیں جو انہوں نے خرچ کیا۔'' ﴿فَسۡئَلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ اِنۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ﴾ (16/النحل:43) ''پس تم لوگ پوچھو یادداشت والوں سے اگر تم نہیں جانتے۔'' ﴿سَلۡ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ كَمۡ اٰتَیۡنٰهُمۡ مِّنۡ اٰیَةٍۭ بَیِّنَةٍ﴾ (2/البقرہ:211) ''تو پوچھ بنی سے ہم نے دیں ان کو کتنی ہی روشن نشانیاں۔''

سَآئِلٌ اسم الفاعل ہے۔ مانگنے والا۔ پوچھنے والا۔ ﴿وَ فِیۡۤ اَمۡوَالِهِمۡ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَ الۡمَحۡرُوۡمِ﴾ (51/الذریات:19) ''اور ان کے اموال میں ایک حق ہے مانگنے والوں کے لیے اور محروم کے لیے۔'' ﴿لَقَدۡ كَانَ فِیۡ یُوۡسُفَ وَ اِخۡوَتِهٖۤ اٰیٰتٌ لِّلسَّآئِلِیۡنَ﴾ (12/یوسف:7) ''یقینا یوسفؑ اور ان کے بھائیوں میں کچھ نشانیاں ہیں پوچھنے والوں کے لیے۔''

مَسۡئُوۡلٌ اسم المفعول ہے۔ مانگا جانے والا۔ پوچھا جانے والا۔ ﴿اِنَّ السَّمۡعَ وَ الۡبَصَرَ وَ الۡفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنۡهُ مَسۡئُوۡلًا﴾ (17/بنی اسرائیل:36) ''یقیناً سماعت اور بصارت اور تفقہہ، ان سب کے بارے میں پوچھا جانے والا ہے۔''

سُؤۡلٌ اسم ذات ہے۔ درخواست، التجا۔ ﴿قَدۡ اُوۡتِیۡتَ سُؤۡلَكَ﴾ (20/طٰہٰ:36) ''تجھ کو دی گئی تیری التجا۔''

(تفاعل) **تَسَآؤُلًا** باہم ایک دوسرے سے پوچھنا۔ ﴿عَمَّ یَتَسَآءَلُوۡنَ﴾ (78/النبا:1) ''کس چیز کے بارے میں یہ لوگ ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں۔''

ذ	ل	ل

(ض) **ذَلَالَةٌ** (۱) نرم خو ہونا۔ (۲) تابعدار یا مطیع ہونا۔ (۳) ذلیل و خوار ہونا۔ ﴿لَوۡ لَاۤ اَرۡسَلۡتَ اِلَیۡنَا رَسُوۡلًا فَنَتَّبِعَ اٰیٰتِكَ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ نَّذِلَّ وَ نَخۡزٰی﴾ (20/طٰہٰ:134) ''کیوں نہ بھیجا تو نے ہماری طرف کوئی رسول تاکہ ہم پیروی کرتے تیری نشانیوں کی اس سے پہلے کہ ہم ذلیل ہوتے اور رسوا ہوتے۔''

ذُلٌّ اسم ذات ہے۔ نرمی۔ تابعداری۔ ﴿وَ اخۡفِضۡ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَةِ﴾ (17/بنی اسرائیل:24) ''اور تو بچھا ان دونوں کے لیے یعنی والدین کے لیے تابعداری کے بازو رحمت سے۔''

ذِلَّةٌ اسم ذات ہے۔ ذلت۔ خواری۔ آیت زیر مطالعہ۔

ذَلِیۡلٌ ج اَذِلَّةٌ۔ فَعِیۡلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ نرم یا مہربان۔ ذلیل۔ ﴿اَذِلَّةٍ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَعِزَّةٍ عَلَی الۡكٰفِرِیۡنَ﴾ (5/المائدہ:54) ''مومنوں پر نرم، کافروں پر سخت۔'' ﴿لَنُخۡرِجَنَّهُمۡ مِّنۡهَاۤ اَذِلَّةً﴾ (27/النمل:37) ''ہم لازماً نکالیں گے ان کو اس میں سے ذلت کی حالت میں۔''

اَذَلُّ افعل التفضیل ہے۔ زیادہ ذلیل۔ ﴿لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ﴾ (63/المنافقون:8) ''لازماً نکالے گا زیادہ رتبہ والا اس میں سے زیادہ ذلت والے کو۔''

ذَلُوْلٌ فَعُوْلٌ کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے۔ ج ذُلُلٌ بہت یادہ تابعدار کیا ہوا۔ سدھایا ہوا۔ ﴿اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ﴾ (2/البقرہ:71) ''بے شک وہ ایک گائے ہے، نہیں سدھائی گئی کہ وہ جوتے زمین کو۔''

ب	و	ء

(ن) **بَوْءٌ** لوٹنا۔ (اس میں رہائش گاہ کی طرف لوٹنے کا مفہوم ہے)۔ ﴿اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ﴾ (3/آل عمران:162) ''تو کیا جس نے پیروی کی اللہ کی رضا کی وہ اس کی مانند ہے جو لوٹا اللہ کے غصہ کے ساتھ۔''

(تفعیل) **تَبْوِئَةً** (۱) کسی کو ٹھہرانا۔ اقامت دینا۔ (۲) مکان بنانا۔ جگہ کی نشاندہی کرنا (اس مفہوم میں عموماً لام کا صلہ آتا ہے)۔ ﴿وَ الَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً﴾ (16/النحل:41) ''اور جن لوگوں نے ہجرت کی اللہ کی راہ میں اس کے بعد کہ جوان پر ظلم کیا گیا، تو ہم لازماً ٹھکانہ دیں گے ان کو دنیا میں اچھا۔'' ﴿وَ اِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ﴾ (22/الحج:26) ''اور جب ہم نے نشاندہی کی ابراہیمؑ کے لیے اس گھر کی جگہ کی۔''

مُبَوَّءٌ اسم المفعول ہے جو ظرف کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ ٹھکانہ۔ اقامت کی جگہ۔ ﴿وَ لَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ﴾ (10/یونس:93) ''اور یقیناً ہم نے ٹھکانہ دیا ہے بنو اسرائیل کو، سچائی کا ٹھکانہ۔''

(تفعّل) **تَبَوُّءٌ** اقامت اختیار کرنا۔ ﴿وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ﴾ (12/یوسف:56) ''اور اس طرح ہم نے اختیار دیا یوسفؑ کو اس زمین میں یعنی ملکِ مصر میں کہ وہ اقامت اختیار کریں اس میں جہاں وہ چاہیں۔''

ن	ب	و

(ن) **نَبْوَةً** معاشرتی گہما گہمی سے دور ہونا۔ معاشرتی رواج کے مطابق نہ ہونا۔ بلند و بالا ہونا (کردار کے لحاظ سے)۔

نَبِيٌّ ج اَنْبِيَاءُ۔ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ بلند و بالا۔ اعلیٰ و ارفع۔ ہمیشہ اور ہر حال میں رفعت والا یعنی نبی۔ ﴿اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِيْ نَبِيًّا﴾ (19/مریم:30) ''بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے دی مجھ کو کتاب اور اس نے بنایا مجھے ایک نبی۔'' ﴿فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ﴾ (2/البقرہ:91) ''تو کیوں تم لوگ قتل کرتے تھے اللہ کے نبیوں کو اس سے پہلے۔''

نُبُوَّةٌ اسم ذات ہے۔ بلندی۔ سرفرازی۔ نبوت۔ ﴿اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ﴾ (6/الانعام:89) ''یہ لوگ ہیں جن کو ہم نے دی کتاب اور حکم اور نبوت۔''

ع	ص	ی

(ض) **عَصْيًا** حکم عدولی کرنا۔ نافرمانی کرنا۔ ﴿فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ وَ مَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

202
(14/ابراہیم: 36) ”پس جس نے پیروی کی میری تو بے شک وہ مجھ سے ہے اور جس نے نافرمانی کی میری تو یقیناً تو بے انتہا بخشنے والا، ہر حال میں رحم کرنے والا ہے۔“

یَعۡصِ مضارع مجزوم ہے۔ ﴿مَنۡ یَّعۡصِ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیۡنًا﴾ (33/الاحزاب: 36) ”اور جو نافرمانی کرتا ہے اللہ کی اور اس کے رسول کی تو وہ بھٹک گیا ہے کھلی گمراہی میں۔“

عَصِیٌّ فَعِیۡلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ نافرمان۔ حکم عدولی کرنے والا (اس میں ہمیشہ یا مسلسل نافرمانی کرنے کا مفہوم ہے)۔ ﴿اِنَّ الشَّیۡطٰنَ کَانَ لِلرَّحۡمٰنِ عَصِیًّا﴾ (19/مریم: 44) ”بے شک شیطان رحمٰن کا نافرمان ہے۔“

مَعۡصِیَتٌ اسم ذات ہے۔ نافرمانی۔ حکم عدولی۔ ﴿فَلَا تَتَنَاجَوۡا بِالۡاِثۡمِ وَ الۡعُدۡوَانِ وَ مَعۡصِیَتِ الرَّسُوۡلِ﴾ (58/المجادلہ: 9) ”تو تم لوگ باہم مشورہ مت کرو گناہ کا اور سرکشی کا اور ان رسول ﷺ کی نافرمانی کا۔“

ترکیب

فَادۡعُ فعل امر ہے۔ اس کا جواب امر ہونے کی وجہ سے یُخۡرِجۡ مجزوم ہوا ہے۔ تُنۡۢبِتُ کا فاعل اَلۡاَرۡضُ ہے اور اس کا مفعول محذوف ہے جو شَیۡئًا ہو سکتا ہے۔ مِنۡ بیانیہ ہے جو تفصیل یا وضاحت کے لیے آتا ہے۔ اس آیت میں یہ مفعول محذوف شَیۡئًا کی تفصیل بتا رہا ہے۔ بَقۡلِھَا سے بَصَلِھَا تک ھَا کی ضمیریں اَلۡاَرۡضُ کے لیے ہیں۔ فَاِنَّ کا اسم مَاسَاَلۡتُمۡ ہے۔ اس کی خبر مَوۡجُوۡدٌ محذوف ہے اور لَکُمۡ قائم مقام خبر مقدم ہے۔ بَآءُوۡ جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے۔ اس کے واو الجمع کا الف خلاف قاعدہ گرا ہوا ہے۔

ترجمہ

وَ اِذۡ قُلۡتُمۡ	یٰمُوۡسٰی	لَنۡ نَّصۡبِرَ	عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ
اور جب کہا تم لوگوں نے	اے موسیٰؑ	ہم ہرگز صبر نہیں کریں گے	کسی ایک کھانے پر

فَادۡعُ	لَنَا	رَبَّکَ	یُخۡرِجۡ لَنَا	مِمَّا
پس آپ علیہ السلام پکاریئے	ہمارے لیے	اپنے رب کو	کہ وہ نکالے ہمارے لیے	اس میں سے جو

تُنۡۢبِتُ	الۡاَرۡضُ	مِنۡ	بَقۡلِهَا	وَ قِثَّآئِهَا	وَ فُوۡمِهَا
اگاتی ہے	زمین	جیسے کہ	اس کی سبزی	اور اس کی ککڑی	اور اس کا گندم

وَ عَدَسِهَا	وَ بَصَلِهَا	قَالَ	اَتَسۡتَبۡدِلُوۡنَ
اور اس کی مسور	اور اس کی پیاز	انہوںؑ نے کہا	کیا تم لوگ تبدیلی میں چاہتے ہو

الَّذِیۡ هُوَ اَدۡنٰی	بِالَّذِیۡ هُوَ خَیۡرٌ	اِهۡبِطُوۡا	مِصۡرًا	فَاِنَّ
اس کو جو کمتر ہے	اس کے بدلے جو بہتر ہے	تم لوگ اترو	کسی شہر میں	تو یقیناً

لَکُمۡ	مَّا سَاَلۡتُمۡ	وَ ضُرِبَتۡ عَلَیۡهِمُ	الذِّلَّةُ	وَ الۡمَسۡکَنَةُ
تمہارے لیے ہے	وہ جو تم نے مانگا	اور ان پر تھوپ دی گئی	ذلت	اور محتاجی

202

وَ بَآءُوْ	بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ	ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ
اور وہ لوگ لوٹے	اللہ کے غضب کے ساتھ	یہ اس لیے کہ وہ لوگ

كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ	بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	وَ يَقْتُلُوْنَ	النَّبِيّٖنَ	بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ
انکار کیا کرتے تھے	اللہ کی آیات کا	اور قتل کیا کرتے تھے	نبیوں کو	حق کے بغیر

ذٰلِكَ بِمَا	عَصَوْا	وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ
یہ اس سبب سے جو	انہوں نے نافرمانی کی	اور جو وہ حد سے تجاوز کیا کرتے تھے

نوٹ۔1

اس آیت کی لغت میں الفاظ بقل۔ قثّاء۔ فوم۔ عدس اور بصل کے مادوں کی وضاحت نہیں کی گئی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ان مادوں سے کوئی اور لفظ قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا ہے۔اور یہ الفاظ بھی صرف اسی آیت میں آئے ہیں۔اس لیے ترجمہ میں ان کے معانی دے دیے گئے ہیں۔

نوٹ۔2

آیت نمبر 46 کی ترکیب میں آپ کو بتایا گیا تھا کہ لفظ مُلٰقُوْا میں الف کا اضافہ خلافِ قاعدہ ہے۔اب آپ کو بتایا گیا ہے کہ لفظ بَآءُوْ میں الف خلافِ قاعدہ محذوف ہے۔ اس مسئلہ کو سمجھ لیں۔ ابتداءً جب قرآن مجید لکھا گیا تو کچھ الفاظ اس طرح نہیں لکھے گئے جیسے عام عربی میں لکھے جاتے ہیں۔مثلاً صَلَاةٌ کے بجائے صَلٰوةٌ۔ اسی طرح واوالجمع کا لفظ بعض مقامات پر یا تو خلافِ قاعدہ لکھا گیا ہے یا محذوف ہے۔اب یہ تحقیق و تفتیش کہ ایسا کیوں ہوا، ایک ایسی سعی ہے جس کا حاصل کچھ نہیں ہے۔البتہ اس حوالہ سے جو بات سمجھنے اور ذہن نشین کرنے کی ہے وہ یہ ہے کہ ابتداءً قرآن مجید جس طرح لکھا گیا تھا، آج تک اسے اسی طرح لکھا جا رہا ہے۔اصول یہ ہے کہ قرآن مجید میں جس مقام پر جو لفظ جس طرح لکھا ہے، اس مقام پر وہی قرآن کا درست املا ہے۔کسی لفظ کو مروجہ عربی کے مطابق لکھنا یا کسی خلافِ قاعدہ لفظ کو درست کر کے قاعدے کے مطابق لکھنا قرآن مجید کا غلط املا شمار کیا جاتا ہے۔جیسے تَتَذَكَّرُوْنَ اور تَذَكَّرُوْنَ ایک ہی لفظ ہے اور اسے دونوں طرح لکھنا درست ہے۔لیکن قرآن مجید میں جس مقام پر تَتَذَكَّرُوْنَ لکھا ہے وہاں تَذَكَّرُوْنَ لکھنا اور پڑھنا غلط ہے اور جہاں تَذَكَّرُوْنَ لکھا ہے وہاں تَتَذَكَّرُوْنَ لکھنا اور پڑھنا غلط ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے بزرگوں کے درجات بلند فرمائے جنہوں نے اتنے غیر لچکدار (RIGID) اصول وضع کر کے قرآن مجید کو تحریف سے محفوظ رکھنے کا انتظام کیا۔

نوٹ۔3

لفظ نبی کا مسئلہ بھی سمجھ لیں۔مادہ ''ن ب ء'' سے فَعِيْلٌ کے وزن پر لفظ نَبِيْءٌ بنتا ہے۔اس کے معنی ہیں ہمیشہ اور ہر حال میں خبر دینے والا۔جبکہ مادہ ''ن ب و'' سے فَعِيْلٌ کے وزن پر لفظ نَبِيٌّ بنتا ہے۔اس کے معنی ہیں ہمیشہ اور ہر حال میں اعلیٰ و ارفع۔اب نوٹ کر لیں کہ کسی نبی کے لیے قرآن مجید میں لفظ نَبِيْءٌ استعمال نہیں ہوا بلکہ نَبِيٌّ آیا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے کہا یَا نَبِیْءَ اللّٰهِ، تو آپؐ نے ان کی اصلاح کرتے ہوئے فرمایا: ''لَسْتُ بِنَبِيْءِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ نَبِيُّ اللّٰهِ۔'' اب عربی میں نَبِيْءٌ کا لفظ جھوٹے مدعی نبوت کے لیے آتا ہے۔جیسے تَنَبَّأَ مُسَيْلَمَةُ (جھوٹا دعویٰ کیا مسیلمہ نے)۔

202

آیت نمبر(2/البقرہ:62)

﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ الَّذِیۡنَ هَادُوۡا وَ النَّصٰرٰی وَ الصّٰبِـِٕیۡنَ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ۚ وَ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَ لَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۶۲﴾﴾

ھ و د

(ن) **هَوۡدًا** (۱) غلطی تسلیم کر کے درست بات کی طرف لوٹنا۔ حق کی طرف لوٹنا۔ (۲) یہودی ہونا۔ ﴿اِنَّا هُدۡنَاۤ اِلَیۡكَ ؕ﴾ (7/الاعراف:156) ''یقینا ہم لوٹے تیری طرف۔'' ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ هَادُوۡۤا اِنۡ زَعَمۡتُمۡ اَنَّكُمۡ اَوۡلِیَآءُ لِلّٰهِ مِنۡ دُوۡنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الۡمَوۡتَ﴾ (62/جمعہ:6) ''اے لوگو جو یہودی ہوئے اگر تم کو زعم ہے کہ تم لوگ اللہ کے دوست ہو، دوسروں کے سوا، تو تم لوگ تمنا کرو موت کی۔''

هُوۡدٌ یہ صفت هَائِدٌ کی جمع ہے یعنی رجوع کرنے والا۔ قرآن مجید میں یہ اسم علم کے طور پر آیا ہے۔ (۱) بنو اسرائیل کا فرد۔ یہودی۔ (۲) حضرت ھود علیہ السلام کا نام۔ ﴿وَ قَالُوۡا كُوۡنُوۡا هُوۡدًا اَوۡ نَصٰرٰی تَهۡتَدُوۡا ؕ﴾ (2/البقرہ:135) ''اور ان لوگوں نے کہا کہ تم لوگ ہو جاؤ یہودی یا عیسائی تو تم لوگ ہدایت پاؤ گے۔'' ﴿كَذَّبَتۡ عَادُ ۨالۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۱۲۳﴾ۚۖ اِذۡ قَالَ لَهُمۡ اَخُوۡهُمۡ هُوۡدٌ اَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۱۲۴﴾ۚ﴾ (26/الشعراء:123۔124) ''جھٹلایا قوم عاد نے بھیجے ہوؤں کو یعنی رسولوں کو۔ جب کہا ان سے ان کے بھائی ھودؑ نے کہ تم لوگ اللہ کی ناراضگی سے کیوں نہیں ڈرتے۔''

ص ب ء

(ف) **صَبَاً** مذہب تبدیل کرنا۔ بے دین ہونا۔

صَابِئٌ ج صَابِـُٔوۡنَ۔ اسم الفاعل ہے۔ مذہب تبدیل کرنے والا۔ بے دین ہونے والا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ء ج ر

(ن) **اَجۡرًا** مزدوری دینا۔ مزدوری لینا یعنی کسی کی مزدوری کرنا۔ ﴿اِنِّیۡۤ اُرِیۡدُ اَنۡ اُنۡكِحَكَ اِحۡدَی ابۡنَتَیَّ هٰتَیۡنِ عَلٰۤی اَنۡ تَاۡجُرَنِیۡ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ ۚ﴾ (28/القصص:27) ''بے شک میں ارادہ کرتا ہوں کہ میں نکاح کر دوں تجھ سے دو میں سے اپنی ایک بیٹی کا، اس پر کہ تو مزدوری کرے میری آٹھ برس)۔

اَجۡرٌ ج اُجُوۡرٌ۔ اسم ذات بھی ہے۔ کسی کام کا بدلہ۔ اجرت۔ مزدوری۔ یہ دنیا اور آخرت، دونوں جگہ کے بدلے کے لیے آتا ہے لیکن صرف اچھے بدلے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ برے بدلے کے لئے نہیں آتا۔ جبکہ لفظ جزاء اچھے اور برے، دونوں طرح کے بدلے کے لیے آتا ہے۔ ﴿وَ لَاَجۡرُ الۡاٰخِرَةِ اَكۡبَرُ ۘ لَوۡ كَانُوۡا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴۱﴾ۙ﴾ (16/النحل:41) ''اور یقیناً آخرت کا بدلہ سب سے بڑا ہے کاش یہ لوگ جانتے ہوتے۔'' ﴿اُولٰٓئِكَ سَوۡفَ یُؤۡتِیۡهِمۡ اُجُوۡرَهُمۡ ؕ﴾ (4/النساء:152) ''یہ لوگ ہیں، وہ عنقریب دے گا ان کو ان کے بدلے۔''

(استفعال)

اِسْتِئْجَارًا — کسی کو مزدوری پر رکھنا۔ ﴿اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ﴾ (28/ القصص: 26) ’’یقیناً 202 وہ بہتر ہے جس کو آپ نے مزدوری پر رکھا۔‘‘

اِسْتَأْجِرْ — فعل امر ہے۔ تو مزدوری پر رکھ۔ ﴿قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ﴾ (28/ القصص: 26) ’’کہا دو میں کی ایک نے اے میرے والد! آپ مزدوری پر رکھیں اس کو۔‘‘

ترکیب

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے اَلصَّابِئِيْنَ تک پورا جملہ اِنَّ کا اسم ہے۔ مَنْ اٰمَنَ سے عَمِلَ صَالِحًا تک جملہ شرطیہ ہے۔ فَلَهُمْ سے يَحْزَنُوْنَ تک جواب شرط ہے۔ یہ شرط اور جوابِ شرط مل کر اِنَّ کی خبر ہیں۔

مَنْ اٰمَنَ کے بعد مِنْهُمْ محذوف ہے۔ مَنْ اصلاً واحد لفظ ہے لیکن جمع کے معنی بھی دیتا ہے اور یہاں جمع کے معنی میں آیا ہے۔ اس لیے لفظی رعایت کے تحت اٰمَنَ واحد کا صیغہ آیا ہے پھر معنوی رعایت کے تحت جواب شرط لَهُمْ میں جمع کی ضمیر هُمْ آئی ہے۔

ترجمہ

اِنَّ الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَالَّذِيْنَ	هَادُوْا	وَالنَّصٰرٰى
بے شک جو لوگ	ایمان لائے	اور وہ لوگ جو	یہودی ہوئے	اور نصرانی ہوئے

وَالصّٰبِئِيْنَ	مَنْ اٰمَنَ	بِاللّٰهِ	وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
اور صابئی ہوئے	ان میں سے جو ایمان لایا	اللہ پر	اور آخری دن پر

وَعَمِلَ صَالِحًا	فَلَهُمْ	اَجْرُهُمْ	عِنْدَ رَبِّهِمْ	وَلَا خَوْفٌ
اور عمل کیے نیک	تو ان کے لیے ہے	ان کا اجر	ان کے رب کے پاس	اور کچھ خوف نہیں ہے

عَلَيْهِمْ	وَلَا هُمْ	يَحْزَنُوْنَ
ان پر	اور نہ ہی وہ لوگ	پچھتائیں گے

نوٹ۔1

صابئی ایک قدیم فرقہ تھا جس کا حضرت ابراہیمؑ کے زمانے میں بہت زور تھا۔ شہر بابل اور نینویٰ کے لوگ بھی یہی مذہب رکھتے تھے۔ یہ لوگ اللہ کو مانتے تھے لیکن ان کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ بندہ بہت عاجز ہے اور اللہ تعالیٰ تک اس کی رسائی ممکن نہیں ہے۔ اس لیے اللہ کی پرستش اس کے مظاہر کی پرستش کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ بعد میں یہ لوگ بہت سارے فرقوں میں بٹ گئے۔ چنانچہ ستارہ پرستی، سورج پرستی، آتش پرستی، محبت کے دیوتا، دولت کی دیوی، اور دیگر دیوی و دیوتا کی پرستش، یہ سب اسی فلسفہ فکر کے شاخسانے ہیں۔
یہ لوگ حضرت نوحؑ کے پیروکاروں کی نسل سے تھے اور ان کے دین سے بھٹک گئے تھے، اس لحاظ سے ان کو صابئی یعنی بے دین کہا گیا۔

نوٹ۔2

’’سمجھے کم پڑھے زیادہ‘‘ قسم کے لوگ اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ آخرت کے ثواب کے لیے حضور صلی اللہ

علیہ وسلم پر ایمان لانا اور قرآن وسنت کے مطابق عمل کرنا لازمی نہیں ہے۔ آدمی کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو، اگر وہ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور نیک عمل کرتا ہے تو آخرت میں اسے ثواب ملے گا۔

اس ضمن میں پہلی بات یہ ہے کہ قرآن مجید کی کسی آیت کو اس کے سیاق وسباق اور اُسی موضوع پر دوسری آیات سے الگ کر کے کوئی اصول وضع کرنا نیت کے فتور کی غمازی کرتا ہے۔ کیونکہ اس طرح تو قرآن مجید سے ثابت کیا جاسکتا ہے کہ نماز کے قریب بھی مت پھٹکو۔ تو کیا اللہ کا حکم یہی ہے؟ آیت زیرِ مطالعہ کے سیاق وسباق اور اس مسئلہ سے متعلق دیگر آیات کے حوالے سے بحث کرنے کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔ دلچسپی رکھنے والے طلبا اس کے لیے تدبرِ قرآن کا مطالعہ کرلیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ سیاق وسباق اور دیگر آیات سے الگ کر کے بھی اس آیت پر اگر غور کیا جائے تب بھی اس کا وہ مطلب نہیں ہے جو ہمارے دانشور نکالتے ہیں۔ درست مطلب تک رسائی حاصل کرنے کے لیے ہمیں فیصلہ کرنا ہوگا کہ اس آیت میں ''عملِ صالح'' کس عمل کے لیے آیا ہے۔ وہ عمل جسے لوگ اچھا سمجھتے ہیں یا وہ عمل جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا ہے؟ اس سوال کے جواب میں دو آراء ممکن نہیں ہیں کیونکہ اس کے اجر کے لیے آگے عِنۡدَ رَبِّهِمۡ کے الفاظ آئے ہیں۔ اصول یہ ہے کہ اللہ کے یہاں کسی عمل کے مقبول ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اللہ اور آخرت پر ایمان کے ساتھ نبیؐ وقت پر ایمان ہو اور عمل اس کی شریعت کے مطابق ہو۔ اسی بات کو اس آیت میں عملِ صالحاً کہا گیا ہے۔

اس لیے اس آیت کا درست مطلب یہ ہے کہ ''ہر نبی کا تابعدار اس کا ماننے والا ایماندار اور صالح ہے اور خدا کے یہاں نجات پانے والا ہے لیکن جب دوسرا نبی آیا اور اس نے اس کا انکار کیا تو کافر ہو جائے گا۔'' چونکہ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کے لیے نبیؐ وقت ہیں، اس لیے انؐ کی رسالت کی تصدیق اور ان کی سنت کی پیروی کے بغیر کوئی بھی عمل اللہ کے یہاں مقبول نہیں ہے، خواہ دانشوروں کو وہ کتنا بھی اچھا لگے۔ آیت کا یہ مطلب بیان کر کے ابنِ کثیرؒ نے یہ آیت سند کے طور پر پیش کی ہے۔ ''جو تلاش کرتا ہے غَيۡرَ اسلام کو بطور دین کے، تو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اس سے، اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہے۔'' (3/آل عمران:85)

آیت نمبر (2/البقرہ:63)

﴿وَ اِذۡ اَخَذۡنَا مِيۡثَاقَكُمۡ وَ رَفَعۡنَا فَوۡقَكُمُ الطُّوۡرَ ؕ خُذُوۡا مَاۤ اٰتَيۡنٰكُمۡ بِقُوَّةٍ وَّ اذۡكُرُوۡا مَا فِيۡهِ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ ﴿۶۳﴾﴾

ر ف ع

(ف) رَفَعۡنَا: اٹھانا۔ بلند کرنا۔ ﴿وَ رَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ ؕ﴾ (94/اَلَمۡ نَشۡرَحۡ:4) ''اور ہم نے بلند کیا آپؐ کے لیے آپؐ کے ذکر کو۔''

رَفِيۡعٌ: فَعِيۡلٌ کا وزن ہے اسم الفاعل کے معنی میں۔ اٹھانے والا۔ بلند کرنے والا۔ ﴿رَفِيۡعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الۡعَرۡشِ ۚ﴾ (40/مومن:15) ''درجات کا بلند کرنے والا، عرش والا۔''

رَافِعٌ: اسم الفاعل ہے۔ اٹھانے والا۔ بلند کرنے والا۔ ﴿اِذۡ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيۡسٰۤى اِنِّىۡ مُتَوَفِّيۡكَ وَ

رَافِعُكَ اِلَيَّ ﴾ (3/ آل عمران: 55) ''جب کہا اللہ نے اے عیسیٰؑ! میں پورا پورا لیے202 ہوں آپؑ کو اور اٹھانے والا ہوں آپؑ کو اپنی طرف۔'' ﴿ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ﴾ (56/ الواقعہ: 3) ''پست کرنے والی، بلند کرنے والی۔''

مَرْفُوْعٌ اسم المفعول ہے۔ بلند کیا ہوا۔ ﴿ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ﴾ (52/ الطور: 5) ''قسم ہے بلند کی ہوئی چھت یعنی آسمان کی۔'' ﴿ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ﴾ (80/ عبس: 13۔14) ''عزت دیے ہوئے، بلند کیے ہوئے، پاک کیے ہوئے صحیفوں میں۔''

ق و ی

(س) **قُوَّةٌ** طاقت ور ہونا۔ کسی کام کی قدرت رکھنا۔

قَوًى بھوکا ہونا۔

قُوَّةٌ اسم ذات بھی ہے۔ طاقت۔ عمل کی قدرت۔ ﴿ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ ﴾ (7/ الاعراف: 145) ''پس آپؑ پکڑیں اس کو عمل کی قدرت کے ساتھ۔''

قَوِيٌّ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ طاقتور۔ قدرت والا۔ ﴿ وَ اِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ﴾ (27/ النمل: 39) ''اور یقیناً میں اس پر قدرت رکھنے والا، امانت دار ہوں۔''

قُوًى صفت ہے۔ طاقتور۔ قدرت والا۔ ﴿ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ﴾ (53/ النجم: 5) ''ان کو علم دیا انتہائی قدرت والے نے۔''

(افعال) **اِقْوَاءٌ** محتاج ہونا۔ ضرورت مند ہونا۔

مُقْوِيْ اسم الفاعل ہے۔ بطور صفت آتا ہے۔ محتاج۔ ضرورتمند۔ ﴿ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّ مَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ﴾ (56/ الواقعہ: 73) ''ہم نے بنایا اس کو یاد دہانی اور برتنے کا سامان ضرورتمندوں کے لیے۔''

ترکیب

وَرَفَعْنَا کا فاعل اس میں شامل نَحْنُ کی ضمیر ہے۔ اور اَلطُّوْرَ اس کا مفعول ہے۔ جبکہ فَوْقَكُمْ میں فَوْقَ ظرف ہونے کی وجہ سے نصب میں ہے۔ خُذُوْا سے پہلے قُلْنَا محذوف ہے اور خُذُوْا میں شامل اَنْتُمْ ضمیر فاعلی کا حال بِقُوَّةٍ ہے۔ وَاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ میں فِيْهِ کی ضمیر مَآ اٰتَيْنٰكُمْ کے لیے ہے۔

ترجمہ

وَ اِذْ اَخَذْنَا	مِيْثَاقَكُمْ	وَ رَفَعْنَا	فَوْقَكُمُ	الطُّوْرَ
اور جب لیا ہم نے	پختہ وعدہ تم لوگوں سے	اور بلند کیا ہم نے	تمہارے اوپر	طور کو

خُذُوْا	مَآ	اٰتَيْنٰكُمْ	بِقُوَّةٍ	وَّ اذْكُرُوْا
کہ تم لوگ پکڑو	اس کو جو	ہم نے دیا تم کو	عمل کی قدرت کے ساتھ	اور تم لوگ یاد رکھو

مَا	فِيْهِ	لَعَلَّكُمْ	تَتَّقُوْنَ
اس کو جو	اس میں ہے	شائد کہ تم لوگ	اللہ کی ناراضگی سے بچو

آیت نمبر (2/البقرہ:64) 202

﴿ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٦٤﴾﴾

و ل ی

(ح) وَلَايَةً اور وِلَايَةً کسی سے محبت ہونا۔ واسطہ یا سروکار رہنا۔

وَلْيًا فاصلہ کے بغیر کسی کے پیچھے جانا۔ متصل ہونا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ متعدد معانی میں آتا ہے۔ مثلاً (١) قریب ہونا۔ (٢) پشت پناہ یا حمایتی ہونا۔ (٣) بگڑی بنانے والا یعنی کارساز ہونا۔ وغیرہ۔ ﴿قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ﴾ (9/التوبہ:123) ''تم لوگ قتال کرو ان لوگوں سے جو نزدیک ہیں تمہارے، کافروں میں سے۔''

وَالٍ فَاعِلٌ کے وزن پر اسم الفاعل ہے جو بطور صفت آتا ہے۔ حمایت کرنے والا یعنی حمایتی۔ ﴿وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿١١﴾﴾ (13/الرعد:11) ''اور نہیں ہے ان کے لیے اس کے سوا یعنی اللہ کے سوا کوئی حمایتی۔''

وَلِيٌّ ج اَوْلِيَاءُ۔ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ پشت پناہ۔ حمایتی۔ کارساز۔ ﴿وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿١٠٧﴾﴾ (2/البقرہ:107) ''اور نہیں ہے تم لوگوں کے لیے اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ ہی کوئی مددگار۔'' ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ۘ﴾ (5/المآئدہ:51) ''اے لوگو! جو ایمان لائے، تم لوگ مت بناؤ یہود کو اور نصارٰی کو کارساز۔''

مَوْلٰى بگڑی بنانے والا۔ کارساز۔ ﴿بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ﴾ (3/آل عمران:150) ''اللہ تمہاری بگڑی بنانے والا ہے۔''

اَوْلٰى اَفْعَلُ کے وزن پر اَفْعَلُ التَّفْضِيْل ہے۔ زیادہ قریب۔ زیادہ حقدار۔ ﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ﴾ (8/الانفال:75) ''اور رشتہ والے، ان میں کے بعض زیادہ حقدار ہیں بعض کے اللہ کے قانون میں۔'' ﴿اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿٣٤﴾ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿٣٥﴾﴾ (75/القیامہ: 34۔35) ''زیادہ قریب ہے تیرے لیے زیادہ قریب، پھر زیادہ قریب ہے تیرے لیے زیادہ قریب۔'' اس آیت میں اَوْلٰى خبر ہے اور اس کا مبتداء محذوف ہے جو عذاب، تباہی، خرابی وغیرہ کے مفہوم کا کوئی لفظ ہو سکتا ہے۔ نیز اس آیت میں لفظ ثُمَّ (پھر) دراصل I REPEAT کے مفہوم میں آیا ہے۔

وَلَايَةً محبت کی وجہ سے تعلق۔ واسطہ۔ سروکار۔ ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ﴾ (8/الانفال:72) ''اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان لوگوں نے ہجرت نہیں کی تو نہیں ہے تمہارے لیے ان سے کوئی واسطہ کسی چیز میں یہاں تک کہ وہ لوگ ہجرت کریں۔''

(تفعیل) تَوْلِيَةً بنیادی مفہوم ہے قریب کرنا۔ پھر اس مفہوم کے ساتھ زیادہ تر دو معانی میں آتا ہے۔ (١) کسی کو کسی کی طرف پھیر دینا۔ (٢) کسی کی طرف پیٹھ پھیرنا پیٹھ پھیر کر چل دینا۔ ﴿فَلَنُوَلِّيَنَّكَ

قِبۡلَةً تَرۡضٰىهَا ﴾ (2/البقرہ: 144) ''تو ہم لازماً پھیر دیں گے آپؐ کو اس قبلہ کی طرف آپؐ راضی ہوں جس سے۔'' ﴿ وَ اِنۡ يُّقَاتِلُوۡكُمۡ يُوَلُّوۡكُمُ الۡاَدۡبَارَ ﴾ (3/آل عمران: 111) ''اور اگر وہ لوگ قتال کریں گے تم لوگوں سے تو وہ لوگ پھیر دیں گے تمہاری طرف پیٹھوں کو۔'' ﴿ وَ اِذَا تُتۡلٰى عَلَيۡهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسۡتَكۡبِرًا ﴾ (31/لقمان: 7) ''اور جب بھی پڑھ کر سنائی جاتی ہیں اس کو ہماری آیات تو وہ پیٹھ پھیر کر چل دیتا ہے اتراتا ہوا۔''

وَلِّ ج وَلُّوۡا۔ فعل امر ہے۔ تو پھیر دے۔ ﴿ فَوَلِّ وَجۡهَكَ شَطۡرَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ ؕ وَ حَيۡثُ مَا كُنۡتُمۡ فَوَلُّوۡا وُجُوۡهَكُمۡ شَطۡرَهٗ ؕ ﴾ (2/البقرہ: 144) ''تو آپؐ پھیر دیں اپنے چہرے کو مسجد حرام کے رُخ پر۔ اور جہاں کہیں ہو تم لوگ تو پھیر دو اپنے چہروں کو اس کے رُخ پر۔''

مُوَلٍّ اسم الفاعل ہے۔ پھیرنے والا۔ ﴿ وَلِكُلٍّ وِّجۡهَةٌ هُوَ مُوَلِّيۡهَا ﴾ (2/البقرہ: 148) ''اور ہر ایک کے لیے ہے توجہ کی ایک سمت، وہ پھیرنے والا ہے (یعنی اپنی توجہ کو) اس کی طرف۔''

(تفعّل) **تَوَلٍّ** بنیادی مفہوم ہے کسی طرف سے پھر جانا۔ لیکن جب انسان کسی طرف سے رُخ پھیرتا ہے تو اس کا رُخ کسی طرف ہو جاتا ہے۔ اس لیے یہ بھی دو معانی میں آتا ہے۔ (۱) کسی سے منہ موڑنا۔ بے رُخی کرنا۔ (۲) کسی کی طرف رُخ کرنا۔ دوست بنانا۔ دوستی کرنا۔ ﴿ فَمَنۡ تَوَلّٰى بَعۡدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ﴾ (3/آل عمران: 82) ''پس جس نے منہ موڑا اس کے بعد تو وہ لوگ ہی نافرمانی کرنے والے ہیں۔'' ﴿ وَمَنۡ يَّتَوَلَّهُمۡ مِّنۡكُمۡ فَاِنَّهٗ مِنۡهُمۡ ؕ ﴾ (5/المآئدہ: 51) ''جس نے دوست بنایا ان کو، تم میں سے، تو یقیناً وہ ان میں سے ہے۔''

تَوَلَّ فعل امر ہے۔ تو منہ پھیر۔ اس کا دوسرا معنی ہے تو دوست بنا۔ لیکن اس معنی میں قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا۔ ﴿ فَتَوَلَّ عَنۡهُمۡ فَمَاۤ اَنۡتَ بِمَلُوۡمٍ ﴾ (51/الذٰریات: 54) ''پس آپؐ منہ پھیر لیں ان سے تو آپؐ پر کوئی الزام نہیں ہے۔''

ترکیب

فَضۡلُ اللّٰهِ مبتداء ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے۔ عَلَيۡكُمۡ متعلق خبر ہے۔ رَحۡمَتُهٗ مبتداء ثانی ہے۔ سادہ جملہ اس طرح ہوتا ہے۔ فَلَوۡ لَا فَضۡلُ اللّٰهِ وَ رَحۡمَتُهٗ حَاضِرَانِ عَلَيۡكُمۡ۔ یہ جملہ شرط ہے۔ جبکہ لَكُنۡتُمۡ مِّنَ الۡخٰسِرِيۡنَ جواب شرط ہے۔

ترجمہ

ثُمَّ تَوَلَّيۡتُمۡ	مِّنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ ۚ	فَلَوۡ لَا	فَضۡلُ اللّٰهِ	عَلَيۡكُمۡ
پھر منہ موڑا تم لوگوں نے	اس کے بعد سے	تو اگر نہ ہوتا	اللہ کا فضل	تم لوگوں پر

وَ رَحۡمَتُهٗ	لَكُنۡتُمۡ	مِّنَ الۡخٰسِرِيۡنَ
اور اس کی رحمت	تو تم لوگ ہوتے	خسارہ پانے والوں میں سے

نوٹ۔1

لَوۡ لَا اور لَوۡ مَا اسم اور فعل دونوں پر آتا ہے۔ جب اسم پر داخل ہوتا ہے تو اس کے معنی ہوتے ہیں ''اگر یہ نہ ہوتا تو۔'' اور جب فعل پر داخل ہو تو پھر اس کے معنی ہو جاتے ہیں ''کیوں نہ ایسا ہوا۔ کیوں نہ ایسا کیا۔''

202

163
سبق-11
40/2 تا 43

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ البقرۃ (۲)

آیت نمبر (40)

﴿یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتِیَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ وَ اَوۡفُوۡا بِعَهۡدِیۡۤ اُوۡفِ بِعَهۡدِکُمۡ ۚ وَ اِیَّایَ فَارۡهَبُوۡنِ ﴿۴۰﴾﴾

ذ ک ر

(ن) **ذَکَرًا** (۱) یاد کرنا۔ یادرکھنا (۲) یاد والی بات کرنا یعنی کسی کا ذکر کرنا۔ ﴿الَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰی جُنُوۡبِهِمۡ﴾ ''وہ لوگ جو یادرکھتے ہیں اللہ کو کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور اپنی کروٹوں کے بل۔'' (3/آل عمران: 191) ﴿وَ مَاۤ اَنۡسٰنِیۡهُ اِلَّا الشَّیۡطٰنُ اَنۡ اَذۡکُرَهٗ ۚ﴾ (18/الکھف:63) ''اور نہیں بھلائی مجھے وہ بات مگر شیطان نے کہ میں اس کا ذکر کروں۔''

اُذۡکُرۡ فعل امر ہے۔ تو یاد کر۔ ﴿وَاذۡکُرۡ رَّبَّکَ فِیۡ نَفۡسِکَ تَضَرُّعًا وَّ خِیۡفَۃً﴾ (7/الاعراف:205) ''اور تو یاد کرا پنے رب کو اپنے جی میں گڑگڑاتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے۔''

ذَاکِرٌ اسم الفاعل ہے۔ یاد کرنے والا ﴿اِنَّ الۡحَسَنٰتِ یُذۡهِبۡنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ذٰلِکَ ذِکۡرٰی لِلذّٰکِرِیۡنَ ﴿۱۱۴﴾ۚ﴾ (11/ھود:114) ''بے شک نیکیاں لے جاتی ہیں برائیوں کو۔ یہ ایک بڑی نصیحت ہے یاد کرنے والوں کے لیے۔''

مَذۡکُوۡرٌ اسم المفعول ہے۔ یاد کیا ہوا۔ ذکر کیا ہوا۔ ﴿لَمۡ یَکُنۡ شَیۡئًا مَّذۡکُوۡرًا ﴿۱﴾﴾ (76/الدھر:1)۔ ''وہ نہیں تھا کوئی ذکر کی ہوئی چیز یعنی قابل ذکر چیز نہیں تھا۔''

ذِکۡرٌ اسم ذات ہے۔ یاد۔ نصیحت۔ کسی کا ذکر۔ ﴿وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ ﴿۱۴﴾﴾ (20/طٰہٰ:14) ''اور تو قائم کر نماز کو میری یاد کے لیے۔'' ﴿اَوَ عَجِبۡتُمۡ اَنۡ جَآءَکُمۡ ذِکۡرٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ﴾ (7/الاعراف:63) ''تو کیا تم لوگوں کو تعجب ہوا کہ آئی تمہارے پاس ایک نصیحت تمہارے رب کی طرف سے۔'' ﴿لَقَدۡ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکُمۡ کِتٰبًا فِیۡهِ ذِکۡرُکُمۡ ؕ﴾ (21/الانبیاء:10) ''ہم نے نازل کی ہے تمہاری طرف ایک کتاب، اس میں تمہارا ذکر ہے۔''

ذِکۡرٰی اسم ذات ہے لیکن اس میں ذِکۡرٌ کی بنسبت مبالغہ ہے۔ بڑی نصیحت۔ اوپر آیت نمبر (11/ھود:114) دیکھیں۔

ذَکَرٌ ج ذُکُوۡرٌ۔ نر۔ مرد۔ ﴿اَنِّیۡ لَاۤ اُضِیۡعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنۡکُمۡ مِّنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی ۚ﴾ (3/آل عمران:195) ''کہ میں ضائع نہیں کرتا تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے عمل کو، کوئی بھی مرد ہو یا عورت۔'' ﴿مَا فِیۡ بُطُوۡنِ هٰذِهِ الۡاَنۡعَامِ خَالِصَۃٌ لِّذُکُوۡرِنَا﴾ (6/الانعام:139) ''جو ان مویشیوں کے پیٹ میں ہے وہ صرف ہمارے مردوں کے لیے ہے۔''

تفعیل — **تَذْكِيْرًا اور تَذْكِرَةً** یاددلانا۔نصیحت کرنا۔﴿ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ؕ﴾(2/البقرہ:282) ’’کہ بھول جائے ان میں کی ایک تو یاددلائے ان میں کی دوسری۔‘‘﴿ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا ﴾(18/الکھف:57)’’اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جس کو یاد دلائی جائیں اس کے رب کی نشانیاں تو وہ اعراض کرے ان سے۔‘‘

تَذْكِرَةٌ — اسم ذات بھی ہے۔یاددہانی﴿ وَ اِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝﴾(69/الحاقۃ:48)’’اور یقینا یہ یعنی قرآن مجید یاددہانی ہے متقی لوگوں کے لیے۔‘‘

ذَكِّرْ — فعل امر ہے۔تو یاددہانی کرا۔﴿ فَذَكِّرْ ؕ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝ؕ﴾(88/الغاشیۃ:21)’’آپؐ یاد دہانی کرائیے آپؐ تو بس یاددہانی کرانے والے ہیں۔‘‘

مُذَكِّرٌ — اسم الفائل ہے۔یاددہانی کرانے والا۔اوپر آیت نمبر 21/88 دیکھیں۔

(تفعُّل) — **تَذَكُّرًا** — اس کا ماضی تَذَكَّرَ اور اِذَّكَّرَ، مضارع يَتَذَكَّرُ اور يَذَّكَّرُ، نیز مخاطب کے صیغوں میں مضارع تَتَذَكَّرُ اور تَذَكَّرُ دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔یاددہانی حاصل کرنا۔نصیحت پکڑنا۔﴿ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ ﴾(20/طٰہٰ:44)’’پس تم دونوں کہنا،اس سے نرم بات شاید کہ وہ نصیحت پکڑے۔‘‘﴿ سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ۝ۙ﴾(87/الاعلیٰ:10)’’وہ نصیحت پکڑے گا جو خوف کرتا ہے۔‘‘﴿ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝﴾(10/یونس:3)’’تو کیا تم لوگ نصیحت نہیں پکڑتے۔‘‘

(افتعال) — **اِذِّكَارًا** — قرآن مجید میں اس کا استعمال ’’ذ‘‘ کو ’’د‘‘ میں تبدیل کر کے ہوا ہے جو ایک استثنائی صورت ہے۔اہتمام سے یاد کرنا﴿ وَ قَالَ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ ﴾(12/یوسف:45)’’اور کہا اس نے جس نے نجات پائی ان دونوں میں سے اور اس نے یاد کیا ایک مدت کے بعد۔‘‘

مُدَّكِرٌ — اسم الفاعل ہے۔یاد کرنے والا۔﴿ وَ لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝﴾(54/القمر:17)’’اور ہم نے آسان کیا ہے قرآن کو یاددہانی کے لیے تو کیا کوئی یاد کرنے والا ہے۔‘‘

و ف ی

(ض) — **وَفَاءً** — کسی چیز کو مکمل کرنا۔پورا کرنا۔

اَوْفٰى — اَفْعَلُ کے وزن پر افعل تفضیل ہے۔زیادہ پورا کرنے والا﴿ وَ مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ ﴾(9/توبۃ:111)’’اور کون زیادہ پورا کرنے والا ہے اپنے وعدے کو اللہ سے۔‘‘

(افعال) — **اِيْفَاءً** — وعدہ،نذر،ناپ تول وغیرہ پورا کرنا۔﴿ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَ اتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝﴾(3/آل عمران:76)’’کیوں نہیں!جس نے پورا کیا اپنے عہد کو اور تقویٰ کیا تو بے شک اللہ پسند کرتا ہے متقی لوگوں کو۔‘‘﴿ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْۤ اُوْفِي الْكَيْلَ وَ اَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۝﴾(12/یوسف:59)’’کیا تم لوگ دیکھتے نہیں کہ میں پورا بھرتا ہوں پیمانے کو اور میں سب سے بہتر اتارنے والا ہوں یعنی مہمان نواز ہوں۔‘‘﴿ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ ﴾(13/الرعد:20)’’وہ لوگ جو پورا کرتے ہیں اللہ کے عہد کو۔‘‘

اَوْفِ — ج اَوْفُوْا۔فعل امر ہے تو پورا کر۔﴿ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ ﴾(12/یوسف:88)’’پس آپؐ پورا بھریئے ہمارے لیے پیمانے کو۔‘‘﴿ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَ الْمِيْزَانَ ﴾(7/الاعراف:85)’’پس تم لوگ پورا کرو ناپ اور تول کو۔‘‘

	وَلْيُوْفُوْا	فعل امر غائب میں جمع کا صیغہ ہے۔ چاہیے کہ پورا کریں۔ ﴿وَ لْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَ لْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝﴾ (22/الحج:29) ''اوران لوگوں کو چاہیے کہ پورا کریں اپنی منتوں کواور طواف کریں قدیم گھر کا۔''
	اُوْفِ	مضارع مجزوم میں واحد متکلم کا صیغہ ہے۔آیت زیر مطالعہ۔
	مُوْفِ	اسم الفاعل ہے۔ پورا کرنے والا۔ ﴿وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا﴾ (2/البقرۃ:177) ''اور پورا کرنے والے اپنے عہد کو جب کبھی باہم عہد کریں۔
تفعیل	تَوْفِيَةٌ	حق پورا پورا دے دینا۔ ﴿وَ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ﴾ (3/آل عمران:57) ''اور وہ لوگ کہ جو ایمان لائیں اور عمل کریں نیک تو وہ یعنی اللہ پورا پورا دے گا ان کو ان کے اجر۔''
	يُوَفّٰى	مضارع مجہول ہے۔ وہ دیا جائے گا پورا حق۔ ﴿وَ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ﴾ (16/النحل:111) ''اور پورا حق دیا جائے گا ہر نفس کو جو اس نے عمل کیا۔''
	يُوَفِّ	مضارع مجزوم ہے۔ ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا﴾ (11/ھود:15) ''جو چاہتا ہے دنیا کی زندگی کو اور اس کی زینت کو تو ہم پورا حق دیں گے ان کو ان کے اعمال کا اس میں یعنی دنیا میں۔''
(تفعّل)	تَوَفِّ	حق پورا پورا لے لینا۔ روح قبض کرنا۔ موت دینا۔ ﴿فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ ۝﴾ (47/محمد:27) ''تو کیسا ہوگا جب ان کی روح قبض کریں گے فرشتے مارتے ہوئے ان کے چہروں اور ان کی پیٹھوں پر۔''
	تَوَفَّ	فعل امر ہے۔ تو موت دے۔ ﴿رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝﴾ (3/آل عمران:193) ''اے ہمارے رب پس تو بخش دے ہمارے لیے ہمارے گناہوں کو اور تو محو کر دے ہم سے ہماری برائیوں کو اور تو موت دے ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ۔''
	مُتَوَفِّ	اسم الفاعل ہے۔ حق پورا لینے والا۔ موت دینے والا۔ ﴿اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَيَّ﴾ (3/آل عمران:55) ''جب کہا اللہ نے اے عیسیٰ میں پورا لینے والا ہوں آپ کو اور اٹھانے والا ہوں آپ کو اپنی طرف۔''

ر ھ ب

(س)	رَهْبَةٌ	کسی کے رعب اور دبدبہ کی وجہ سے خوف محسوس کرنا۔ ڈرنا۔ ﴿وَ فِيْ نُسْخَتِهَا هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ۝﴾ (7/الاعراف:154) ''اور ان کی یعنی تختیوں کی تحریر میں ہدایت ہے اور رحمت ہے ان لوگوں کے لیے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔''
	اِرْهَبْ	ج اِرْهَبُوْا۔ فعل امر ہے۔ تو ڈر۔ آیت زیر مطالعہ۔
	رَهَبٌ اور رَهْبَةٌ	اسم ذات ہیں۔ ڈر۔ رعب۔ دہشت۔ ﴿اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَ يَدْعُوْنَنَا

رَغَبًا وَّ رَهَبًا ﴾ (21/الانبیاء:90) ''بے شک وہ لوگ باہم سبقت کرتے تھے بھلائی میں اور ہم کو پکارتے تھے رغبت کرتے ہوئے اور خوف کرتے ہوئے۔'' ﴿ لَاَنۡتُمۡ اَشَدُّ رَهۡبَةً فِیۡ صُدُوۡرِهِمۡ مِّنَ اللّٰهِ ﴾ (59/الحشر:13) ''بے شک تم لوگ زیادہ ہو بلحاظ دہشت کے ان کے سینوں میں بنسبت اللہ کے۔''

رَهۡبَانِيَّةٌ: اِسم ذات ہے۔ اللہ کے ڈر سے ترکِ دنیا۔ کنارہ کشی۔ ﴿ وَ رَهۡبَانِيَّةَ ۣابۡتَدَعُوۡهَا مَا كَتَبۡنٰهَا عَلَيۡهِمۡ ﴾ (57/الحدید:27) ''اور دنیا سے کنارہ کشی! انہوں نے ابتدا کی اس کی، ہم نے اس کو فرض نہیں کیا ان پر۔''

رُهۡبَانٌ: فُعۡلَانٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ اللہ سے بہت ڈرنے والا۔ مکمل کنارہ کشی کرنے والا۔ تارک الدّنیا۔ ﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنۡهُمۡ قِسِّيۡسِيۡنَ وَ رُهۡبَانًا ﴾ (5/الاعراف:82) ''یہ اس لیے کہ ان میں عالم ہیں اور تارک الدنیا ہیں۔''

(افعال) **اِرۡهَابًا**: کسی پر رعب ڈالنا۔ دھاک بٹھانا۔ ﴿ تُرۡهِبُوۡنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمۡ ﴾ (8/الانفال:60) ''تم لوگ دھاک بٹھاؤ گے اس سے اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں پر۔''

(استفعال) **اِسۡتِرۡهَابًا**: خوفزدہ کرنا۔ ﴿ سَحَرُوۡۤا اَعۡيُنَ النَّاسِ وَ اسۡتَرۡهَبُوۡهُمۡ ﴾ (7/الاعراف:116) ''انہوں نے جادو کیا لوگوں کی آنکھوں پر اور ان کو خوفزدہ کیا۔''

ترکیب

(ن)

بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ مرکب اضافی ہے ۔ اِبۡنٌ کی جمع حالت رفع میں بَنُوۡنَ اور نصب و جر میں بَنِيۡنَ آتی ہے۔ یہ جب مضاف بنتے ہیں تو نون اعرابی گر جاتا ہے۔ اصل مرکب تھا بَنُوۡ اِسۡرَآءِيۡلَ۔ اس پر حرف ندا ''یا'' داخل ہوا تو اس نے مضاف کو نصب دیا۔ اس طرح یہ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ ہو گیا۔ اِسۡرَآءِيۡلَ مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے حالت جر میں ہے۔ اِسۡرَآءِيۡلُ (غیر منصرف) عبرانی لفظ ہے۔ اس کے معنی ہیں عبداللہ اور یہ حضرت یعقوبؑ کا لقب ہے۔

اُذۡكُرُوۡا فعل امر ہے اور نِعۡمَتِيَ اس کا مفعول ہے۔ یہ دراصل نِعۡمَتِیۡ تھا۔ قاعدہ یہ ہے کہ یائے متکلم کو آگے ملانے کے لیے اگر حرکت دینی ہو تو اسے فتحہ دیتے ہیں۔ چنانچہ آگے اَلَّتِیۡ سے ملانے کے لیے نِعۡمَتِیۡ کے بجائے نِعۡمَتِيَ استعمال ہوا۔

اَوۡفُوۡا فعل امر ہے۔ اس میں شامل اَنۡتُمۡ کی ضمیر اس کا فاعل ہے اور بِعَهۡدِیۡ مفعول ہے۔ یہ پورا جملہ شرط ہے جبکہ اُوۡفِ بِعَهۡدِكُمۡ جواب شرط ہے۔ اُوۡفِ دراصل اُوۡفِیۡ تھا۔ جواب شرط ہونے کی وجہ سے مضارع مجزوم ہوا تو ''ی'' گر گئی۔ اس لیے اُوۡفِ استعمال ہوا۔

فَارۡهَبُوۡنِ دراصل فعل امر اِرۡهَبُوۡا اور ضمیر مفعولی نِیۡ ہے۔ ضمیر لگنے کی وجہ سے اِرۡهَبُوۡا کے واو الجمع کا الف گرا تو یہ فَارۡهَبُوۡنِیۡ ہو گیا۔ قاعدہ یہ ہے کہ ضمیر مفعولی نِیۡ کے آگے اگر وقف کرنا ہو تو عموماً اس کی ''ی'' کو گرا کر صرف ''نِ'' لکھتے ہیں۔ اسے نونِ وقایہ کہتے ہیں۔ آگے چونکہ آیت پر وقف کرنا ہے اس لیے فَارۡهَبُوۡنِیۡ کے بجائے فَارۡهَبُوۡنِ استعمال ہوا ہے۔ نوٹ کر لیں قرآن مجید میں نونِ وقایہ کافی استعمال ہوا ہے۔

ترجمہ

یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ	اذۡکُرُوۡا	نِعۡمَتِیَ	الَّتِیۡۤ	163 اَنۡعَمۡتُ
اے اسرائیل کے بیٹو	تم لوگ یاد کرو	میری نعمت کو	جس کو کہ	میں نے انعام کیا

عَلَیۡکُمۡ	وَاَوۡفُوۡا	بِعَھۡدِیۡۤ	اُوۡفِ	بِعَھۡدِکُمۡ
تم لوگوں پر	اور تم لوگ پورا کرو	میرے عہد کو	تو میں پورا کروں گا	تمہارے عہد کو

وَاِیَّایَ	فَارۡھَبُوۡنِ
اور صرف مجھ سے ہی	تم لوگ خوف کرو میرا

نوٹ۔۱

اس آیت سے بنواسرائیل کی فردِ جرم کا آغاز ہو رہا ہے۔ اس کو سمجھنے کے لیے چند بنیادی باتیں ذہن نشین ہونا ضروری ہیں۔

(۱) ہم سے پہلے بنواسرائیل امت مسلمہ کے عہدے پر فائز تھے۔ پھر انہیں معزول کر کے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس عہد پر فائز کیا گیا۔ چنانچہ اس فردِ جرم (CHARGE SHEET) کے ذریعے بنواسرائیل پر ان کی معزولی کے سلسلہ میں حجت قائم کی گئی ہے۔

(۲) ہمارے حوالے سے اس کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے کان کھول رہا ہے کہ اگر تم ایسے کام کرو گے تو تم بھی انہی کی طرح دنیا اور آخرت میں ذلیل و رسوا ہو گے۔ اس لیے یہ بات خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ اس فردِ جرم کا مطالعہ کرتے وقت اگر ہم بنواسرائیل کو برا بھلا کہتے رہے اور خود کو پارسا سمجھتے رہے تو پھر ہم ہدایت سے محروم رہیں گے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس فردِ جرم کے آئینے میں ہم اپنے اعمال کا جائزہ لیتے رہیں اور اپنی اصلاح کی فکر کریں۔ اسی صورت میں یہ فردِ جرم قرآن مجید میں نقل کرنے کا مقصد پورا ہو گا۔

(۳) بنواسرائیل کی فردِ جرم میں بھی اور قرآن مجید کے دیگر مقامات میں جہاں تاریخی واقعات کا ذکر ہے، وہاں عام طور پر آپ کو ترتیب زمانی نہیں ملے گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تاریخی واقعات اس ترتیب سے نہیں بیان کیے گئے جس ترتیب سے وہ وقوع پذیر ہوئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید تاریخ کی تعلیم دینے والی کتاب نہیں ہے۔ بلکہ یہ ہدایت دینے کے لیے نازل کی گئی ہے۔ اور اس مقصد کے تحت تاریخی واقعات کو استدلال یا ثبوت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ چنانچہ تاریخی حوالہ دیتے وقت موضوع سے اس کی مناسبت کو پیش نظر رکھا گیا ہے نہ کہ زمانے کی ترتیب کو۔

نوٹ۔۲

آیت زیرِ مطالعہ میں جس عہد کا ذکر کیا گیا ہے اس کا ذکر سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۸۱ میں آیا ہے۔ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ عہد لیا تھا کہ جب میں تم لوگوں کو دوں کوئی کتاب اور حکمت پھر آئے تمہارے پاس کوئی رسول اس کی تصدیق کرتا ہوا جو تمہارے پاس ہے تو تم لازماً اس پر ایمان لاؤ گے اور تم لازماً اس کی مدد کرو گے۔

نوٹ۔۳

ہماری تاریخ بھی اب چودہ سو سال سے زیادہ پرانی ہو چکی ہے۔ یہ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ ہم نے ہر اس جرم کا ارتکاب

کیا ہے جو بنو اسرائیل نے کیا تھا۔ اس کے باوجود ہم ابھی معزول نہیں ہوئے ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ سمجھ میں آتی ہے کہ تاریخ کے ہر دور میں امت مسلمہ میں علمائے حق اور ان کے پیروکاروں کا ایک ایسا گروہ ہمیشہ موجود رہا ہے جنہوں نے فروعی مسائل سے پہلوتہی کرتے ہوئے اسلام کے بنیادی اور متفق علیہ اصولوں کی تجدید اور تبلیغ کے لیے اپنی جان اور اپنا مال کھپایا ہے۔ جس کے نتیجے میں ہمارا دین محفوظ رہا اور ہماری اصلاح کے دروازے آج بھی کھلے ہوئے ہیں۔ جبکہ بنو اسرائیل کے آخری دور میں ان کا دین اتنا مسخ ہو چکا تھا کہ ان کی اصلاح کا امکان معدوم کے درجے میں چلا گیا تھا۔ پھر سینٹ پال نے بنو اسرائیل کے آخری رسول حضرت عیسیٰ کی شریعت کو منسوخ کر کے اصلاح کے امکان کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا۔ اس کے بعد بہتر یہی تھا کہ انہیں معزول کر دیا جائے۔

اس کے علاوہ ایک چیز اور ہے جو ہمارے نبی کریم a ہمیں دے گئے تھے اور جو غالباً بنو اسرائیل کے پاس نہیں تھی۔ اور اگر تھی بھی تو اپنی نماز کی طرح وہ اسے بھی گم کر چکے تھے۔ اور وہ یہ ہے کہ اس گئے گزرے دور میں بھی اس امت کے نہ معلوم کتنے لوگ نماز کے علاوہ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے درود شریف کا ورد کرتے ہیں۔ بہت سے لوگ ہیں جو باقاعدہ باوضو ہو کر اور قبلہ رو ہو کر درود شریف کی تسبیحات پڑھتے ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ ہمارا رب اپنے حبیب a کے امتیوں کی اس دعا کو رائیگاں نہیں جانے دے گا۔

ان دو وجوہات کی بنیاد پر میں امت مسلمہ کی اصلاح کے لیے پرامید ہوں، بظاہر حالات خواہ کتنے بھی مایوس کن کیوں نہ ہوں۔

آیت نمبر (2/البقرہ:41)

﴿وَ اٰمِنُوْا بِمَاۤ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَ لَا تَكُوْنُوْۤا اَوَّلَ كَافِرٍۭ بِهٖ ۪ وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؗ وَ اِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ۝۴۱﴾

ث م ن

(ض۔ن)	ثَمْنًا	کسی چیز کا آٹھواں حصہ لینا۔
(ک)	ثَمَانَةً	کسی چیز کا قیمتی ہونا۔
	ثَمَنٌ	اسم ذات ہے۔ وہ چیز جو کسی چیز کے عوض حاصل کی جائے۔ قیمت۔ ﴿وَ شَرَوْهُ بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ﴾ (12/یوسف:20) ''اور انہوں نے بیچا اس کو کم قیمت میں۔''
	ثَمَانِيَةٌ اور ثَمَانٍ یا ثَمَانِيَ	آٹھ عدد۔ ﴿وَ اَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ؕ﴾ (39/الزمر:6) ''اور اس نے اتارا تمہارے لیے چوپایوں میں سے آٹھ جوڑے۔'' ﴿اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ۚ﴾ (28/القصص:27) ''کہ تم ملازمت کرو میری آٹھ سال۔''
	ثَمَانُوْنَ اور ثَمَانِيْنَ	(نصب و جر)۔ اسّی عدد۔ ﴿فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً﴾ (24/النور:4) ''تو تم لوگ مارو ان کو اسّی کوڑے۔''
	ثَامِنٌ	ترتیب میں آٹھواں۔ ﴿وَ يَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّ ثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ؕ﴾ (18/الکہف:22) ''وہ لوگ کہیں گے سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا ہے۔''

ثُمُنٌ آٹھواں حصہ یعنی 1/8۔ ﴿فَاِنۡ كَانَ لَكُمۡ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكۡتُمۡ﴾ (4/النساء:12) ’’پھر اگر تمہاری اولاد ہے تو ان کے لیے آٹھواں حصہ ہے اس میں سے جو تم نے چھوڑا۔‘‘

ق ل ل

(ض) **قِلَّةٌ** (۱) کسی چیز کا کم ہونا۔ (۲) کسی چیز کا بلند ہونا (ہلکی چیز اوپر اٹھتی ہے)۔ ﴿وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيۡبٌ مِّمَّا تَرَكَ الۡوَالِدٰنِ وَالۡاَقۡرَبُوۡنَ مِمَّا قَلَّ مِنۡهُ اَوۡ كَثُرَ﴾ (4/النساء:7) ’’اور عورتوں کے لیے ایک حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑا والدین اور قرابت داروں نے، جس میں سے وہ کم ہو اس سے یا زیادہ۔‘‘

قَلِيۡلٌ فَعِيۡلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ کم۔ تھوڑا۔ ﴿وَ مَاۤ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِيۡلٌ﴾ (11/ھود:40) ’’اور ایمان نہیں لائے اس کے ساتھ مگر تھوڑے سے لوگ۔‘‘

اَقَلُّ اسم التفضیل ہے۔ کسی سے کم یا سب سے کم۔ ﴿فَسَيَعۡلَمُوۡنَ مَنۡ اَضۡعَفُ نَاصِرًا وَّ اَقَلُّ عَدَدًا﴾ (72/الجن:24) ’’پس وہ لوگ جان لیں گے کہ کون زیادہ کمزور ہے بلحاظ مددگار کے اور زیادہ کم ہے بلحاظ گنتی کے۔‘‘

(افعال) **اِقۡلَالًا** بلند کرنا۔ ﴿حَتّٰۤى اِذَاۤ اَقَلَّتۡ سَحَابًا ثِقَالًا﴾ (7/الاعراف:57) ’’یہاں تک کہ جب بھی وہ یعنی ہوا بلند کرتی ہے بھاری بادل کو۔‘‘

(تفعیل) **تَقۡلِيۡلًا** کم کرنا۔ ﴿وَ يُقَلِّلُكُمۡ فِيۡۤ اَعۡيُنِهِمۡ﴾ (8/الانفال:44) ’’اور اس نے کم کیا تم لوگوں کو ان کی آنکھوں میں۔‘‘

ترکیب

اٰمِنُوۡا فعل امر ہے۔ اس کا فاعل اس میں شامل **اَنۡتُمۡ** کی ضمیر ہے۔ **بِمَا** میں **مَا** موصولہ اس کا مفعول ہے اور **اَنۡزَلۡتُ**، **مَا** موصولہ کا صلہ ہے۔ **مُصَدِّقًا** حال ہے **بِمَاۤ اَنۡزَلۡتُ** کا۔ **لَا تَكُوۡنُوۡۤا**، **كَانَ** کا فعل نہی ہے، اس کا اسم اس میں شامل **اَنۡتُمۡ** کی ضمیر ہے اور **اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ** اس کی خبر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا مضاف **اَوَّلَ** حالت نصب میں ہے۔ **لَا تَشۡتَرُوۡا** فعل نہی اور **اَنۡتُمۡ** کی ضمیر اس کا فاعل ہے۔ **اٰيٰتِىۡ** پر **بِ** کا صلہ بتا رہا ہے کہ اس کے بدلے کچھ حاصل کرنے سے منع کیا ہے۔ **ثَمَنًا قَلِيۡلًا** مرکب توصیفی مفعول بنفسہٖ آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ وہ چیز ہے جس کو حاصل کرنے سے منع کیا ہے۔ **فَاتَّقُوۡنِ** میں فعل امر **اِتَّقُوۡا** کے واو الجمع کا الف گرا ہوا ہے اور اس کے آگے نون وقایہ لگی ہوئی ہے۔

ترجمہ

وَاٰمِنُوۡا	بِمَاۤ	اَنۡزَلۡتُ	مُصَدِّقًا
اور تم لوگ ایمان لاؤ	اس پر جو	میں نے نازل کیا	تصدیق کرنے والا ہوتے ہوئے

لِّمَا	مَعَكُمۡ	وَلَا تَكُوۡنُوۡۤا	اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ
اس کی جو	تمہارے ساتھ ہے	اور تم لوگ مت ہو	اس کا انکار کرنے والے کے پہلے

163

وَلَا تَشۡتَرُوۡا	بِاٰيٰتِىۡ	ثَمَنًا قَلِيۡلًا	وَاِيَّاىَ
اور تم لوگ مت خریدو	میری آیات کے بدلے	تھوڑی قیمت کو	اور صرف مجھ سے ہی

فَاتَّقُوۡنِ
میرا تقویٰ کرو

نوٹ۔۱

ثَمَنًا قَلِيۡلًا کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ کی آیات کے بدلے تھوڑی قیمت لینے سے منع کیا گیا ہے اور زیادہ قیمت لینے کی اجازت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ چاہے انسان گنڈے تعویذ کا کاروبار کرکے چندٹکوں کے نذرانے وصول کرے یا ہرقل کی طرح اس وقت کی سپر پاور سلطنت روما کو بچالے، یہ سب کچھ ثَمَنًا قَلِيۡلًا ہے۔ تھوڑا غور کریں کہ آج ہرقل اور سلطنت روما کہاں ہیں۔ بنوامیہ، خلافت عباسیہ اور خلافت عثمانیہ تاریخ کا حصہ بن چکیں۔ مغل امپائر جسے دوام بخشنے کے لیے دین الٰہی ایجاد کیا گیا، نیست و نابود ہوچکی ہے۔ ہمارے دیکھتے دیکھتے روس کی سپر پاور نے آپ اپنے خنجر سے خودکشی کی ہے۔ مورخین ان کے زوال کی وجوہات کی فہرست مرتب کررہے ہیں۔ لیکن ان پر غور کرنے سے ان سب کی بنیادی اور مشترک وجہ ایک ہی سامنے آتی ہے، اللہ تعالیٰ کی واضح نشانیوں اور ہدایات سے روگردانی۔

آیت نمبر(42)

﴿وَلَا تَلۡبِسُوا الۡحَقَّ بِالۡبَاطِلِ وَتَكۡتُمُوا الۡحَقَّ وَاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ۝۴۲﴾

ل ب س

(ض) لَبۡسًا: خلط ملط کرنا۔ مشتبہ بنانا ﴿يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لِمَ تَلۡبِسُوۡنَ الۡحَقَّ بِالۡبَاطِلِ﴾ (3/آل عمران:71) ''اے اہل کتاب تم لوگ کیوں گڈمڈ کرتے ہو حق کو باطل کے ساتھ۔''

لَبۡسٌ: اسم ذات ہے۔ شبہ۔ شک۔ ﴿اَفَعَيِيۡنَا بِالۡخَلۡقِ الۡاَوَّلِؕ بَلۡ هُمۡ فِىۡ لَبۡسٍ مِّنۡ خَلۡقٍ جَدِيۡدٍ ۝۱۵﴾ (50/قٓ:15) ''تو کیا ہم تھک گئے پہلی تخلیق سے؟ بلکہ یہ لوگ شک میں ہیں نئی تخلیق کے بارے میں۔''

(س) لُبۡسًا: پوشاک پہنا۔ کپڑا پہنا۔ ﴿يَلۡبَسُوۡنَ ثِيَابًا خُضۡرًا﴾ (18/الکھف:31) ''اور وہ لوگ پہنیں گے سبز کپڑے۔''

لِبَاسٌ: اسم ذات ہے۔ پہننے کی چیز۔ ﴿يٰبَنِىۡۤ اٰدَمَ قَدۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكُمۡ لِبَاسًا يُّوَارِىۡ سَوۡاٰتِكُمۡ وَرِيۡشًاؕ﴾ (7/الاعراف:26) ''اے آدمؑ کی اولاد ہم نے اتارا ہے تم لوگوں پر ایک لباس، وہ چھپاتا ہے تمہاری بری چیزوں کو اور بطور آرائش کے۔''

لَبُوۡسٌ: فَعُوۡلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ لڑائی کے وقت پہننے والی زرہ وغیرہ۔ ﴿وَعَلَّمۡنٰهُ صَنۡعَةَ لَبُوۡسٍ لَّكُمۡ لِتُحۡصِنَكُمۡ مِّنۡۢ بَاۡسِكُمۡۚ﴾ (21/الانبیاء:80) ''اور ہم نے سکھائی انؑ کو زرہ کی صنعت تمہارے لیے تاکہ وہ تمہاری حفاظت کرے تمہاری لڑائی میں۔''

163

ب ط ل

(ن) **بَطَلًا** یہ لفظ حق کی ضد ہے۔ اس لیے آیت نمبر (2/ آل عمران: 26) میں لفظ حق کی وضاحت پھر دیکھ لیں۔ (۱) ثابت نہ ہونا۔ (۲) جھوٹ ہونا۔ (۳) بے مقصد ہونا۔ بیکار رہنا۔ ضائع ہونا۔ (۴) واجب نہ ہونا یعنی وجود بے معنی ہونا۔ ﴿فَوَقَعَ الْحَقُّ وَ بَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ (7/ الاعراف: 118) ''تو واقع ہوا حق اور ضائع ہوا جو وہ لوگ کیا کرتے تھے۔''

بَاطِلٌ فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ بے مقصد۔ بیکار۔ ناحق۔ ﴿وَ اَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ﴾ (۴/ النساء: 161) ''اور بسبب ان کے کھانے کے لوگوں کا مال حق کے بغیر۔''

(افعال) **اِبْطَالًا** باطل کرنا۔ ﴿قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ﴾ (10/ یونس: 81) ''موسیٰ نے کہا تم لوگ جو لائے ہو یہ جادو ہے۔ بے شک اللہ بیکار کرے گا اس کو۔''

مُبْطِلٌ اسم الفاعل ہے۔ باطل کرنے والا۔ ﴿وَ لَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ﴾ (30/ الروم: 58) ''اور اگر تم ان کے پاس لاؤ کوئی نشانی تو لازماً کہیں گے وہ جنہوں نے کفر کیا کہ نہیں ہو تم لوگ مگر ناحق کرنے والے۔''

ترکیب

لَا تَلْبِسُوْا باب ضرب سے فعل نہی ہے۔ اس میں شامل اَنْتُمْ کی ضمیر فاعل ہے، اَلْحَقَّ مفعول اور بِالْبَاطِلِ متعلق فعل ہے۔ وَتَكْتُمُوْا کا نون اعرابی گرا ہوا ہے اس لیے یہ مضارع مرفوع نہیں ہو سکتا۔ اگر فعل امر ہوتا تو وَا كْتُمُوْا ہوتا۔ اس طرح معلوم ہو گیا کہ اس سے پہلے نواصب یا جوازم مضارع کا کوئی عامل محذوف ہے۔ سلسلۂ کلام پر غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ اس سے پہلے لائے نہی محذوف ہے اور یہ بھی فعل نہی ہے۔ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ کی واو حالیہ ہے۔

ترجمہ

وَلَا تَلْبِسُوْا	الْحَقَّ	بِالْبَاطِلِ	وَتَكْتُمُوْا
اور تم لوگ خلط ملط مت کرو	حق کو	باطل کے ساتھ	اور تم لوگ مت چھپاؤ

الْحَقَّ	وَ	اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ
حق کو	اس حال میں کہ	تم لوگ جانتے ہو

نوٹ۔۱

عرب کے لوگ یہود و نصاریٰ سے جب حضور ﷺ کی دعوت کے متعلق پوچھتے تھے تو ان کے لیے یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ توحید، رسالت، وحی، کتاب وغیرہ کا انکار کریں۔ چنانچہ وہ لوگ مختلف سوالات اور الجھنیں پیدا کر کے حضور ﷺ کی دعوت کے متعلق شکوک و شبہات پیدا کرتے تھے یعنی (CONFUSION) پھیلاتے تھے۔ وہی لوگ اس آیت کے مخاطب اوّل تھے۔ آج کے دور میں اس کے مخاطب ہم لوگ ہیں۔ ہم میں سے کچھ جدّی پشتی مسلمان جب زیادہ پڑھ لکھ جاتے ہیں تو مغرب کی اندھی تقلید کو اپنے اوپر واجب کر لیتے ہیں۔ یہ لوگ جب اسلام کے متعلق بات کرتے ہیں تو ان کے لیے بھی ممکن نہیں ہوتا کہ توحید و رسالت وغیرہ کا انکار کریں۔ کیونکہ ایسا

کرنے سے ان کی خاندانی روایات اور مفادات پر آنچ آتی ہے۔ اس لیے یہ لوگ بھی اسلامی احکامات کے متعلق شکوک وشبہات پیدا کر کے اپنے ''قبلہ'' کے ساتھ اپنی وفاداری کا حق ادا کرتے ہیں۔

63

آیت نمبر (2/البقرہ:43)

﴿وَ اَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارۡكَعُوۡا مَعَ الرّٰكِعِيۡنَ ۝۴۳﴾

ز ک و

(ن) — زُكَاءً — نمو پانا۔ بڑھنا اور پھلنا پھولنا۔ پاک ہونا۔ (یعنی نمو میں رکاوٹ والی چیزوں سے پاک ہونا)۔ ﴿وَ لَوۡ لَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَ رَحۡمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنۡكُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ﴾ (24/النور:21) ''اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم لوگوں پر اور اس کی رحمت تو پاک نہ ہوتا تم میں سے کوئی ایک بھی کبھی بھی۔''

اَزۡكٰى — افعل التفضیل ہے۔ زیادہ پاک۔ ﴿ذٰلِكُمۡ اَزۡكٰى لَكُمۡ وَ اَطۡهَرُ ؕ﴾ (2/البقرۃ:232) ''یہ تمہارے لیے زیادہ پاک ہے نمو کی رکاوٹوں سے اور زیادہ پاک ہے نجاستوں سے)۔

زَكِيٌّ — فعیل کے وزن پر صفت ہے۔ پاک۔ ﴿لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝۱۹﴾ (19/المریم:19) ''تاکہ میں عطا کروں تجھ کو ایک پاکیزہ لڑکا۔''

زَكٰوةٌ — یہ لفظ اصلاً زَكَوَةٌ ہے جو قاعدہ کے مطابق تبدیل ہو کر زَكَاةٌ بنتا ہے اور قرآن مجید کی خاص املاء میں زَكٰوةٌ لکھا جاتا ہے۔ اسم ذات ہے۔ نمو میں رکاوٹ والی چیز جو نکال دی جاتی ہے۔ اصطلاحاً زکوٰۃ مال کے اس حصے کو کہتے ہیں جس کا نکالنا فرض ہے۔ ﴿وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ﴾ (2/البقرۃ:277) ''اور قائم کی نماز اور پہنچائی زکوٰۃ۔''

(تفعیل) — تَزۡكِيَةً — نمو میں رکاوٹ والی چیزوں سے پاک کرنا۔ ﴿وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّىۡ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ﴾ (24/النور:21) ''اور لیکن اللہ پاک کرتا ہے اس کو جس کو وہ چاہتا ہے۔''

(تفعّل) — تَزَكِّيٍ — نمو میں رکاوٹ والی چیزوں سے پاکیزگی حاصل کرنا۔ ﴿وَ مَنۡ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفۡسِهٖ ؕ﴾ (35/فاطر:18) ''اور جس نے پاکیزگی حاصل کی تو وہ تو بس پاکیزگی حاصل کرتا ہے اپنے ہی لیے۔'' ﴿وَ مَا عَلَيۡكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ؕ۝۷﴾ (80/عبس:7) ''اور آپؐ پر نہیں ہے یعنی آپؐ پر ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ پاکیزی حاصل نہیں کرتا۔''

ر ک ع

(ف) — رَكۡعًا — عاجزی کے اظہار میں جھکنا۔ اصطلاحاً یہ نماز کے ایک رکن کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ﴿وَ اِذَا قِيۡلَ لَهُمُ ارۡكَعُوۡا لَا يَرۡكَعُوۡنَ ۝۴۸﴾ (77/المرسلٰت:48) ''اور جب بھی یہ کہا جاتا ہے ان لوگوں سے کہ تم لوگ رکوع کرو یعنی نماز پڑھو تو وہ لوگ رکوع نہیں کرتے ہیں یعنی نماز نہیں پڑھتے۔''

اِرۡكَعۡ — فعل امر ہے۔ تو رکوع کر۔ اوپر آیت نمبر (77/المرسلٰت:48) دیکھیں۔

رَاكِعٌ — ج رَاكِعُوۡنَ اور رُكَّعٌ۔ اسم الفاعل ہے۔ رکوع کرنے والا۔ ﴿وَ ارۡكَعِىۡ مَعَ الرّٰكِعِيۡنَ ۝۴۳﴾ (3/آل عمران:43) ''اور آپ اے مریم رکوع کریں رکوع کرنے والے کے ساتھ۔'' ﴿اَنۡ طَهِّرَا بَيۡتِىَ

لِلطَّآىِٕفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿١٢٥﴾ (2/البقرۃ:125) ’’کہ تم دونوں پاک رکھو میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں کے لیے۔‘‘

ترکیب

اس کی ترکیب میں کوئی خاص بات نہیں ہے۔

ترجمہ

وَاَقِيْمُوا	الصَّلٰوةَ	وَاٰتُوا	الزَّكٰوةَ	وَارْكَعُوْا
اور تم لوگ قائم کرو	نماز کو	اور تم لوگ پہنچاؤ	زکاۃ کو	اور تم لوگ رکوع کرو

مَعَ الرّٰكِعِيْنَ
رکوع کرنے والوں کے ساتھ

نوٹ۔۱

بنواسرائیل نے اس فلسفہ کی ابتداء کی تھی کہ نماز کا مطلب ہے اللہ سے لو لگانا۔ اور یہ کام کھیتی باڑی کرتے، ماہی گیری کرتے یا دوکان پر سودا فروخت کرتے ہوئے بھی کیا جا سکتا ہے، تو پھر کام چھوڑ کر باضابطہ نماز ادا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ رفتہ رفتہ یہ فلسفہ عام ہوتا گیا اور آخر کار نماز کی ادائیگی متروک ہوگئی۔ پھر چند نسلوں کے بعد ان لوگوں کو یاد نہیں رہا کہ موسیٰؑ اور دیگر انبیاء کرام نے انہیں کس طرح نماز ادا کرنے کی تعلیم دی تھی۔ اس طرح وہ لوگ اپنی نماز گم کر بیٹھے تھے اور زکوٰۃ کی جگہ سود کے نظام کو رائج کیا تھا۔ اس پس منظر میں اسلام میں نماز باجماعت کی ضرورت و اہمیت کے ایک پہلو کو بخوبی سمجھا جا سکتا ہے۔

اس آیت میں بنواسرئیل کے لیے اور ان کے جیسے Work-aholic جدی پشتی مسلمانوں کے لیے ہدایت ہے کہ نماز اور زکوٰۃ کے نظام کو دوبارہ قائم کرو۔ اور وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ میں اشارہ ہے کہ اب قیامت تک کے لیے نماز اور زکاۃ کا وہی نظام اللہ کے یہاں مقبول ہے جس کی تعلیم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے۔

163

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ البقرۃ (۲)

آیت نمبر (44)

﴿اَتَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبِرِّ وَ تَنۡسَوۡنَ اَنۡفُسَکُمۡ وَ اَنۡتُمۡ تَتۡلُوۡنَ الۡکِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۴۴﴾﴾

ب ر ر

(ن ۔ض) بِرًّا حسنِ سلوک کرنا۔ ﴿لَا یَنۡہٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیۡنَ لَمۡ یُقَاتِلُوۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ وَ لَمۡ یُخۡرِجُوۡکُمۡ مِّنۡ دِیَارِکُمۡ اَنۡ تَبَرُّوۡہُمۡ﴾ (60/الممتحنۃ:8) ''اللہ تم لوگوں کو منع نہیں کرتا ان لوگوں سے جنہوں نے تم سے جنگ نہیں کی دین میں اور تم کو نہیں نکالا تمہارے گھروں سے کہ تم لوگ ان سے حسنِ سلوک کرو۔''

بِرٌّ اسم ذات بھی ہے۔ نیکی۔ ﴿لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ۬ؕ﴾ (3/آل عمران:92) ''تم لوگ ہرگز نہیں پہنچو گے نیکی کو یہاں تک کہ تم لوگ انفاق کرو اس کو جس سے تم محبت کرتے ہو۔''

بَارٌّ ج اَبۡرَارٌ۔ اسم الفاعل ہے، صفت کے مفہوم میں نیکی کرنے والا۔ نیک۔ ﴿وَ تَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ ﴿۱۹۳﴾ۚ﴾ (3/آل عمران:193) ''اور تو موت دے ہم کو نیکی کرنے والوں یعنی نیک لوگوں کے ساتھ۔''

بَرٌّ صفت ہے۔ جب اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو مطلب ہوتا ہے حسنِ سلوک کرنے والا یعنی احسان کرنے والا۔ اور جب س کی نسبت بندے کی طرف ہو تب بھی مطلب ہوتا ہے حسنِ سلوک کرنے والا لیکن اطاعت گزار۔ فرمانبردار کے مفہوم میں۔ ﴿اِنَّہٗ ہُوَ الۡبَرُّ الرَّحِیۡمُ ﴿۲۸﴾ؒ﴾ (52/الطور:28) ''یقیناً وہی احسان کرنے والا ہر حال میں رحم کرنے والا ہے۔'' ﴿وَ کَانَ تَقِیًّا ﴿ۙ۱۳﴾ وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَیۡہِ﴾ (19/مریم:13۔14) ''اور وہ یعنی یحییٰؑ تھے تقوے والے اور فرمانبردار اپنے والدین کے۔''

بَرٌّ صفت کے علاوہ اسم ذات بھی ہے۔ خشکی۔ (جس طرح حسنِ سلوک کرنے والا اپنے اندر سکون اور ٹھہرو محسوس کرتا ہے اسی طرح پانی پر ہچکولوں کے مقابلے میں خشکی پر انسان کو سکون اور ٹھہراؤ ملتا ہے)۔ ﴿وَ یَعۡلَمُ مَا فِی الۡبَرِّ وَ الۡبَحۡرِ ؕ﴾ (6/الانعام:59) ''اور وہ جانتا ہے جو خشکی اور تری میں ہے۔''

ن س ی

(س) نَسۡیًا اور نِسۡیَانًا کسی چیز یا بات کو بلا ارادہ بھول جانا یا ارادۃً بھلا دینا۔ ﴿سَنُقۡرِئُکَ فَلَا تَنۡسٰۤی ۙ﴿۶﴾﴾ (87/الاعلیٰ:6) ''ہم پڑھائیں گے آپؐ کو تو آپؐ نہیں بھولیں گے۔'' ﴿فَالۡیَوۡمَ نَنۡسٰہُمۡ کَمَا نَسُوۡا لِقَآءَ یَوۡمِہِمۡ ہٰذَا ۙ﴾ (7/الاعراف:51) ''تو آج ہم بھلا دیں گے ان کو جیسے انہوں نے بھلایا اپنے اس دن کی ملاقات کو۔''

	لَا تَنْسَ	فعل نہی ہے۔تو مت بھول یا مت بھلا۔﴿وَ لَا تَنْسَ نَصِیْبَکَ مِنَ الدُّنْیَا﴾ (28/القصص:77) ''اور تو مت بھول اپنے حصے کو دنیا میں سے۔''
	نَسِیٌّ	اسم ذات ہے۔وہ چیز جو بھلا دینے کے قابل ہو۔یعنی بیکار چیز۔ نا قابلِ توجہ چیز۔﴿وَ کُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا﴾ (19/مریم:23) ''اور میں ہوتی ایک بھولی بسری چیز۔''
(افعال)	اِنْسَاءٌ	کسی دوسرے کا کوئی چیز یا بات بھلا دینا۔﴿وَ لَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰہَ فَاَنْسٰھُمْ اَنْفُسَھُمْ﴾ (59/الحشر:19) ''اور تم لوگ مت ہو ان لوگوں کی مانند جو بھولے اللہ کو تو اس نے یعنی اللہ نے ان کو بھلا دیا اپنا آپ۔''

ت ل و

(ن)	تَلْوًا	کسی کے پیچھے پیچھے چلنا۔﴿وَ الْقَمَرِ اِذَا تَلٰھَا﴾ (91/الشمس:2) ''قسم ہے چاند کی جب وہ پیچھے پیچھے چلا اس کے یعنی سورج کے۔''
	تِلَاوَۃٌ	کوئی چیز پڑھنا یا پڑھ کر کسی کو سنانا۔اصطلاحاً یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتابوں کو پڑھنے کے لیے مخصوص ہے۔کیونکہ ان کو پڑھنے میں ان میں درج شدہ ہدایات کی پیروی یعنی پیچھے پیچھے چلنا بھی شامل ہے۔جبکہ عام چیزوں میں یہ شرط نہیں ہے اس لیے ان کے لیے عام طور پر قَرْءٌ اور قِرَاءَۃٌ استعمال ہوتا ہے۔تَلَا۔ یَتْلُوْا کے بعد اگر مفعول بنفسہ آئے تو مطلب ہوتا ہے پڑھنا یعنی تلاوت کرنا۔اور گر علی کا صلہ آئے تو مطلب ہوتا ہے پڑھ کر سنانا۔﴿وَ قَالَتِ النَّصٰرٰی لَیْسَتِ الْیَھُوْدُ عَلٰی شَیْءٍ وَّ ھُمْ یَتْلُوْنَ الْکِتٰبَ﴾ (2/البقرۃ:113) ''اور کہا نصاریٰ نے کہ نہیں ہیں یہود کسی چیز پر حالانکہ وہ لوگ پڑھتے ہیں کتاب کو۔'' ﴿اَلَمْ یَاْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَتْلُوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِ رَبِّکُمْ﴾ (39/الزمر:71) ''کیا نہیں پہنچے تم لوگوں کے پاس کچھ رسول تم میں سے، وہ لوگ پڑھ کر سناتے تھے تم کو تمہارے رب کی آیات۔''
	اُتْلُ	فعل امر ہے۔تو پڑھ کر سنا۔﴿اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ﴾ (29/العنکبوت:45) ''آپؐ پڑھیے جو وحی کیا گیا آپؐ کی طرف کتاب میں سے۔'' ﴿وَ اتْلُ عَلَیْھِمْ نَبَاَ نُوْحٍ﴾ (10/یونس:71) ''پڑھ کر سناؤ ان لوگوں کو نوحؑ کی خبر۔''

ک ت ب

(ن)	کَتْبًا اور کِتَابًا	کھال یا چمڑے کے دو ٹکڑوں کو باہم ملا کر سی دینا جو جوڑ دینا۔اسی بنیادی لغوی مفہوم سے پھر یہ لفظ مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے۔(۱) حروف کو باہم ملا دینا۔ یہ کام بذریعہ تقریر بھی ہوتا ہے۔اسی لیے کلام اللہ کو اس وقت بھی کتاب کہا گیا جب قرآن مجید باقاعدہ ضبط تحریر میں نہیں آیا تھا۔﴿ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ﴾ (2/البقرۃ:2) اور یہ کام بذریعہ تحریر بھی ہوتا ہے جسے لکھنا کہتے ہیں۔﴿وَ رُسُلُنَا لَدَیْھِمْ یَکْتُبُوْنَ﴾ (43/الزخرف:80) ''اور ہمارے رسول یعنی فرشتے ان کے پاس لکھتے ہیں۔'' (۲) پختہ ارادہ کرنا۔حتمی فیصلہ کرنا۔﴿کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا

وَ رُسُلِیْ ؕ﴾ (58/المجادلۃ: 21) ''اللہ نے فیصلہ کیا کہ میں لازماً غالب کروں گا خود کو اور اپنے رسولوں کو۔'' (۳) لازم کرنا۔ فرض کرنا۔ ﴿كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ﴾ (6/الانعام: 54) ''لازم کیا تمہارے رب نے اپنے آپ پر رحمت کو۔'' ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ﴾ (2/البقرۃ: 183) ''فرض کیا گیا تم لوگوں پر روزہ۔''

کِتَابٌ ج کُتُبٌ۔ اسم ذات بھی ہے۔ وہ چیز جس پر حروف جوڑے گئے۔ اس لیے کتاب کے علاوہ خط یا گراموفون کے ریکارڈ یا کیسٹ یا اس قسم کی دوسری چیزوں پر بھی کِتَابٌ کا اطلاق ہوگا۔ ﴿يَسْــَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ﴾ (4/النسا: 153) ''آپؐ سے سوال کرتے ہیں اہل کتاب کہ آپؐ اتاریں ان پر ایک لکھی ہوئی چیز آسمان سے۔'' ﴿اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ۝۲۹﴾ (27/النمل: 29) ''ڈالا گیا میری طرف ایک بزرگی والا خط۔''

مَكْتُوْبٌ اسم المفعول ہے۔ لکھا ہوا۔ یعنی وہ عبارت جو ضبط تحریر میں لائی گئی یا وہ آواز جو ریکارڈ کی گئی ہے۔ ﴿يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ﴾ (7/الاعراف: 157) ''وہ لوگ پائیں گے اس کو لکھا ہوا اپنے پاس تورات اور انجیل میں۔''

کَاتِبٌ اسم الفاعل ہے۔ لکھنے والا۔ ﴿وَ لَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ﴾ (2/البقرۃ: 282) ''اور انکار نہ کرے کوئی لکھنے والا کہ وہ لکھے جیسا کہ اس کو سکھایا اللہ نے۔''

اُكْتُبْ فعل امر ہے۔ تو لکھ۔ ﴿اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ؕ﴾ (2/البقر: 282) ''جب بھی تم لوگ آپس میں کوئی ادھار کا معاملہ کرو ایک مقررہ مدت کے لیے تو اسے لکھ لو۔''

(مفاعلہ) **مُكَاتَبَةً** باہم خط و کتابت کرنا۔ تحریری معاہدہ کرنا۔

کَاتِبْ فعل امر ہے۔ تو خط و کتابت کر۔ تو تحریری معاہدہ کر۔ ﴿فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ﴾ (24/النور: 33) ''تو تم لوگ تحریری معاہدہ کرو ان سے، اگر تم لوگ جانتے ہو ان میں کوئی بھلائی۔''

(افتعال) **اِكْتِتَابًا** اہتمام سے لکھنا۔ تصنیف و تالیف کرنا۔ ﴿وَ قَالُوْۤا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا﴾ (25/الفرقان: 5) ''اور ان لوگوں نے کہا پرانے زمانے کے قصے ہیں، اس نے تصنیف کیا ان کو۔''

ع ق ل

(ض) **عَقْلًا** حواس خمسہ سے حاصل کردہ معلومات کا تجزیہ کر کے نتیجہ نکالنا یا کسی نتیجہ تک پہنچنا۔ تدبر کرنا۔ سمجھنا دانا ہونا یا دانائی کی صلاحیت کو استعمال کرنا۔ ﴿يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ﴾ (2/البقرۃ: 75) ''وہ لوگ سنتے ہیں اللہ کے کلام کو پھر وہ بدل دیتے ہیں اس کو اس کے بعد کہ جو انہوں نے سمجھا اس کو۔'' ﴿كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝۷۳﴾ (2/البقرۃ: 73) ''اس طرح اللہ زندہ کرے گا مردہ کو اور وہ دکھاتا ہے تم لوگوں کو اپنی نشانیاں شاید تم لوگ دانائی سے کام لو۔''

ترجمہ

اَتَاْمُرُوْنَ	النَّاسَ	بِالْبِرِّ	وَتَنْسَوْنَ
کیا تم لوگ ترغیب دیتے ہو	لوگوں کو	نیکی کی	اور تم لوگ بھول جاتے ہو

اَنْفُسَكُمْ	وَ	اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ	الْكِتٰبَ
اپنے آپ کو	اس حال میں کہ	تم لوگ تلاوت کرتے ہو	کتاب کی

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ
تو کیا تم لوگ سوچ سمجھ سے کام نہیں لیتے

نوٹ۔1

اس آیت کے مخاطب اوّل تو یہود ہیں، لیکن ہم لوگ بھی اس سے بریٔ الذمہ نہیں ہیں۔ اس لیے اس آیت کی روشنی میں پہلے ہمیں اپنے طرزِ عمل کا جائزہ لینا چاہیے۔

اس آیت میں ان لوگوں کی مذمت کی گئی ہے جو دوسروں کو نصیحت کرتے ہیں لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتے۔ اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کا انجام جہنم ہے۔ مثلاً ایک حدیث میں ہے کہ جنتی لوگ جہنمیوں کو دیکھ کر کہیں گے کہ تمہاری نصیحت سن سن کر ہم تو جنتی ہو گئے۔ یہ تم جہنم میں کیسے آ پڑے۔ وہ کہیں گے افسوس ہم تمہیں کہتے تھے لیکن خود نہیں کرتے تھے۔ (ابن کثیر)

لیکن اس مسئلہ کا ایک دوسرا رخ بھی ہے۔ حضرت سعید بن جبیرؒ کا قول ہے کہ اگر ہر ایک یہ سوچ کر امر بالمعروف و نہی عن المنکر چھوڑ دے کہ میں خود گنہگار ہوں، جب گناہوں سے پاک ہو جاؤں گا تب تبلیغ کروں گا، تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ تبلیغ کرنے والا کوئی بھی باقی نہ رہے گا۔ کیونکہ ایسا کون ہے جو گناہوں سے بالکل پاک ہو۔ اسی ضمن میں حضرت حسنؒ کا قول ہے کہ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ لوگ اسی غلط خیال میں پڑ کر تبلیغ کا فریضہ چھوڑ بیٹھیں۔ (معارف القرآن)۔

اب سوال یہ ہے کہ مذکورہ بالا احادیث اور صحابہ کرامؓ کے اقوال کی موجودگی میں اس آیت پر عمل کرنے کے لیے صحیح طرزِ عمل کیا ہے؟ اس کی ایک صورت یہ ہے کہ انسان جن نیکیوں پر خود عمل پیرا ہے اور جن برائیوں سے اس نے خود کو بچایا ہوا ہے، ان کی تبلیغ کرے اور باقی کی تبلیغ نہ کرے بلکہ اس ضمن میں اپنی اصلاح کی جدوجہد میں مصروف رہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ انسان اپنی کمزوری کا اعتراف کرے اور دوسروں کو عبرت حاصل کرنے کی تلقین کرے۔ مثلاً ایک شرابی یہ کہہ سکتا ہے شراب کی وجہ سے میں نے یہ نقصان اٹھائے اور مجھے یہ یہ بیماریاں لاحق ہوئیں۔ اس لیے میں تم سے کہتا ہوں کہ اس کے نزدیک بھی مت جانا ورنہ میری طرح نقصان اٹھاؤ گے اور پچھتاؤ گے۔ ان دونوں طرزِ عمل کا فائدہ یہ ہے کہ انسان کے اندر اپنی اصلاح کا جذبہ بیدار رہتا ہے اور جہاد مع النفس کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

ایک طرزِ عمل یہ ہے کہ وعظ و نصیحت کے ذریعے انسان اپنی پارسائی کا جعلی عکس ڈال کر دوسروں کو مرعوب کرے۔ اپنے نیک اعمال کو بڑھا کر بیان کرے اور اس ضمن میں جھوٹے دعوے کرنے سے بھی پرہیز نہ کرے۔ اپنی کمزوریوں کا نہ تو اعتراف کرے اور نہ ان کی اصلاح کی فکر کرے۔ دراصل یہ وہ طرزِ عمل ہے جس کی قرآن و حدیث میں مذمت کی گئی ہے اور اس آیت میں بھی اس کی طرف اشارہ ہے۔

آیت نمبر (2/البقرہ:45)

163

﴿وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ۝ ۴۵﴾

ص ب ر

(ض) **صَبْرًا**: مشکل اور ناموافق حالات میں عقل کے تقاضے پر قائم رہنا۔ ثابت قدم رہنا۔ برداشت کرنا۔ ﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ۭ﴾ (46/الاحقاف:35) ''تو آپؐ ثابت قدم رہیں جیسے کہ ثابت قدم رہے عزم والے رسولوں میں سے اور آپؐ جلدی نہ کریں ان کے لیے یعنی کافروں کے لیے عذاب کی۔'' ﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ ۴۳﴾ (42/الشوریٰ:43) ''اور بیشک جس نے برداشت کیا اور معاف کیا تو یقیناً یہ حوصلے کے کاموں میں سے ہے۔''

اِصْبِرْ: فعل امر ہے۔ تو ثابت قدم رہ۔ تو برداشت کر۔ اوپر آیت نمبر (46/الاحقاف:35) دیکھیں۔

صَابِرٌ: اسم الفاعل ہے۔ ثابت قدم رہنے والا۔ برداشت کرنے والا۔ ﴿اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ﴾ (8/الانفال:65) ''اگر ہوں تم میں بیس ثابت قدم رہنے، جھیلنے والے تو وہ لوگ غالب ہوں گے دو سو پر۔''

صَبَّارٌ: فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے۔ بہت زیادہ ثابت قدم رہنے والا۔ بہت زیادہ جھیلنے اور برداشت کرنے والا۔ ﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ ۵﴾ (14/ابراہیم:5) ''بیشک اس میں نشانیاں ہیں ہر ایک بہت زیادہ ثابت قدم رہنے والے شکر گزار کے لیے۔'' اسم ذات ہے۔ ثابت قدمی۔ برداشت۔ ﴿وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ ۳﴾ (103/العصر:3) ''اور باہم تاکید کی حق کی اور باہم تاکید کی ثابت قدمی کی۔''

(مفاعلہ) **مُصَابَرَةً**: کسی کے مقابلہ پر ثابت قدمی میں غالب آنے کی کوشش کرنا۔

صَابِرْ: ج صَابِرُوْا۔ فعل امر ہے۔ ثابت قدمی میں غالب آؤ یا غالب رہو۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۣ﴾ (3/آل عمران:200) ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم لوگ ثابت قدم رہو اور ثابت قدمی میں غالب رہو اور باہم رابطہ رکھو۔''

(افتعال) **اِصْطِبَارًا**: اہتمام سے ڈٹے رہنا

اِصْطَبِرْ: فعل امر ہے۔ اہتمام سے ڈٹے رہو۔ ﴿وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۭ﴾ (20/طٰہٰ:132) ''اور حکم دو اپنے گھر والوں کو نماز کا اور خود ڈٹے رہو اس پر یعنی نماز پر۔''

خ ش ع

(ف) **خُشُوْعًا**: فروتنی کرنا۔ جھک جانا۔ (یہ ایک قلبی کیفیت ہے جو اپنے بے وقعت ہونے اور اللہ کی عظمت کے احساس سے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اس قلبی کیفیت کا اظہار بدن کے اعضاء

سے ہوتا ہے)۔ ﴿ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ ﴾ (57/ الحدید: 16) ’’کیا وقت نہیں آیا ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے کہ جھک جائیں ان کے دل اللہ کے ذکر سے۔‘‘

﴿ وَ خَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴾ (20/ طٰہٰ: 108) ’’اور پست ہو جائیں گی آوازیں اللہ کے حضور، پس تو نہیں سنے گا مگر کچھ کھس پھس۔‘‘

خَاشِعٌ اسم الفاعل ہے۔ جھکنے والا۔ فروتنی کرنے والا۔ عاجزی کرنے والا۔ ﴿ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ﴾ (23/ المؤمنون: 2) ’’وہ لوگ جو اپنی نماز میں فروتنی کرنے والے ہیں یعنی گڑگڑانے والے ہیں۔‘‘ ﴿ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ۙ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ﴾ (79/ النّٰزعٰت: 8-9) ’’دل اس دن دھڑکنے والے ہیں، آنکھیں ان کی جھکنے والی ہیں۔‘‘

ترکیب

استعانت کے افعال کا مفعول یعنی جس کی مدد طلب کی جائے، وہ بنفسہٖ آتا ہے۔ اور جس چیز کے ذریعہ اس کی مدد حاصل کی جائے اس پر بِ کا صلہ آتا ہے۔ اس آیت میں اِسْتَعِيْنُوْا کے ساتھ بِالصَّبْرِ آیا ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ اِسْتَعِيْنُوْا کا مفعول محذوف ہے جو کہ اللہ ہے اور بِالصَّبْرِ متعلق فعل ہے۔ وَالصَّلٰوةِ کی جرّ بتا رہی ہے کہ یہ بھی بِ کے صلہ کے زیرِ اثر ہے۔ اِنَّ کا اسم منصوب ہوتا ہے اس لیے اِنَّ هِيَ نہیں آ سکتا کیونکہ هِيَ ضمیر مرفوعہ ہے۔ چنانچہ اِنَّ کے ساتھ ضمیر منصوبہ هَا آئی ہے جو کہ صلوٰۃ کے لیے ہے۔

ترجمہ

وَالصَّلٰوةِ	بِالصَّبْرِ	وَاسْتَعِيْنُوْا
اور نماز کے ذریعے	ثابت قدمی کے ذریعے	اور تم لوگ (اللہ سے) مدد مانگو

عَلَى الْخٰشِعِيْنَ	اِلَّا	لَكَبِيْرَةٌ	وَاِنَّهَا
فروتنی کرنے والوں پر	سوائے	بھاری ہے	اور یقیناً یہ

نوٹ۔ ا

گذشتہ آیت میں اس بات پر گرفت کی گئی ہے کہ دسروں کو تلقین کرتے ہو اور خود اس پر عمل نہیں کرتے۔ یہ رویہ دراصل اس بات کی علامت ہے کہ اللہ کے دین کو عقل نے تسلیم کر لیا ہے لیکن بات ابھی دل میں نہیں اتری ہے۔ اس پر ابھی دل نہیں ٹھکا ہے۔ اس آیت میں اس کمی کو دور کرنے کا علاج بتایا جا رہا ہے کہ اس کے لیے اللہ سے مدد مانگو۔ اور اس کی مدد حاصل کرنے کے لیے اس کے احکام پر عمل کرتے رہو۔ اس کے نتیجے میں جو بھی تکلیف پہنچتی ہے یا نقصان ہوتا ہے، اسے جھیلو اور برداشت کرو۔ اور یہ قوت برداشت پیدا کرنے کے لیے اپنے رب سے لو لگاؤ یعنی نماز پڑھو۔

واضح رہے کہ جس شخص نے اللہ کے دین کو شعوری طور پر قبول کیا ہے اور اس کی تلقین بھی کرتا ہے، اس کے متعلق یہ امید کی جا سکتی ہے کہ وہ فرض نمازیں ادا کرتا ہے۔ اس لیے غالب امکان یہی ہے کہ اس آیت میں نماز سے مراد نوافل ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

نوٹ۔۲

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر، بار بار ہم کو صبر کی تاکید کی گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے دین کو جب سوچ سمجھ کے قبول کیا ہے اب اس پر ثابت قدم رہو یعنی کوئی بھی تکلیف یا نقصان اور کوئی بھی فائدہ یا لالچ تمہارے قدم اس راہ سے ڈگمگا نہ سکے۔ یہاں تک کہ اس راہ میں اگر جان بھی قربان کرنی پڑے تو اس سے بھی دریغ مت کرو۔

دوسری طرف جدید تعلیم یافتہ طبقہ میں ایک عقیدہ عام ہے۔ میرے علم کی حد تک ہر شخص اس کا قائل ہے اور اسے درست تسلیم کرتا ہے۔ وہ عقیدہ یہ ہے کہ EVERYBODY HAS A PRICE TAG ON HIS BACK یعنی ہر شخص کی پشت پر ایک لیبل ہوتا ہے جس پر اس کی قیمت درج ہوتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کی کوئی نہ کوئی قیمت ضرور ہوتی ہے جس پر اس کو خریدا جا سکتا ہے۔ مسئلہ صرف قیمت کو سمجھنے اور ادا کرنے کا ہے۔ یہاں ہر شخص بکاؤ (FOR SALE) ہے۔ اس لیے نظریات، اخلاقیات، حب الوطنی وغیرہ کی حیثیت ریت کے گھروندوں سے زیادہ نہیں ہے۔ ان سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے۔

میں بھی اس کا قائل ہوں اور اس بات کو درست تسلیم کرتا ہوں کہ ہر شخص کی پشت پر اس کی قیمت درج ہوتی ہے۔ البتہ مسئلہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب کچھ لوگوں کی قیمت کے طور پر لفظ ''جنت'' کی تحریر ابھر آتی ہے۔ اب یہ وہ قیمت ہے جس کو پڑھا بھی جا سکتا ہے، سمجھا بھی جا سکتا ہے لیکن اس کو ادا کرنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ اس وقت پھر ضمیر کے خریداروں کے کھمبا نوچنے سے آواز آتی ہے FUNDAMENTASIST ویسے یہ ٹائیٹل مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔ کیونکہ اس میں سے دل جلنے کی سوندھی مہک آتی ہے۔

نوٹ۔۳

جس انسان کو اپنی ضروریات کے حوالے سے اپنی محتاجی کا اندازہ نہیں ہے۔ جس کو یہ خیال نہیں کہ اس کی تمام ضروریات پوری کرنے والی ہستی صرف ایک ہے، جو دے دے تو کوئی روک نہ سکے اور جو روک لے تو کوئی دے نہ سکے۔ ربوبیت کے حوالے سے جس کے دل میں اللہ کی عظمت کا احساس نہیں، اس کا دل خشوع سے محروم ہے۔ ایسے شخص کے لیے نماز بھاری ہوتی ہے۔ لیکن جیسے جیسے انسان اللہ کی ربوبیت پر غور کرتا ہے اور اس کے دل میں خشوع پیدا ہوتا ہے۔ ویسے ویسے اس کے لیے نماز ہلکی ہوتی جاتی ہے۔ اپنی عاجزی اور اللہ کی عظمت کا احساس جتنا گہرا ہوتا ہے اتنا ہی پھر انسان کے دل میں نوافل کے لیے بھی رغبت پیدا ہوتی ہے۔

نوٹ۔۴

کچھ علماء کرام کا خیال ہے کہ خشوع کے بغیر نماز نہیں ہوتی بلکہ فاسد ہے۔ لیکن جمہور علماء کی رائے ہے کہ خشوع نماز کی روح ہے شرط نہیں ہے۔ شرط صرف اتنی ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت قلب کو حاضر کر لے۔ اس کے بعد اگر خشوع حاصل نہ رہے تب بھی نماز ادا ہو جائے گی۔ البتہ ثواب اتنی نماز کا ملے گا جتنے عرصہ خشوع حاصل رہا۔

آیت نمبر (2/ البقرہ: 46)

﴿الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَ اَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝۴۶﴾

ظ	ن	ن

(ن) ظَنًّا عقل سے اخذ کردہ نتیجہ کی بنیاد پر رائے قائم کرنا۔ خیال کرنا۔ گمان کرنا۔ عقل کی بنیاد پر

قائم کردہ خیال درست بھی ہو سکتا ہے اور غلط بھی۔قرآن مجید میں یہ لفظ دونوں طرح کے خیال کے لیے استعمال ہوا ہے۔﴿وَ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ﴾ (2/البقرۃ:249)''اور کہا ان لوگوں نے جو خیال کرتے تھے کہ وہ لوگ اللہ کی ملاقات کرنے والے ہیں۔''﴿وَ ظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ﴾ (28/القصص:39)''اور انہوں نے خیال کیا کہ وہ لوگ ہماری طرف نہیں لوٹائے جائیں گے۔''

ظَنٌّ اسم ذات ہے۔خیال۔گمان۔﴿ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ (38/صٓ:27)''یہ ان لوگوں کا خیال ہے جنہوں نے کفر کیا۔''

ظَانٌّ اسم الفاعل ہے۔خیال کرنے والا۔﴿الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ﴾ (48/الفتح:6)''خیال کرنے والے اللہ کے لیے برا خیال۔''

ترکیب

اَلَّذِيْنَ گزشتہ آیت میں اَلْخٰشِعِيْنَ پر عطف ہے۔اس لیے یہ پوری آیت اَلْخٰشِعِيْنَ کی صفت ہے۔اَنَّ کا اسم هُمْ کی ضمیر ہے جو يَظُنُّوْنَ کے فاعل کے لیے ہے۔مُلٰقُوْا رَبِّهِمْ، یہ پورا مرکب اضافی اَنَّ کی خبر ہے۔مُلٰقُوْا دراصل باب مفاعلہ کے اسم الفاعل مُلَاقٍ کی جمع مُلَاقُوْنَ ہے۔مضاف ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گرا ہوا ہے اور الف کا اضافہ خلاف قاعدہ ہے۔رَبِّ اس کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے حالت جر میں ہے اور آگے هِمْ کا مضاف ہونے کی وجہ سے لام تعریف اور تنوین سے خالی ہے۔

ترجمہ

اَلَّذِيْنَ	يَظُنُّوْنَ	اَنَّهُمْ	مُلٰقُوْا رَبِّهِمْ
وہ لوگ جو	خیال کرتے ہیں	کہ وہ لوگ	اپنے رب کی ملاقات کرنے والے ہیں

وَاَنَّهُمْ	اِلَيْهِ	رٰجِعُوْنَ
اور یہ کہ وہ لوگ	اس کی طرف ہی	لوٹنے والے ہیں

نوٹ۔1

اس کائنات اور اسکے عوامل کے مشاہدے اور ان پر غور وفکر کے نتیجے میں انسان کو اللہ کی عظمت کا احساس ہوتا ہے اور اس کے دل میں جھکاؤ یعنی خشوع پیدا ہوتا ہے۔پھر یہی غور وفکر انسانی عقل کو اس نتیجے تک پہنچاتا ہے کہ ایک دن اللہ کی نعمتوں کا حساب دینا ضروری ہے۔اس طرح خشوع سے انسان میں جواب دہی کا احساس پیدا ہوتا ہے اور پھر جواب دہی کا احساس خشوع میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔

163

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ البقرۃ (۲)

آیت نمبر (2/البقرہ:47)

﴿یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتِیَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ وَ اَنِّیۡ فَضَّلۡتُکُمۡ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۴۷﴾﴾

ف ض ل

(ن) **فَضۡلًا**: کسی چیز کا اوسط یا حق سے زیادہ ہونا۔ یہ پسندیدہ بھی ہے جیسے علم یا رتبہ میں زیادہ ہونا۔ اور ناپسندیدہ بھی ہے جیسے غصے وغیرہ میں زیادہ ہونا۔ عام طور پر پسندیدہ چیز کے لیے فضل اور ناپسندیدہ چیز کے لیے فضول کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ثلاثی مجرد سے فعل استعمال نہیں ہوا۔

فَضۡلٌ: اسم ذات ہے۔ حق سے زیادہ دی ہوئی چیز۔ ﴿قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ﴾ (3/آل عمران:73) ''آپ کہہ دیجئے یقیناً کُل کا کُل فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ دیتا ہے جس کو وہ چاہتا ہے۔'' ﴿وَ اَنۡ تَعۡفُوۡۤا اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی ؕ وَ لَا تَنۡسَوُا الۡفَضۡلَ بَیۡنَکُمۡ ؕ﴾ (2/البقرۃ:237) ''اور یہ کہ تم لوگ درگزر کرو تو یہ زیادہ قریب ہے تقویٰ سے اور تم لوگ مت بھولو حق سے زیادہ چیز کو آپس میں۔''

(تفعیل) **تَفۡضِیۡلًا**: کسی پسندیدہ چیز میں کسی کو زیادہ کرنا۔ ﴿تِلۡکَ الرُّسُلُ فَضَّلۡنَا بَعۡضَہُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ ۘ﴾ (2/البقرۃ:253) ''یہ رسول ہیں۔ ہم نے فضیلت دی ان میں سے بعض کو بعض پر۔'' ﴿وَ اللّٰہُ فَضَّلَ بَعۡضَکُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ فِی الرِّزۡقِ ۚ﴾ (16/النحل:71) ''اور اللہ نے زیادہ کیا تم میں سے کسی کو کسی پر رزق میں۔''

ترجمہ

یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ	اذۡکُرُوۡا	نِعۡمَتِیَ	الَّتِیۡۤ	اَنۡعَمۡتُ
اے اسرائیل کے بیٹو	تم لوگ یاد کرو	میری نعمت کو	جس کو کہ	میں نے انعام کیا

عَلَیۡکُمۡ	وَ اَنِّیۡ	فَضَّلۡتُکُمۡ	عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ
تم پر	اور یہ کہ	میں نے فضیلت دی تم لوگوں کو	سب جہانوں پر

نوٹ ۔ا

دنیاوی اقتدار، حکومت، مال و دولت وغیرہ فضیلت کی علامت نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ چیزیں مومن اور کافر سب کے حصے میں آتی ہیں۔ اس پہلو سے بنو اسرائیل کی اپنی تاریخ بھی عروج و زوال کا مرکب رہی ہے۔ اس آیت میں ان کی جس فضیلت کا ذکر ہے وہ یہ ہے کہ ہزاروں سال تک وہ دنیا کی راہنمائی کے منصب پر فائز رہے ہیں۔ ان کی اسی ذمہ داری کے پیشِ نظر ان کی غلطیوں اور کوتاہیوں کو نظر انداز کیا جاتا رہا اور مختلف انعام سے نوازا جاتا رہا۔

نوٹ۔۲

تمام عالم پر فضیلت کا مطلب یہ ہے کہ جب تک وہ اس منصب پر فائز رہے، ان کو تمام عالم پر فضیلت حاصل رہی۔ اور اس منصب سے معزول ہونے کے بعد یہ فضیلت بھی ختم ہوگئی اور اب اُمت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو منتقل ہوگئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''تم سترویں اُمت ہو اور سب سے بہتر اور بزرگ ہو۔'' (ابن کثیر)۔

آیت نمبر (2/البقرہ: 48)

﴿ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝۴۸ ﴾

ج ز ی

(ض) جَزَاءً: کسی چیز کا کسی کے لیے کافی ہونا۔ حق ادا کرنا۔ بدلہ دینا۔ ﴿ لِيَجْزِىَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَ يُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ ﴾ (33/الاحزاب: 24) ''تاکہ حق ادا کرے یعنی بدلہ دے اللہ سچوں کو ان کی سچائی کے سبب اور تاکہ وہ عذاب دے منافقوں کو یا ان کی توبہ قبول کرے۔''

جَازٍ: اسم الفاعل ہے۔ بدلہ دینے والا۔ حق ادا کرنے والا۔ کافی ہونے والا۔ ﴿ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ۭ ﴾ (31/لقمان: 33) ''اور نہ کوئی اولاد کافی ہونے والی ہے اپنے والد کے لیے کچھ بھی۔''

جَزَاءً: اسم ذات ہے۔ وہ چیز جو کافی ہو۔ حق۔ بدلہ۔ ﴿ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ ﴾ (2/البقرۃ: 85) ''تو اس کا کیا بدلہ ہے جو یہ کرے تم میں سے۔''

جِزْيَةٌ: اسم ذات ہے۔ امان کا بدلہ جو غیر مسلم اسلامی حکومت کو دیتے ہیں۔ ﴿ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ ﴾ (9/التوبۃ: 29) ''یہاں تک کہ وہ لوگ جزیہ ادا کریں ہاتھ سے۔''

ق ب ل

(ن) قَبْلًا: کسی کی طرف توجہ کرنا۔ قرآن مجید میں اس باب سے فعل استعمال نہیں ہوا۔

(ف) قَبْلًا: کسی چیز کا نزدیک ہونا۔ قریب ہونا۔ پہلے واقع ہونا۔ قرآن مجید میں اس باب سے بھی فعل استعمال نہیں ہوا۔

(س) قُبُوْلًا: کسی چیز کو لے لینا۔ قبول کرنا۔ ﴿ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ ﴾ (9/التوبۃ: 104) ''کیا وہ لوگ نہیں جانتے کہ اللہ ہی قبول کرتا ہے توبہ کو اپنے بندوں سے۔''

قَابِلٌ: اسم الفاعل ہے۔ قبول کرنے والا۔ ﴿ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَ قَابِلِ التَّوْبِ ﴾ (40/المومن: 30) ''گناہ کا بخشنے والا اور توبہ کا قبول کرنے والا۔''

قَبْلٌ: مصدر کے علاوہ ظرفِ زمان بھی ہے۔ پہلے۔ ﴿ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰي نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ۭ ﴾ (3/آل عمران: 93) ''سوائے اس کے جو حرام کیا اسرائیل نے یعنی یعقوب نے اپنے آپ پر اس سے پہلے کہ اتاری جاتی تورات۔''

قُبُلٌ: کسی چیز کا آگے کا حصہ۔ ﴿ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَ هُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝۲۶ ﴾

(12/یوسف:26)''اگر اس کی قمیض پھٹی ہے آگے سے تو عورت نے سچ کہا اور وہ جھوٹوں میں سے ہے۔''

قِبَلٌ یہ دو معانی میں آتا ہے۔(۱) طرف۔سمت اور (۲) طاقت۔قدرت۔﴿ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ ﴾ (2/البقرة:177)''نیکی یہی نہیں ہے کہ تم لوگ پھیر لو اپنے چہرے مشرق اور مغرب کی طرف۔'' ﴿ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا ﴾ (27/النمل:37)''تو ہم لازماً پہنچیں گے ان کے پاس ایسے لشکر کے ساتھ جس پر کسی قسم کی کوئی طاقت نہیں ہو گی ان کو۔''

قِبْلَةٌ اسم ذات ہے۔وہ چیز جس کی طرف متوجہ ہوا جائے یا رُخ کیا جائے۔قبلہ۔﴿ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ﴾ (2/البقرة:142)''کس چیز نے پھیرا ان کو ان کے قبلے سے جس پر وہ تھے۔''

قَبِيْلٌ ج قَبَائِلُ۔ فَعِيْلٌ کے وزن پر ہے۔ایک نسل کے افراد کا گروہ یا جماعت۔قبیلہ (کیونکہ نسلی اعتبار سے ان میں ہمیشگی کا قربت کا مفہوم ہوتا ہے)۔﴿ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَ قَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ﴾ (7/الاعراف:27)''اے لوگو! بے شک وہ دیکھتا ہے تم لوگوں کو، وہ اور اس کا قبیلہ، وہاں سے جہاں تم لوگ نہیں دیکھتے ان کو۔''
﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ﴾ (49/الحجرات:13)''اے لوگو! بے شک ہم نے تم کو پیدا کیا ایک مرد اور ایک عورت سے اور بنایا تم کو شاخیں اور قبیلے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔''

(افعال) **اِقْبَالًا** کسی کے سامنے ہونا۔﴿ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ۝ ﴾ (68/القلم:30)''تو سامنے ہوئے ان میں سے ایک دوسرے کے، باہم ایک دوسرے کو ملامت کرتے ہوئے۔''

اَقْبِلْ فعل امر ہے۔تو سامنے ہو۔سامنے آ۔﴿ يٰمُوْسٰۤى اَقْبِلْ وَ لَا تَخَفْ ﴾ (28/القصص:31)''اے موسیٰؑ سامنے آ اور مت ڈر۔''

(تفعل) **تَقَبُّلًا** اس طرح قبول کرنا جس میں معاوضہ دینا شامل ہو۔﴿ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ ﴾ (5/المائدہ:27)''اس نے کہا اللہ تو بس قبول کرتا ہے متقی لوگوں سے۔''

تَقَبَّلْ فعل امر ہے۔تو قبول کر۔﴿ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ ﴾ (2/البقرہ:127)''اے ہمارے رب! تو قبول فرما ہم سے بے شک تو ہی سننے والا جاننے والا ہے۔''

(تفاعل) **تَقَابُلًا** ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہونا۔آمنے سامنے ہونا۔

مُتَقَابِلٌ اسم الفاعل ہے۔آمنے سامنے ہونے والا۔﴿ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝ ﴾ (37/الصافات:44)''تختوں پر آمنے سامنے ہونے والے۔''

(استفعال) **اِسْتِقْبَالًا** کسی کی طرف متوجہ ہونا۔کسی کے سامنے آنا۔

مُسْتَقْبِلٌ اسم فاعل ہے۔سامنے آنے والا۔﴿ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ﴾ (46/الاحقاف:24)''پھر جب دیکھا اس کو بادل جیسا، ان کے نالوں کے سامنے آنے والا۔''

ش ف ع

163

(ف) **شَفْعًا اور شَفَاعَةً** (۱) کسی چیز کو جوڑا بنانا۔ جفت کرنا۔ (۲) شفارش کرنا۔ شفارش کرنے والا اس کے ساتھ جڑ جاتا ہے جس کی وہ سفارش کرتا ہے۔ ﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ؕ﴾ (2/البقرہ:255) ''کون ہے جو سفارش کرے اس کے پاس مگر اس کی اجازت سے۔''

شَفْعٌ ایسا عدد جو دو سے تقسیم ہو جائے۔ جفت۔ ﴿وَّ الشَّفْعِ وَ الْوَتْرِ ۙ﴾ (89/الفجر:3) ''قسم ہے جفت کی، قسم ہے طاق کی۔''

شَفَاعَةٌ اسم ذات ہے۔ سفارش۔ ﴿فَمَا تَنْفَعُھُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِیْنَ ؕ﴾ (74/المدثر:48) ''تو نفع نہیں دے گی ان کو سفارش کرنے والوں کی سفارش۔''

شَافِعٌ اسم الفاعل ہے۔ سفارش کرنے والا۔ اوپر آیت نمبر (74/المدثر:48) دیکھیں۔

شَفِیْعٌ ج شُفَعَاءُ۔ فَعِیْلٌ کے وزن پر ہے۔ ہمیشہ اور ہر حال میں سفارش کرنے والا۔ ﴿لَیْسَ لَھَا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلِیٌّ وَّ لَا شَفِیْعٌ ۚ﴾ (6/الانعام:70) ''اس کے لیے نہیں ہے اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ ہی کوئی سفارش کرنے والا۔'' ﴿وَ یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَضُرُّھُمْ وَ لَا یَنْفَعُھُمْ وَ یَقُوْلُوْنَ ھٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰہِ ؕ﴾ (10/یونس:18) ''اور وہ لوگ بندگی کرتے ہیں اللہ کے سوا ان کی جو نقصان نہیں دیتے ان کو اور نہ ہی ان کو نفع دیتے ہیں اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ لوگ ہماری سفارش کرنے والے ہیں اللہ کے پاس۔''

ء خ ذ

(ن) **اَخْذًا** کسی چیز کا احاطہ کرنا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ پکڑنا۔ لینا۔ غالب آنا۔ ﴿وَ اَخَذَ بِرَاْسِ اَخِیْہِ﴾ (7/الاعراف:150) ''اور اس نے پکڑا اپنے بھائی کے سر کو۔'' ﴿وَ لَقَدْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ۚ﴾ (5/المائدہ:12) ''اور لے چکا ہے اللہ بنی اسرائیل سے پختہ وعدہ۔'' ﴿لَا تَاْخُذُہٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ ؕ﴾ (2/البقرہ:255) ''اور غالب نہیں آتی اس پر اونگھ اور نہ ہی نیند۔''

خُذْ فعل امر ہے تو پکڑ۔ تو لے۔ ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ صَدَقَةً﴾ (9/التوبۃ:103) ''آپؐ لیں ان کے مال میں سے صدقہ۔''

آخِذٌ اسم الفاعل ہے۔ پکڑنے والا۔ لینے والا۔ ﴿وَ لَسْتُمْ بِاٰخِذِیْہِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْہِ ؕ﴾ (2/البقرہ:267) ''اور تم لوگ نہیں ہو اس کو لینے والے مگر یہ کہ تم لوگ چشم پوشی کرو اس سے۔''

(مفاعلہ) **مُؤَاخَذَةً** کسی کو کسی غلطی پر پکڑنا۔ جواب طلبی کرنا۔ ﴿قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا نَسِیْتُ﴾ (18/الکہف:73) ''اس نے کہا تم جواب طلبی نہ کرو مجھ سے اس کے سبب سے جو میں بھول گیا۔''

(افتعال) **اِتِّخَاذًا** کسی کو کچھ بنانا۔ (یعنی اہتمام سے پکڑنا) جیسے دوست بنانا۔ ﴿وَ اتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرٰھِیْمَ خَلِیْلًا ﴿۱۲۵﴾﴾ (4/النساء:125) ''اور بنایا اللہ نے ابراہیمؑ کو دوست۔''

اِتَّخِذْ فعل امر ہے۔ تو بنا۔ ﴿لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَاتَّخِذْہُ وَکِیْلًا ﴿۹﴾﴾ (73/المزمل:9) ''کوئی الٰہ نہیں سوائے اس کے، پس تو بنا اس کو وکیل یعنی کام بنانے والا۔'' ﴿وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھٖمَ مُصَلًّی ؕ﴾ (2/البقرہ:125) ''اور تم لوگ بناؤ ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ میں سے نماز کی جگہ۔''

مُتَّخِذٌ اسم فاعل ہے۔ بنانے والا۔ ﴿ وَ مَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ﴾ (18/الکہف:51) ''اور میں نہیں ہوں گمراہ کرنے والوں کو بنانے والا بازو یعنی مشیر۔''

ع	د	ل

(ض) **عَدْلًا** برابر کرنا۔ انصاف کرنا۔ ﴿ وَ اُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ﴾ (42/الشوریٰ:15) ''اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں برابری کروں تمہارے مابین۔''

اِعْدِلْ فعل امر ہے۔ تو برابر کر۔ تو انصاف کر۔ ﴿ وَ اِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ﴾ (6/الانعام:152) ''اور جب بھی تم لوگ بولو تو انصاف کرو اس حال میں کہ چاہے وہ ہو تمہارا اقرابت والا۔''

عَدْلٌ اسم ذات ہے۔ کسی چیز کے برابر کی کوئی دوسری چیز۔ عدل۔ انصاف۔ ﴿ وَ لَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّ لَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ ﴾ (2/البقرہ:123) ''اور قبول نہیں کی جائے گی اس سے برابر کی کوئی چیز اور نفع نہیں دے گی اس کو کوئی سفارش۔''

ن	ص	ر

(ن) **نَصْرًا** کسی کی مدد کرنا۔ ﴿ وَ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ ﴾ (3/آل عمران:123) ''اور مدد کی ہے تمہاری اللہ نے بدر میں۔''

نَصْرٌ اسم ذات بھی ہے مدد۔ ﴿ اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ﴾ (2/البقرہ:214) ''سن لو یقیناً اللہ کی مدد قریب ہے۔''

اُنْصُرْ فعل امر ہے۔ تو مدد کر۔ ﴿ وَ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴾ (2/البقرہ:250) ''اور تو جما دے ہمارے قدموں کو اور تو مدد کر ہماری کافر قوم پر۔''

نَاصِرٌ ج نَاصِرُوْنَ اور اَنْصَارٌ۔ اسم فاعل ہے۔ مدد کرنے والا۔ مددگار۔ ﴿ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ﴾ (47/محمد:13) ''ہم نے ہلاک کیا ان کو تو کسی قسم کا کوئی مددگار نہیں ہے ان کے لیے۔'' ﴿ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ﴾ (61/الصف:14) ''حواریوں نے کہا ہم اللہ کی مدد کرنے والے ہیں۔''

نَصِيْرٌ فَعِيْلٌ کا وزن ہے۔ ہمیشہ اور ہر حال میں مدد کرنے والا۔ ﴿ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ ﴾ (8/الانفال:40) ''پس جان لو کہ اللہ تمہارا مولیٰ ہے کیا ہی اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار۔''

مَنْصُوْرٌ اسم المفعول ہے۔ مدد کیا ہوا۔ ﴿ فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴾ (17/بنی اسرائیل:33) ''پس اسے چاہیے کہ زیادتی نہ کرے قتل میں یقیناً وہ مدد کیا ہوا ہے۔''

نَصْرَانِيٌّ ج نَصٰرٰى۔ اسم نسبت ہے۔ مدد والا۔ اصطلاحاً یہ عیسائی لوگوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ شاید اس لیے کہ عیسیٰؑ کے حواریوں نے کہا تھا ''نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ'' ﴿ مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّ لَا نَصْرَانِيًّا ﴾ (3/آل عمران:67) ''ابراہیمؑ یہودی نہیں تھے اور نہ ہی نصرانی۔'' ﴿ وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ ﴾ (2/البقرہ:113) ''اور کہا یہودیوں نے کہ نہیں ہیں عیسائی کسی چیز پر۔''

(تفاعل)	تَنَاصُرًا	ایک دوسرے کی مدد کرنا۔ ﴿مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ۝﴾ (37/ الصافات: 25) ''تم لوگوں کو کیا ہوا ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے۔''
(افتعال)	اِنْتِصَارًا	اہتمام سے خود اپنی مدد کرنا۔ بدلہ لینا۔ ﴿وَ لَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝﴾ (42/ الشوریٰ: 41) ''اور بے شک جس نے بدلہ لیا اپنے ظلم کے بعد تو وہ لوگ ہیں کہ ان پر کوئی راہ نہیں ہے یعنی گرفت نہیں ہے۔''
	اِنْتَصِرْ	فعل امر ہے۔ تو بدلہ لے۔ ﴿فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۝﴾ (54/ القمر: 10) ''تو اس نے پکارا اپنے رب کو کہ میں مغلوب ہوں پس تو بدلہ لے۔''
	مُنْتَصِرٌ	اسم الفاعل ہے۔ بدلہ لینے والا۔ ﴿اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ۝﴾ (54/ القمر: 44) ''یا یہ لوگ کہتے ہیں ہم بدلہ لینے والی جمعیت ہیں۔''
(استفعال)	اِسْتِنْصَارًا	مدد مانگنا۔ ﴿وَ اِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ﴾ (8/ الانفال: 72) ''اور اگر وہ لوگ مدد مانگیں تم لوگوں سے دین میں تو تم لوگوں پر ہے یعنی لازم ہے مدد کرنا۔''

ترکیب

وَاتَّقُوْا فعل امر ہی اور اس میں شامل اَنْتُمْ کی ضمیر اس کا فاعل ہے۔ يَوْمًا اس کا مفعول ہے اور نکرہ موصوفہ ہے۔ آیت کا اگلہ حصہ يَوْمًا کی صفت بیان کر رہا ہے۔ لَا تَجْزِيْ کا فاعل نَفْسٌ ہے اور شَيْئًا اس کا مفعول ہے۔ لَا يُقْبَلُ مِنْهَا اور لَا يُؤْخَذُ مِنْهَا میں هَا کی ضمیر نَفْسٌ کے لیے ہے۔ شَفَاعَةٌ اور عَدْلٌ نائب فاعل ہیں۔ شَفَاعَةٌ مؤنث غیر حقیقی ہے اس لیے اس کا فعل تُقْبَلُ کے بجائے يُقْبَلُ بھی درست ہے۔

ترجمہ

وَاتَّقُوْا	يَوْمًا	لَّاتَجْزِيْ	نَفْسٌ	عَنْ نَفْسٍ
اور تم لوگ بچو	ایک ایسے دن سے جب	کام نہیں آئے گی	کوئی جان	کسی جان کے

شَيْئًا	وَّلَا يُقْبَلُ	مِنْهَا	شَفَاعَةٌ	وَّلَا يُؤْخَذُ
کچھ بھی	اور قبول نہیں کی جائے گی	اس سے	کوئی سفارش	اور نہیں لیا جائے گا

مِنْهَا	عَدْلٌ	وَّلَا هُمْ	يُنْصَرُوْنَ
اس سے	بدلے میں کچھ	اور نہ ہی وہ لوگ	مدد دیے جائیں گے

نوٹ۔1

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی نکرہ کی کوئی خصوصیت ایک یا چند فقروں یا جملوں میں بیان کی جاتی ہے۔ ایسی صورت میں وہ نکرہ محض نکرہ نہیں رہتا۔ اسے نکرہ موصوفہ مخصوصہ کہتے ہیں۔ اس بات کو اُردو کی مثال سے سمجھ لیں۔ ہم کہتے ہیں ایک ٹھنڈا دن۔ اب یہ کسی بھی ٹھنڈے دن کی بات ہو سکتی ہے۔ اس لیے اس فقرہ میں دن کا لفظ محض نکرہ ہے۔ اسے نکرہ محضہ کہتے ہیں۔ لیکن اگر ہم کہیں ایک ایسا ٹھنڈا دن جب پانی جم جائے۔ اس فقرہ میں بھی دن کا لفظ نکرہ ہے کیونکہ ایسا ٹھنڈا دن کوئی بھی دن ہو سکتا ہے۔ لیکن عام ٹھنڈے دنوں کے بنسبت اس دن کی ایک خصوصیت ہے۔

اس لیے اس فقرہ میں دن کا لفظ نکرہ محضہ نہیں رہا بلکہ نکرہ موصوفہ مخصوصہ ہو گیا۔

163

اسی طرح سے آیت زیرِ مطالعہ میں یَوْمًا کا لفظ نکرہ آیا ہے کیونکہ یہ ایک غیر معین دن ہے۔ لیکن جب بھی یہ دن وقوع پذیر ہو گا تو کچھ خصوصیات کا حامل ہو گا۔ اس لیے یہ نکرہ محضہ نہیں ہے بلکہ نکرہ موصوفہ مخصوصہ ہے۔ ترجمہ کرتے وقت اس فرق کا لحاظ کرنا ہوتا ہے۔

نوٹ۔2

اس آیت میں لفظ شَیْئًا کے استعمال کو سمجھنے کے لیے پہلے ہمیں مفعول مطلق کا استعمال سمجھنا ہو گا۔ ہم کہتے ہیں میں نے اس کو مارا یعنی ضَرَبْتُہٗ۔ یہ ایک سادہ جملہ ہے۔ لیکن اگر ہم کہتے ہیں میں نے اس کو ٹھیک ٹھاک مار ماری یعنی وہ مار ماری کہ اس کی سات پشتیں یاد کریں گی تو عربی کے جملہ میں یہ انداز پیدا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس فعل کا ذکر ہو اسی فعل کا مصدر بطور مفعول لے آتے ہیں۔ اور کہتے ہیں ضَرَبْتُہٗ ضَرْبًا۔ اب اس میں ضَرَبْتُ کے بعد ہٗ اصل مفعول ہے اور ضَرْبًا مفعول مطلق ہے جس کی وجہ سے بات میں بہت زور پیدا ہو گیا ہے۔ اسی طرح سے جَزَیْتُہٗ جَزَاءً یعنی میں نے اس کو بدلہ دیا جیسا بدلہ دیتے ہیں یا جیسا بدلہ دینے کا حق ہے۔

اب فرض کریں یہی بات ہم منفی انداز میں کہنا چاہتے ہیں کہ میں نے اس کو بالکل نہیں مارا یعنی چھوا تک نہیں، تو اس کے لیے مَا ضَرَبْتُہٗ ضَرْبًا نہیں کہیں گے بلکہ منفی جملہ میں مفعول مطلق کے طور پر فعل کا مصدر لانے کے بجائے عام طور پر لفظ شَیْئًا لے آتے ہیں۔ اس لیے کہیں گے مَا ضَرَبْتُہٗ شَیْئًا۔ میں نے اس کو کچھ بھی نہیں مارا۔ اسی طرح سے مَا جَزَیْتُہٗ جَزَاءً کے بجائے مَا جَزَیْتُہٗ شَیْئًا کہیں گے۔ میں نے اس کو کچھ بھی بدلہ نہیں دیا۔

نوٹ۔3

اب نوٹ کریں کہ آیت میں اصل جملہ تھا لَا تَجْزِیْ فِیْہِ نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ جَزَاءً۔ اس میں فِیْہِ محذوف کر دیا۔ اور مفعول مطلق کے طور پر جَزَاءً کے بجائے شَیْئًا آیا ہے۔ یعنی کوئی جان کسی جان کے کچھ بھی کام نہ آئے گی یا بدلہ میں ذرہ برابر بھی کوئی چیز نہ دے گی۔

نوٹ۔4

اس آیت سے بھی اور قرآن مجید کے دوسرے مقامات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قیامت میں کسی قسم کی کوئی شفاعت نہیں ہو گی۔ لیکن دوسری طرف قرآن مجید کے ہی دوسرے مقامات اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شفاعت ہو گی۔ اس مسئلہ کے ہر پہلو پر غور کرنے سے جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے (واللہ اعلم بالصواب)۔

1۔ سب سے پہلے شفاعت عامہ کا مرحلہ ہے۔ یہ وہ وقت ہے جب میدانِ حشر میں لوگ حساب کتاب شروع ہونے کے منتظر ہوں گے۔ یہ بہت سخت مرحلہ ہو گا۔ کچھ لوگوں پر انتظار کی گھبراہٹ اس درجہ طاری ہو گی کہ وہ کہیں گے کہ یا اللہ! تو ہمیں جہنم میں ڈال دے لیکن اس انتظار سے نجات دے۔ اس وقت شفاعت عامہ کا حق ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے گا اور آپؐ کی سفارش کے نتیجے میں حساب کتاب شروع ہو گا۔

2۔ حساب کتاب کے وقت کسی بھی ہستی یا کسی بھی شخص کو کسی قسم کی سفارش کرنے کی اجازت نہیں ہو گی۔ قرآن مجید کے جن مقامات پر شفاعت کی کلیتاً نفی کی گئی ہے، ان کا تعلق غالباً اسی مرحلہ سے ہے۔

3۔ حساب کتاب کا مرحلہ پورا ہونے کے بعد جب ہر شخص کی صحیح پوزیشن سامنے آجائے گی تو پھر کچھ

لوگوں کو شفاعت کرنے کا حق ملے گا۔ان میں انبیاء کرام کے علاوہ صدیقین، شہداء کرام، حفاظ کرام اور دیگر صالحین شامل ہوں گے۔ اس بات کو ہم اپنے دنیاوی رویہ کے حوالہ سے آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم کسی کی حمایتی اور سفارشی بن کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔لیکن جب صحیح بات سامنے آتی ہے تو ہم اس کی حمایت سے دستبردار ہو جاتے ہیں۔اس حولہ سے بات سمجھ میں آتی ہے کہ قیامت میں شخصی شفاعت کا مرحلہ اس وقت شروع ہوگا جب ہر شخص کی صحیح پوزیشن واضح ہو جائے گی۔

4۔ شخصی شفاعت کے متعلق دو باتیں بہت صراحت کے ساتھ سامنے آتی ہیں۔اوّل یہ کہ ہر شخص شفاعت نہیں کر سکے گا۔بلکہ صرف وہ لوگ شفاعت کریں گے جن کو اللہ تعالیٰ اس کی اجازت دے گا۔دوم یہ کہ جس کو اللہ تعالیٰ شفاعت کی اجازت دے گا وہ کسی ایسے شخص کی شفاعت نہیں کرے گا جو اس کا مستحق نہیں ہوگا۔

5۔ شخصی شفاعت کے بعد جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں جا چکے ہوں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے شفاعت عامہ کا مرحلہ آئے گا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم تین مرتبہ سجدہ میں جائیں گے۔ہر مرتبہ آپؐ کو اجازت ملے گی اور ہر مرتبہ آپؐ اپنے کچھ امتیوں کو دوزخ سے نکال لائیں گے۔آخری مرتبہ آپؐ فرمائیں گے کہ یا اللہ اب تو وہاں وہی لوگ رہ گئے ہیں جن کو قرآن نے روک رکھا ہے۔

6۔ یہ بات خاص طور سے نوٹ کر لیں کہ جس کو قرآن مجید روک لے گا وہ حضور صلی اللہ علیہ ولم کی شفاعت سے محروم رہے گا۔

7۔ اب ہمیں ٹھنڈے دل سے سوچ کر فیصلہ کرنا چاہیے کہ قیامت میں ہم خود کو کسی گروہ میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ (۱) ان لوگوں میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم رہیں گے۔(۲) یا ان لوگوں میں جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوزخ سے نکال کر لائیں گے۔(۳) یا ان لوگوں میں جو میدانِ حشر میں کسی کی شفاعت کے محتاج ہوں گے۔(۴) یا ان لوگوں میں جن کو میدانِ حشر میں کسی کی شفاعت کے بغیر جنت میں داخلہ کا پروانہ ملے گا۔(۵) یا ان لوگوں میں جن کو کسی کی شفاعت کرنے کا حق ملے گا۔یہ فیصلہ کرتے وقت اپنی عزت نفس اور جنت کی سوسائٹی میں STATUS کے مسئلہ کو سامنے رکھ کر فیصلہ کریں اور اس کے مطابق اپنے عمل کو ڈھالنے کے لیے اپنے نفس سے جہاد کریں۔

آیت نمبر(2/البقرہ:49)

﴿وَ اِذۡ نَجَّیۡنٰکُمۡ مِّنۡ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ یَسُوۡمُوۡنَکُمۡ سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ یُذَبِّحُوۡنَ اَبۡنَآءَکُمۡ وَ یَسۡتَحۡیُوۡنَ نِسَآءَکُمۡ ؕ وَ فِیۡ ذٰلِکُمۡ بَلَآءٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ عَظِیۡمٌ ﴿۴۹﴾﴾

ن ج و

(ن) نَجَاۃً اور نَجَاءً کسی کا کسی چیز سے الگ ہو جانا۔اس بنیادی مفہوم کے ساتھ مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے۔(۱) رہائی پانا۔نجات پانا۔(۲) سرگوشی کرنا۔(کیونکہ یہ کام دوسروں سے الگ ہو کر کیا جاتا ہے۔﴿قَالَ لَا تَخَفۡ ٝ نَجَوۡتَ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۲۵﴾﴾(28/القصص:25)''انہوں نے یعنی شعیبؑ نے کہا آپؐ مت ڈریں۔آپؐ نے نجات پائی ظالم قوم سے۔''سرگوشی کے معنی میں ثلاثی مجرد سے

163

فعل قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا۔

	نَاجٍ	اسم الفاعل ہے۔نجات پانے والا۔﴿وَ قَالَ لِلَّذِیۡ ظَنَّ اَنَّہٗ نَاجٍ مِّنۡہُمَا﴾ (12/یوسف:42) ''اور انہوں نے یعنی یوسفؑ نے کہا اس سے جس کے لیے انہوں نے خیال کیا کہ وہ نجات پانے والا ہے ان دونوں میں سے۔''
	نَجِیٌّ	اسم نسبت ہے۔ سرگوشی والا۔ (یعنی جس سے سرگوشی کی جائے)۔ ﴿وَ قَرَّبۡنٰہُ نَجِیًّا﴾ (19/مریم:52) ''اور ہم نے قریب کیا اس کو سرگوشی والا ہوتے ہوئے۔''
	نَجٰوۃٌ	اسم ذات ہے۔ رہائی۔ نجات۔﴿اَدۡعُوۡکُمۡ اِلَی النَّجٰوۃِ وَ تَدۡعُوۡنَنِیۡۤ اِلَی النَّارِ﴾ (40/مومن:41) ''میں بلاتا ہوں تم لوگوں کو نجات کی طرف اور تم لوگ بلاتے ہو مجھ کو آگ کی طرف۔''
	نَجۡوٰی	اسم ذات ہے۔سرگوشی۔ کانا پھوسی۔ ﴿اَلَمۡ یَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ یَعۡلَمُ سِرَّہُمۡ وَ نَجۡوٰىہُمۡ﴾ (9/التوبہ:78) ''کیا تم لوگوں کو معلوم نہیں کہ اللہ جانتا ہے ان کی پوشیدہ بات کو اور ان کی سرگوشی کو۔''
(افعال)	اِنۡجَاءٌ	کسی کو رہائی دلانا۔نجات دینا۔﴿اِذۡ اَنۡجٰىکُمۡ مِّنۡ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ﴾ (14/ابراہیم:6) ''جب اس نے رہائی دلائی تم کو فرعون کے پیروکاروں سے۔''
(تفعیل)	تَنۡجِیَۃٌ	کسی کو رہائی دلانا۔نجات دینا۔ (اس میں تدریجاً نجات دینے کا مفہوم ہوتا ہے)۔﴿الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ نَجّٰىنَا مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ﴾ (23/المومنون:28) ''تمام حمد اللہ کے لیے ہے جس نے نجات دی ہم کو ظالم قوم سے۔''
	مُنَجٍّ	اسم الفاعل ہے۔نجات دینے والا۔﴿اِنَّا مُنَجُّوۡکَ وَ اَہۡلَکَ﴾ (29/العنکبوت:33) ''بے شک ہم نجات دینے والے ہیں آپؐ کو اور آپؐ کے گھر والوں کو۔''
(مفاعلہ)	مُنَاجَاۃٌ	کسی سے سرگوشی کرنا۔ رازداری سے مشورہ دینا۔﴿اِذَا نَاجَیۡتُمُ الرَّسُوۡلَ فَقَدِّمُوۡا بَیۡنَ یَدَیۡ نَجۡوٰىکُمۡ صَدَقَۃً﴾ (58/المجادلہ:12) ''اور جب بھی تم لوگ سرگوشی کرو رسولؐ سے تو پیش کرو اپنی سرگوشی سے پہلے صدقہ کو یعنی پہلے صدقہ دو۔''
(تفاعل)	تَنَاجِیًا	باہم ایک دوسرے سے سرگوشی کرنا۔ باہم مشورہ کرنا۔﴿اِذَا تَنَاجَیۡتُمۡ فَلَا تَتَنَاجَوۡا بِالۡاِثۡمِ وَ الۡعُدۡوَانِ﴾ (58/المجادلہ:9) ''جب بھی تم لوگ باہم مشورہ کرو تو مشورہ مت کرو گناہ اور زیادتی کے بارے میں۔''

ء و ل

(ن)	اَوۡلًا اور مَاٰلًا اٰلٌ	لوٹنا۔کسی چیز کا اپنے اصل کی طرف واپس ہونا۔اس مادہ سے کوئی فعل قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا۔ صفت ہے۔کسی کے ساتھ تعلق والا۔ پیروکار۔FOLLOWER۔یہ کسی اہل علم اور کسی صاحبِ شرف ہستی کی طرف مضاف ہو کر آتا ہے۔﴿فَاَنۡجَیۡنٰکُمۡ وَ اَغۡرَقۡنَاۤ اٰلَ فِرۡعَوۡنَ﴾ (2/البقرہ:50) ''تو ہم نے نجات دی تم کو اور غرق کیا فرعون کے پیروکاروں کو۔''

اَوَّلُ مؤنث اُولٰی ۔ یہ افعل تفضیل میں اَفْعَلُ کے وزن پر اَاوَلُ بنتا ہے۔لیکن کثرتِ استعمال کی وجہ سے ہمزہ کا واؤ میں ادغام کر کے اَوَّلُ استعمال ہوتا ہے۔ معنی ہیں پہلا۔ ﴿وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ (7/الاعراف:143) ’’اور میں ایمان لانے والوں کا پہلا ہوں۔‘‘ ﴿اِنَّ ھٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی﴾ (87/الاعلٰی:18) ’’بے شک یہ پہلے صحیفوں میں ہے۔‘‘

اُولُوْا والے۔جمع ہے اور ہمیشہ مضاف بن کر آتا ہے۔ ﴿قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّۃٍ﴾ (27/النمل:33) ’’انہوں نے کہا ہم قوت والے ہیں۔‘‘

(تفعیل) **تَاْوِیْلًا** کسی چیز کو اس کے اصل کی طرف واپس کرنا۔لوٹانا۔اس باب سے بھی قرآن مجید میں فعل استعمال نہیں ہوا۔

تَاْوِیْلٌ مصدر کے علاوہ اسم ذات بھی ہے۔کسی چیز یا بات کا آخری انجام۔انجام کار۔خواب کی تعبیر۔ ﴿ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا﴾ (4/النساء:59) ’’یہ بہتر ہے اور اچھا ہے بلحاظ انجام کار کے۔‘‘ ﴿وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ وَ لِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ﴾ (12/یوسف:21) ’’اور اس طرح ہم نے سکونت دی یوسفؑ کو زمین میں تاکہ ہم سکھائیں ان کو خوابوں کی تعبیر۔‘‘

ف ر ع ن

(رباعی) (x) یہ غیر عربی یعنی عجمی لفظ ہے جو عربی میں لیا گیا ہے۔

فَرَاعِنَۃٌ ج فِرْعَوْنَ۔ صفت ہے۔سرکش۔سرکشی کرنے والا۔

س و م

(ن) **سَوْمًا** کسی کا کسی چیز کی طلب میں کہیں جانا۔اس بنیادی مفہوم کے ساتھ مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ (۱) مویشی کا چراگاہ میں جانا۔ (۲) اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے کسی کو تکلیف دینا۔ (۳) پہچان مقرر کرنا تاکہ جب چاہے جاسکے یا حاصل کر سکے۔ ﴿وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَیَبْعَثَنَّ عَلَیْهِمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ مَنْ یَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ﴾ (7/الاعراف:167) ’’اور جب سنا دیا تیرے رب نے کہ وہ لازماً بھیجتا رہے گا ان پر قیامت کے دن تک اس کو جو تکلیف دے گا ان کو برے عذاب کی۔‘‘

سِیْمَاءٌ اسم ذات ہے۔ علامت۔ نشان۔ ﴿تَعْرِفُهُمْ بِسِیْمٰهُمْ لَا یَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا﴾ (2/البقرہ:273) ’’تو پہچانے گا ان کو ان کی علامت سے، وہ لوگ نہیں مانگتے لوگوں سے لپٹتے ہوئے۔‘‘ ﴿سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ﴾ (48/الفتح:29) ’’ان کا نشان ہے ان کے چہروں میں سجدوں کے اثر سے۔‘‘

(افعال) **اِسَامَۃً** مویشی کا چراگاہ میں لے جانا۔ چرانا۔ ﴿وَ مِنْهُ شَجَرٌ فِیْهِ تُسِیْمُوْنَ﴾ (16/النحل:10) ’’اور اس سے درخت ہیں، اس میں تم لوگ مویشی چراتے ہو۔‘‘

(تفعیل) **تَسْوِیْمًا** نشان لگانا۔نشان زدہ کرنا۔

مُسَوِّمٌ اسم الفاعل ہے۔ نشان لگانے والا۔ ﴿یُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَۃِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَۃِ

163

مُسَوِّمِيْنَ ﴿(3/آل عمران:125)''تو مدد کرے گا تمہاری تمہارا رب پانچ ہزار فرشتوں سے نشان لگانے والے ہوتے ہوئے۔''

مُسَوَّمٌ اسم المفعول ہے۔ نشان لگایا ہوا۔ ﴿لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ۝ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ۝﴾ (51/الذّٰریٰت:33-34)''تاکہ ہم بھیجیں ان پر کچھ پتھر گارے میں سے جو نشان لگے ہوئے ہیں تیرے رب کے پاس اسراف کرنے والوں کے لیے۔''

س و ء

(ن) **سَوْءًا** ناپسندیدہ ہونا۔ برا ہونا۔ بگڑ جانا۔ (لازم)۔ برا لگنا۔ کسی چیز کو بگاڑ دینا۔ (متعدی)۔ ﴿فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ (67/الملک:27)''پس جب وہ دیکھیں گے اس کو نزدیک تو بگاڑ دیئے جائیں گے ان لوگوں کے چہرے جنہوں نے کفر کیا۔'' ﴿اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ﴾ (9/التوبہ:50)''اگر پہنچتی ہے آپ کو کوئی بھلائی تو وہ بری لگتی ہے ان کو۔'' ﴿فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْۗءٗا وُجُوْهَكُمْ﴾ (17/بنی اسرائیل:7)''پس جب آیا آخری وعدہ تاکہ وہ بگاڑ دیں تمہارے چہروں کو۔''

اَسْوَءُ مؤنث سُوْاٰی۔ افعل تفضیل ہے۔ زیادہ برا یا سب سے برا۔ ﴿لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا﴾ (39/الزمر:35)''تاکہ اللہ دور کردے ان سے برے سے برے کام کو جو انہوں نے کیا۔'' ﴿ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوا السُّوْۗآٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ﴾ (30/الروم:10)''پھر تھا انجام ان لوگوں کا جنہوں نے برا کیا، انتہائی برا، کہ انہوں نے جھٹلایا اللہ کی نشانیوں کو۔''

سُوْءٌ اور سَوْءٌ صفت ہے۔ برا۔ قبیح۔ ﴿الظَّاۗنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ۭ﴾ (48/الفتح:6)''گمان کرنے والے اللہ کے بارے میں برا گمان۔'' ﴿اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ سُوْۗءُ الْحِسَابِ ڏ﴾ (13/الرعد:18)''یہ لوگ ہیں جن کے لیے برا حساب ہے۔''

سَیِّءٌ مؤنث سَيِّئَةٌ۔ اسم ذات اور صفت دونوں معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ برائی۔ برا۔ ﴿وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ۭ﴾ (35/الفاطر:43)''اور تمہیں گھیرتا برا داؤ مگر اپنے اہل کو یعنی برائی کرنے والے کو۔'' ﴿وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ۭ﴾ (3/آل عمران:120)''اور اگر تم لوگوں کو پہنچے کوئی برائی تو وہ لوگ خوش ہوتے ہیں اس سے۔'' ﴿وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً﴾ (4/النساء:85)''اور جو کوئی سفارش کرتا ہے کوئی بری سفارش۔''

سَوْءَةٌ اسم ذات ہے۔ ناپسندیدہ چیز۔ اصطلاحاً انسانی لاش اور ستر کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ﴿كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ۭ﴾ (5/المآئدہ:31)''کیسے وہ چھپائے اپنے بھائی کی لاش کو۔'' ﴿قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ﴾ (7/الاعراف:26)''ہم نے اتارا ہے تم لوگوں پر لباس کو، وہ چھپاتا ہے تمہارے ستر کے حصوں کو اور آرائش ہے۔''

(افعال) **اِسَاءَةً** خراب کرنا۔ برائی کرنا۔ ﴿اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۣ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ۭ﴾ (17/بنی اسرائیل:7)''اگر تم لوگ بھلائی کرو گے تو تم لوگ بھلائی کرو گے اپنے آپ سے اور اگر تم لوگ برائی کرو گے تو اس کے لیے یعنی اپنے آپ سے۔'' اوپر آیت نمبر (30/الروم:10) بھی دیکھ لیں۔

163

ع ذ ب		
(ض)	عَذْبًا	پیاس کی شدت کی وجہ سے کچھ کھانے کے قابل نہ رہنا۔
(س)	عَذَبًا	پانی کا کائی دار ہونا۔
(ک)	عَذُوْبَةً	پانی کا میٹھا اور خوشگوار ہونا۔ (ثلاثی مجرد سے کوئی فعل قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا)۔
	عَذْبٌ	صفت ہے۔ خوشگوار پانی۔ میٹھا پانی۔ ﴿وَ هُوَ الَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّ هٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ﴾ (25/الفرقان:53) ''اور وہ ہے جس نے ملائے دو سمندر، یہ خوشگوار شیریں ہے اور یہ نمکین تلخ ہے۔''
	عَذَابٌ	اسم ذات ہے۔ ہر وہ چیز جو انسان کو تکلیف دے، مشقت میں ڈالے۔ عذاب۔ ﴿لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ﴾ (2/البقرہ:114) ''ان کے لیے ہے دنیا میں رسوائی اور ان کے لیے ہے آخرت میں عظیم عذاب۔''
(تفعیل)	تَعْذِیْبًا	کسی کو تکلیف دینا۔ عذاب دینا۔ ﴿وَ اٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا یُعَذِّبُهُمْ وَ اِمَّا یَتُوْبُ عَلَیْهِمْ﴾ (9/التوبہ:106) ''اور کچھ دوسرے لوگ موقوف رکھے گئے اللہ کے فیصلے کے لیے، چاہے وہ عذاب دے ان کو اور یا وہ توبہ قبول کرے ان کی۔''
	مُعَذِّبٌ	اسم الفاعل ہے۔ عذاب دینے والا۔ ﴿وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ﴾ (8/الانفال:33) ''اور نہیں ہے اللہ ان کو عذاب دینے والا اس حال میں کہ وہ لوگ مغفرت طلب کرتے ہیں۔''

ذ ب ح		
(ف)	ذَبْحًا	کسی جاندار کا گلا کاٹنا۔ ذبح کرنا۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً﴾ (2/البقرہ:67) ''بے شک اللہ حکم دیتا ہے تم لوگوں کو کہ تم لوگ ذبح کرو ایک گائے۔''
	ذِبْحٌ	قربانی کیا ہوا جانور۔ ذبیحہ۔ ﴿وَ فَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ﴾ (37/الصافات:107) ''اور ہم نے اس کے فدیہ میں دیا ایک عظیم ذبیحہ۔''
(تفعیل)	تَذْبِیْحًا	کثرت سے ذبح کرنا۔ (آیتِ زیرِ مطالعہ)

ب ل و		
(ن)	بَلَاءً	کسی کو آزمانا۔ امتحان لینا۔ (یہ تکلیف اور آسودگی، دونوں طرح کی آزمائش کے لیے استعمال ہوتا ہے)۔ ﴿وَ بَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَ السَّیِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ﴾ (7/الاعراف:167) ''اور ہم نے آزمایا ان کو بھلائیوں سے اور برائیوں سے شائد کہ وہ پلٹ آئیں۔''
	بَلَاءٌ	اسم ذات ہے۔ آزمائش۔ امتحان۔ ﴿اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ﴾ (37/الصافات:106) ''بے شک یہ تو یقیناً کھلا امتحان ہے۔''
	بَلٰی	کلمہ ایجاب ہے۔ کیوں نہیں۔ عموماً کسی سوال کے جواب میں آتا ہے۔ سوال مثبت ہو یا منفی، دونوں کے جواب میں اس کا مفہوم مثبت ہی رہتا ہے۔ مثلاً اگر سوال ہو، کیا زید کھڑا ہے؟

163

جواب میں بَلٰی (کیوں نہیں) کا مطلب ہوگا کہ زید کھڑا ہے۔ اگر سوال ہو، کیا زید کھڑا نہیں ہے؟ تب بھی بَلٰی (کیوں نہیں) کا مطلب ہو گا کہ زید کھڑا ہے۔ ﴿قَالَ اَوَ لَمۡ تُؤۡمِنۡ ؕ قَالَ بَلٰی﴾ (2/البقرہ:260) ’’اس نے کہا یعنی اللہ تعالیٰ نے پوچھا تو کیا آپؑ کو ایمان نہیں؟ انہوں نے یعنی حضرت ابراہیمؑ نے کہا کیوں نہیں یعنی ایمان ہے۔‘‘

(افتعال) **اِبۡتِلَاءً**: اہتمام سے آزمانا۔ آزمائش میں ڈالنا۔ ﴿وَ اِذِ ابۡتَلٰۤی اِبۡرٰہٖمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّہُنَّ ؕ﴾ (2/البقرہ:124) ’’اور جب آزمایا ابراہیمؑ کو ان کے رب نے کچھ فرمانوں سے تو انہوں نے پورا کیا ان کو۔‘‘

مُبۡتَلٍ: اسم الفاعل ہے۔ آزمانے والا۔ ﴿قَالَ اِنَّ اللّٰہَ مُبۡتَلِیۡکُمۡ بِنَہَرٍ ۚ﴾ (2/البقرہ:249) ’’اس نے یعنی طالوت نے کہا یقیناً اللہ آزمانے والا ہے تم لوگوں کو ایک نہر سے۔‘‘

ع ظ م

(ک) **عَظُوۡمَۃً**: بڑا ہونا۔

اَعۡظَمُ: افعل التفضیل ہے۔ زیادہ بڑا۔ ﴿وَ مَا تُقَدِّمُوۡا لِاَنۡفُسِکُمۡ مِّنۡ خَیۡرٍ تَجِدُوۡہُ عِنۡدَ اللّٰہِ ہُوَ خَیۡرًا وَّ اَعۡظَمَ اَجۡرًا ؕ﴾ (73/المزمل:20) ’’اور جو تم لوگ آگے بھیجو گے اپنے لیے کسی بھلائی میں سے تو تم لوگ پاؤ گے اللہ کے پاس اس کو زیادہ اچھا اور زیادہ بڑا اجر کے لحاظ سے۔‘‘

عَظِیۡمٌ: فَعِیۡلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ بڑا (ہمیشہ اور ہر حال میں)۔ ﴿وَ اللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ ﴿۱۰۵﴾﴾ (2/البقرہ:105) ’’اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔‘‘

(ن) **عَظۡمًا**: ہڈی پر مارنا۔

عَظۡمٌ: ج عِظَامٌ۔ اسم ذات ہے۔ ہڈی۔ ﴿قَالَ رَبِّ اِنِّیۡ وَہَنَ الۡعَظۡمُ مِنِّیۡ﴾ (19/المریم:4) ’’اس نے کہا اے میرے رب بے شک کمزور ہوئی ہڈی میری۔‘‘ ﴿اَیَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَلَّنۡ نَّجۡمَعَ عِظَامَہٗ ؕ﴿۳﴾﴾ (75/القیامۃ:3) ’’کیا گمان کرتا ہے انسان کہ ہم جمع نہ کر سکیں گے اس کی ہڈیوں کو۔‘‘

(افعال) **اِعۡظَامًا**: بڑا کرنا۔ بڑا بنانا۔ ﴿وَ مَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یُکَفِّرۡ عَنۡہُ سَیِّاٰتِہٖ وَ یُعۡظِمۡ لَہٗۤ اَجۡرًا ﴿۵﴾﴾ (65/الطلاق:5) ’’اور جو اللہ کا تقویٰ کرے گا تو وہ دور کر دے گا اس سے اس کی برائیوں کو اور وہ بڑا کر دے گا اس کے لیے اجر کو۔‘‘

(تفعیل) **تَعۡظِیۡمًا**: کسی کو بڑائی دینا۔ بڑائی تسلیم کرنا۔ ﴿وَ مَنۡ یُّعَظِّمۡ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّہَا مِنۡ تَقۡوَی الۡقُلُوۡبِ ﴿۳۲﴾﴾ (22/الحج:32) ’’اور جس نے بڑائی تسلیم کی اللہ کے شعائر کی تو یقیناً یہ دلوں کے تقویٰ سے ہے۔‘‘

ترکیب

نَجَّیۡنَا فعل، اس میں شامل نَحۡنُ کی ضمیر فاعل ہے۔ کُمۡ اس کا مفعول اور مِنۡ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ متعلق فعل ہے۔ یَسُوۡمُوۡنَ فعل اور اس میں شامل ھُمۡ کی ضمیر فاعل ہے۔ جو کہ اٰلِ فرعون کے لیے ہے۔ کُمۡ اس کا مفعول اوّل اور سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ مفعول ثانی ہے۔ یُذَبِّحُوۡنَ اور یَسۡتَحۡیُوۡنَ کی ضمیر فاعلی بھی اٰلِ فرعون کے لیے ہیں اور یہ دونوں جملے یَسُوۡمُوۡنَ کا بیان یعنی وضاحت ہیں۔ فِیۡ ذٰلِکُمۡ قائم مقام خبر مقدم ہے۔ بَلَآءٌ عَظِیۡمٌ مرکب توصیفی اور مبتداء مؤخر نکرہ ہے۔ مِنۡ رَّبِّکُمۡ متعلق خبر ہے۔

‏163

ترجمہ			
	وَاِذۡ نَجَّیۡنٰکُمۡ	مِّنۡ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ	یَسُوۡمُوۡنَکُمۡ
	اور جب ہم نے نجات دی تم لوگوں کو	فرعون کے پیروکاروں سے	وہ لوگ تکلیف دیتے تھے تم کو

سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ	یُذَبِّحُوۡنَ	اَبۡنَآءَکُمۡ	وَیَسۡتَحۡیُوۡنَ
برے عذاب کی	وہ لوگ ذبح کرتے تھے	تمہارے بیٹوں کو	اور وہ لوگ زندہ رکھتے تھے

نِسَآءَکُمۡ	وَفِیۡ ذٰلِکُمۡ	بَلَآءٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ عَظِیۡمٌ
تمہاری عورتوں کو	اور اس میں تھی	تمہارے رب کی طرف سے ایک بڑی آزمائش

نوٹ۔1

لفظ اٰل کے معنی دیے جا چکے ہیں اب نوٹ کریں کہ کسی کی ازواج، اولاد اور نسل کے لیے عموماً ذرّیت یا اہلِ بیت کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اٰلُ النَّبِیّ میں کون لوگ شامل ہیں۔ ایک رائے یہ ہے کہ اس میں اہل بیت شامل ہیں۔ دوسری رائے یہ ہے کہ جس بھی شخص نے شعوری طور پر اسلام کو قبول کیا اور اس پر عمل پیرا ہونے کی جدوجہد کی، وہ اٰلُ النَّبِیّ میں شامل ہے، خواہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتہ دار ہو یا نہ ہو۔ اور جس شخص کا اسلام سے تعلق سراسر تقلیدی ہے وہ آپؐ کی امت میں شامل ہے اٰل میں نہیں ہے۔ امام جعفر صادقؒ کی بھی یہی رائے ہے۔

قرآن مجید کے مطالعہ سے بھی امام جعفر صادقؒ کی رائے کی تصدیق ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ، آزر کی ذرّیت اور اہل بیت تھے لیکن آل نہیں تھے۔ حضرت نوحؑ کا بیٹا ان کی ذرّیت اور اہل بیت تھا لیکن آل نہیں تھا۔ جب وہ ان کی آنکھوں کے سامنے ڈوب رہا تھا تو نوحؑ نے فریاد کی تھی کہ یا اللہ! یہ میرے اہل میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ یہ تمہارے اہل میں سے نہیں ہے کیونکہ اس کا عمل صالح نہیں ہے۔ (11/ھود:46) اسی طرح سے آل فرعون میں، اس کے رشتہ دار اور غیر رشتہ دار، ایسے تمام لوگ شامل ہیں جو اس کے پیروکار تھے۔

اس ضمن میں میرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ اہل بیت یا اٰلُ النَّبِیّ ہونے میں جو فضیلت ہے وہ قیامت میں ملے گی اور نسبت کی بنیاد پر نہیں بلکہ عمل کی بنیاد پر ملے گی۔ اسے اس دنیا میں CASH کرنے کی کوشش کرنا خسارے کا سودا ہے۔ البتہ درود شریف پڑھتے وقت وَعَلٰۤی اٰلِہٖ میں پوری امت کا تصور کر لینا بہتر ہے۔ یعنی ہماری دعا یہ ہو کہ یا اللہ! تو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر شفقت فرما اور تقلیدی تعلق والوں کو بھی شعوری پیروی کی نعمت سے نواز دے۔

نوٹ۔2

مادہ س و ء سے ماضی کا واحد مذکر غائب کا صیغہ سَآءَ قرآن مجید میں متعدد جگہ استعمال ہوا ہے۔ لیکن زیادہ تر اس کا ترجمہ ماضی کے بجائے حال میں کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ سمجھ لیں۔

ہم کہتے ہیں آدمی کھڑا ہے۔ یہ ایک خبر ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ آدمی پہلے نہیں کھڑا تھا۔ اب کھڑا ہے

اور بعد میں بھی کھڑا نہیں ہوگا۔لیکن جب ہم کہتے ہیں کہ آدمی جلد باز ہے تو یہ محض خبر نہیں ہے بلکہ ایک آفاقی صداقت کا بیان بھی ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی ماضی میں بھی جلد باز تھا۔حال میں بھی ہے اور مستقبل میں بھی رہے گا۔اب دنیا کی کسی زبان میں کوئی ایسا لفظ یا صیغہ نہیں ہے جو تینوں زمانوں پر محیط ہو۔اس لیے آفاقی صداقت کو بیان کرنے کے مختلف زبانوں کے انداز مختلف ہیں۔اردو میں اسے زیادہ تر زمانۂ حال میں بیان کرتے ہیں۔جبکہ عربی میں اس کے لیے زیادہ تر ماضی کا صیغہ استعمال ہوتا ہے۔ جیسے:﴿وَ كَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ﴾(17/بنی اسرائیل:11) اب اس کا لفظی ترجمہ تو بنتا ہے کہ انسان جلد باز تھا۔لیکن چونکہ یہ ایک آفاقی صداقت ہے جس کا مفہوم اردو میں زمانۂ حال میں ادا ہوتا ہے، اس لیے اس کا صحیح ترجمہ ہوگا کہ انسان جلد باز ہے۔اسی طرح سے﴿وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴾(4/النساء:17) کا صحیح ترجمہ ہوگا کہ اللہ علیم حکیم ہے۔

اب آپ سمجھ سکتے ہیں کہ قرآن مجید میں جہاں کہیں سَآءَ کا لفظ آفاقی صداقت کے بیان میں آیا ہے، وہاں اس کا ترجمہ حال میں کرنا اردو محاورہ کی ضرورت ہے۔ جیسے یہ ایک آفاقی صداقت ہے کہ سوتیلی ماں سے نکاح کرنا بہت بری بات ہے۔ چنانچہ اس کے لیے فرمایا کہ ﴿اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ مَقْتًا ؕ وَ سَآءَ سَبِيْلًا ﴾(4/النساء:22)''یقیناً یہ بے حیائی ہے اور غضب کو دعوت دینا ہے اور برا ہے بلحاظ راستہ کے یعنی طرزِ عمل کے لحاظ سے۔''

نوٹ۔3

مرکباتِ ناقصہ کا استعمال مختلف زبانوں میں مختلف ہے۔ مثلاً ہم کہتے ہیں دنیا کی زندگی (مرکب اضافی)۔ جبکہ دنیوی زندگی (مرکب توصیفی) کا اردو میں استعمال نہ ہونے جیسا ہے۔ اس کے برعکس عربی میں اَلْحَيٰوةُ الدُّنْيَا (مرکب توصیفی) استعمال ہوتا ہے۔ جبکہ حَيٰوةُ الدُّنْيَا (مرکب اضافی) قرآن مجید میں تو استعمال نہیں ہوا۔ اس لیے مرکباتِ ناقصہ کا ترجمہ کرتے وقت متعلقہ زبان کے محاروہ کا لحاظ کرنا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اَلْحَيٰوةُ الدُّنْيَا (مرکب توصیفی) کا ترجمہ دنیا کی زندگی (مرکب اضافی) کیا جاتا ہے۔

اسی طرح سے آیتِ زیرِ مطالعہ سُوْٓءَ الْعَذَابِ مرکب اضافی ہے جس کا ترجمہ بنتا ہے عذاب کا برا ہے۔لیکن اردو میں اس کا رواج نہیں ہے۔ اس لیے صحیح مفہوم واضح کرنے کے لیے اردو محاورہ کے مطابق اس کا ترجمہ برا عذاب (مرکب توصیفی) کیا جاتا ہے۔آگے بھی اس قسم کی مثالیں آئیں گی۔

نوٹ۔4

یہاں سے مسلسل کئی رکوع تک بنواسرائیل پر اللہ تعالیٰ کے انعامات اور ان کی ناشکری کے حوالے سے متعدد تاریخی واقعات کا ذکر آئے گا۔اس لیے یہ بات ذہن میں ایک مرتبہ پھر تازہ کرلیں کہ ان واقعات میں ترتیب زمانی نہیں ہے۔